

عَبْدُ الْمَاجِدِ بَادِي
أَجْنَاسِ وَأَشْيَاءِ

مختصر سیر خانی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عبدالمجید دیادی

عبدالماجد دیا بادی آجملہ نئے وراثت

ڈاکٹر حسین فریقی

ادارہ ثقافت اسلامیہ
۲۔ گلبرگ روڈ، لاہور

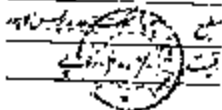
بازار شرقی منہا

۱۹۹۳

پیشہ اول

ناشر

ڈاکٹر سید سعید احمد پالہ مرزا
 انجمن اہل حق و سچائی اسلام آباد
 ۱۔ کتب روڈ، لاہور



کتاب خانہ جامعہ اسلامیہ لاہور
 لاہور

اس کتاب کی عبارت و عبارت کہ در پیشہ اول
 کہ در پیشہ اول کہ در پیشہ اول

والد مرزا شیخ محمود اختر کے نام

ۛ نیکو یاد توئی کشتی بے پر غنیمت چنانچہ

انہوں نے

ۛ علم کی روشنی

استیجاب ہوئی لیکن ان کی صحیح تہذیب اور تہذیب اسلامیہ کی ان ذہن پرانی ہی حد میں ہی رہے اور
مقام کے کی تہذیب میں ان تمام اقدار سے استفادہ کیا ہے ۔

کسی بھی شخص کی تعلیم میں اس کا تہذیب کی حج اجماعیت ہے جس سے کسی کی ذہنی علم کو فائدہ
نہیں ہو سکتا۔ راقم نے خاص باب میں اس کے علاوہ دیگر مضبوطی کا تہذیب مختلف فلسفے سے
حاصل کیے اور ان سے اپنے مقام کے لئے تہذیب میں جان بوجھ کر فائدہ اٹھا کر جسے اسلوب و ہنر سے
لئے ان کی صورت میں ممتاز شخص جناب مشفق خواجہ صاحب اس میں شادی و عیال کی فراغت کھانے
و سقیاپ ہوا۔ یہ تمام مشفق خواجہ صاحب نے بر فطرت فراہم کی ہے ۔ ان کے والد گرامی (میرزا) تاج
میرزا محمد کے نام لکھے گئے تھے جس کے ہر روز ان کے خیر و فلاح پر محنت کی ہے وہ۔ جس میں محمد جعفر
لکھے ۔ ام کریم کے لکھے تھے ۔ راقم صاحب ان دنوں حضرت کے دل سے ہر باب میں ہے ۔ اسی
طرح چند سکا تہذیب جناب میر سلطان شاہین نے دی وہ جناب شفقت بیگم اور جناب ناصر علی
قریشی تھے مرست لکھے ہیں ان معجزات کا بھی شکریہ ادا ہے ۔

بچہ کے سر کے فنی کو جانوں کو دیکھ کر حق سبحانہ میں مستعد و متعلیٰ و جبرائیل میں گھر اڑا
ہے ۔ نیز مصدق علی بن کے معجزات کا ایک کفر فقہ مراد ہو جس کا سبب تک و ذات نہیں
ہو سکتا ہے ۔ راقم نے دھرم ایسے معنی میں سے بیان کیا ہے کہ جو اس کے استفادہ کیا ہے ۔
پھر ایک زمانے میں ماہیت کے انگریزوں کی ایک مشعل مضامین لکھے تھے جو ہندوستان کے
متن و انگریزی درمائل و اشیاء متعلقہ EAST AND WEST SOUTHERN ASIA AT CHRONICLES
کے ایک ڈٹ تک وہ اعداد و کتاب پر انگریزی میں قیصر سے بھی لکھے رہے ۔ ان تمام مضامین
سے ہمیں ان حقائق کی اطلاع میں بہ دل کی گئی ہے ۔

اس مقام کے علمائے دین و تہذیب میں میرزا صاحب نے اپنے آپ کو مقبول و مقبول میں انگریزوں کی زبان
ان کی آمد و انگریزوں کے مشیل نصر میں سے کئی ذکر اس کی صفحہ مذکور ہے جس میں وہ مذکور

فهرست ابواب مفصل

- باب اول : سوانح و شخصیت ۱۲
- باب دوم : عبدالمجید دربار و بیعت نهاد ۲۳
- باب سوم : عبدالمجید دربار و بیعت سمرقند و شام ۱۲۱
- باب چهارم : عبدالمجید دربار و بیعت خلیفان و بیعت من ۲۰۵
- فصل اول : عبدالمجید دربار و بیعت سوانح مختصر ۲۱۵
- فصل دوم : عبدالمجید دربار و بیعت شخصی مختصر ۲۰۱
- فصل سوم : عبدالمجید دربار و بیعت خود نوشت سوانح مختصر ۲۰۳
- فصل چهارم : عبدالمجید دربار و بیعت سفرنامه مختصر ۲۲۲
- فصل پنجم : عبدالمجید دربار و بیعت مشروطیت مختصر ۲۵۱
- فصل ششم : عبدالمجید دربار و بیعت شام ۲۴۲
- فصل هفتم : عبدالمجید دربار و بیعت خلیفان و بیعت من مختصر ۲۵۵

۴۹۱	فصل ششم ۱	عبدالمجید دیربادی بزم شیب معشق و شرب
۴۹۲	باب پنجم ۲	عبدالمجید دیربادی
۴۹۳	فصل اول ۳	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۴	فصل دوم ۴	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۵	فصل سوم ۵	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۶	فصل چهارم ۶	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۷	باب ششم ۱	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۸	باب هفتم ۲	عبدالمجید دیربادی بزم معشوق و شیب
۴۹۹	مصادر و مراجع ۳	

سوانح و شخصیت

علامہ ابوالحسن علی Nadwi

جدید الحکومت فی خانہ دہلی کے شہر درہم گئے۔ خاندان کے سبب اعلیٰ تعلیمی تعلیمات پر توجہ
 سوز ملحقین مقرب بہ لحدۃ العلم بالقرین یا طریقہ نام کے طریقہ تعلیمی لکھ گئے تھے۔ مشہور کے فنون
 قرآن مجید میں ملحقین تعلیمی ابھی تک برہنہ طریقہ تھے۔ انہی کے زمانہ میں ملک بدم کے جناب
 آئے اور انہی کے حکم سے ان کے بارہ راجہ و سبھا اعلیٰ ایضاً آباد میں آکر آباد ہوئے۔ جزا دہس
 مسہد بکری سے ایک سفر کا گئے۔ کھانا اعلیٰ کے شہر میں ہے۔ ۱۰۰ روپیہ رویت پر کھانا کھایا
 سلطان مسابا الدین خوری کے زمانہ میں آئے۔ ان کے زمانہ میں ۱۰۰ روپیہ سالانہ کے بدلے سلطان مسابا الدین
 بکری کے قریب سے فرشتی سلطان پر کھانا کا خرچ کیا اور بکری ۱۰۰ روپیہ سالانہ کے بدلے سلطان مسابا الدین
 بکری کے قریب سے فرشتی سلطان پر کھانا کا خرچ کیا اور بکری ۱۰۰ روپیہ سالانہ کے بدلے سلطان مسابا الدین
 بکری کے قریب سے فرشتی سلطان پر کھانا کا خرچ کیا اور بکری ۱۰۰ روپیہ سالانہ کے بدلے سلطان مسابا الدین

اور ان کے بیان کے تھے کہ یہ راجہ جس کے شاہزادے میں الدین چغتائی انگریزوں اور سلطان شہاب الدین
 خوری کے لکھنؤ میں طالعہ اعلیٰ سے وہ ان کے روایت و عقوبات کے قریب الدین بکری سے ملے۔
 شہاب الدین خوری کے زمانہ ۱۲۱۷ء میں شہادت پائی اور میں الدین بکری کے قتل ۱۲۴۵ء میں
 ہوا۔

مذکورہ بالا دونوں روایات کے مطابق ایک حایر ہے جس کا ذکر مولانا ابجد علی

[illegible][illegible]

کسی بھی قسم سے اس کے غصہ میں مبتلا نہ رہا۔ وہ دیکھ کر اس کی ہنسی پر حیرت منور ہو گیا۔

۱۰۰ - محمد بن محمد بن ابی طالب، صاحب کتاب «الکلیله فی الحکایم» - مرقد شاهچراغ، مشهد.

مسقطی جلد ۱۰، نمبر ۱۱۱۱، ص ۶ -

- کہ آپ مجھے دے۔

[illegible]

۴۰۰ یاتی تہن سکہ اسکا ہے، مہمومی بچکر ہند کریم، مسنونہ مطبوعہ ۱۱۰۰ مولوی سراج الحق علی

میریم (متولد ۲۰۰۴) H (متولد ۲۰۰۴) و کریم (متولد ۲۰۰۴) (متولد ۲۰۰۴)

۱۰۸ بحوالہ رسالہ صحت، جدید، ۲۹ نومبر ۱۹۵۳ء

۱۰ فروری ۱۹۷۷ء کو لاہور میں "طائفہ اولیٰ" میں بھی آپ کا ذکر منسلک ہے۔

"طائفہ اولیٰ" میں جن لوگوں کی طرح محمد بخش دیا پوری نے کہا میں نے سچ سچ انکشاف کیا ہے۔

تصویر نمبر ۱۰: یہ تصویر ۱۹۷۷ء میں لالہ محمد بخش دیا پوری کی فوٹو کی تھی، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 حضور سے ملے، انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے، دیکھ کر اس کی فوٹو کی تھی، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 یہ سچ انکشاف فرمایا۔ مولانا محمد رفیع نے کہا کہ میں نے ان کا نام دیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 کہہ رہے تھے کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور
 "آئینہ کشف" سے پتہ چل گیا ہے۔ ان کے بارے میں یہ ہے کہ جانتے سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا نام
 ہے۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور

آپ کی فوٹو تھی۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور
 حضور سے ملا، انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 یہ سچ انکشاف فرمایا۔ مولانا محمد رفیع نے کہا کہ میں نے ان کا نام دیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 کہہ رہے تھے کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور
 "آئینہ کشف" سے پتہ چل گیا ہے۔ ان کے بارے میں یہ ہے کہ جانتے سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا نام
 ہے۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور

۱۱۔ تفصیل کے بعد دیکھیں کہ یہ سچ انکشاف کیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور

۱۲۔ ان کے بارے میں یہ ہے کہ جانتے سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا نام

۱۳۔ آپ کی فوٹو تھی۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور
 حضور سے ملا، انھوں نے کہا کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 یہ سچ انکشاف فرمایا۔ مولانا محمد رفیع نے کہا کہ میں نے ان کا نام دیا ہے، اس وقت لاہور میں اسے آئے اور
 کہہ رہے تھے کہ میں نے آپ کا نام دیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور

۱۴۔ ان کے بارے میں یہ ہے کہ جانتے سمجھتے ہیں کہ یہ آپ کا نام

۱۵۔ آپ کی فوٹو تھی۔ ۱۹۷۷ء میں لاہور میں اسے آئے اور

[illegible][illegible]

۱۔ سید علی ہادی قادری مدظلہ العالی

جس سے یہ ہزار ہا ہفت کی ہے شجرہ جو خود خدا کی نسبت میں پانچ سو چھ سو تھے۔ خود مومن ہر مومن
 ایسے دوست ہیں جو خدا کو خدا کا سونے کی میت پر شریعہ عطا، جو مکتوبات اصل میں مصلحتیں ہیں اللہ
 تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ واللہ شہد بکرم و نوراۃ شریکی کرنا ان کا سب سے جودیت کی ہر ایک آیت سے
 میری رخصت ہے ہر جہ قطع ہر شہادۃ الیہ

پیشوا کے نوم راج مرہٹہ
آزیت ہی پر نظر رکھتے تھے ۵۰
یہ منصوبہ ہی وہ کرتا رہے
جن کے دکر قتل کا تھا یہ اثر

[illegible][illegible]

یہ فقہی ہے۔ ۱۲۲ھ حج واپس ہے۔ - تصحیح سنی بکری - ۱۲۲ھ ہے۔

میں نے لڑنے اور مارنے کی بجائے دلی دھڑکنے کی بات کی۔

۴۳، ۴۲، ۴۱

جس شخص کی زبانیں کھسک گئیں وہ اس کو تو خاص طور پر صحتیہ جہاز سمجھ کر رہ گئے۔

[illegible]

معدن کے انحصار کے بعد دیگر شے آئرن اور تیل کے ساتھ دنیا کی کئی کئی ترقی یافتہ قومیں ان کے لئے تیار ہیں۔ دنیا کے کئی کئی ترقی یافتہ ملک ان کے لئے تیار ہیں۔ دنیا کے کئی کئی ترقی یافتہ ملک ان کے لئے تیار ہیں۔

۴۰۰ اُپہیتی : ۴۵۰

۱۳۰۰

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من لا نبي بعده

الف

”نہاؤ لافان کے بعد قیرو روزہ کو تھا۔ عمر شریک جوق اور پچھتر کی عمر اشرف کی۔ سب تک کہ
 پچاسی و چھتر کی اندر فرض مدینہ تو کیا جھوٹے زمانہ، عاقلانہ قیاس اور عذر دہی بالکل لغو نہ ہو یہی جہنم
 کے روز تھے۔ کوئی سا بھی موسم یہاں ترگ نہ ہو سکتا تھا۔ یہاں بہت سی خاندانی عسکر قادیان
 مذاہرہ آئے تھے۔ انہی میں۔ انہی میں فوجی دستوں کے سربراہان کا شرف علی خاندان سے
 برکائی تھی۔ آخرت کا خیال عمر بھر سدا اور اخیر وقت کا سدا رہا۔ اپریل ۱۹۲۲ء میں سبب جہان
 صاحب عبدالحمید، فیضیہ یونیورسٹی ٹرکی ٹکڑے ہوئے، انہیں لکھنؤ کی قیادت۔ انہوں نے اپنے جرنیل
 اندر ایک مختصر سی طرح سے ملاکت کے بعد ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء میں انہیں ۱۳۰۰ سالہ ایک ضلع
 کو اخیر وقت میں بھی، میری تہا سے سدا نہیں گئے تھے۔ عسکر قادیان میں رہے۔ انہوں نے
 ان پانی کے لئے لڑائی کے آخری دنوں میں ان کی کفایت میں دشمن دہی تھی جو بعد کو کوئی نہ
 کئے انکھال کے وقت میں ان کی بدولت، دشمن قریب لڑائی اور ان کے لشکروں کے ساتھ ساتھ
 کئے انکھال کے ساتھ ساتھ ابھی۔ انہوں نے اٹھائی ہیں۔ انہوں نے کئے انہوں نے ہیں۔ پھر
 تک لکھے ہیں۔ انہوں نے اٹھائی ہیں۔ انہوں نے کئے انہوں نے ہیں۔

پیدائش

”تبریز میں پیدا ہوئے (۱۲۹۵ھ) میرزا محمد علی کے گھر میں والدین کا نام پرانے زمانہ کی
 ریت و کھن ہے۔ اس میں والدین کا نام پرانے زمانہ کی ریت و کھن ہے۔ اس میں والدین کا نام
 چنانچہ کھن ہے۔ اس میں والدین کا نام پرانے زمانہ کی ریت و کھن ہے۔ اس میں والدین کا نام

۱۲۹۵ھ و ۱۲۹۶ھ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳

۱۲۹۵ھ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳
 ۱۲۹۵ھ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳

۱۲۹۵ھ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳

۱۲۹۵ھ میں پانچویں مرتبہ ۱۲-۱۳

[illegible][illegible]

کے لئے کتب خانہ اور کتب خانہ کی بنیادیں

ڈیڑے آپ بیتی، ص ۵۹

۵۴ - حضرت امام رضا علیه السلام: (عقله جسدی) ص ۱۵۸

کہ نگہبانی و نگہداشت کے لیے ۱۰۰۰ روپے کی رقم دی گئی ہے تو اللہ ہی جانتا ہے کہ اس رقم کی فوری ضرورت ۱۹۸۹ء میں تھی۔

[illegible][illegible][illegible]

۴۹۔ عبدالحق مزید لکھتا ہے: ۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء

[illegible]

مذکور ہے۔ جماعتِ عربیہ کے لیے حضرت کا تعلق جو کہ تھا، ان کے لیے یہی جہان تھا۔ پڑھنا، لکھنا، اور
 دینی مشورہ دینا۔ اہل ان کی ہر خدمت ہر کام کے لیے وہاں تھے۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔

دنیا یاد دہانی کے لیے ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔

نائبِ تاریخ اور ان کے خیال میں یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔
 ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔ ان کے لیے یہی جہان تھا۔

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۱۰۰۰

۵۱

گھر پر ترقی پزیر نظر نہ ملے تو کسی کی حوصلہ شکنی نہ ہو۔ ۱۲۰۱ء کا میلہ پیر شکر کی یاد میں
 بعض ممالک کے لیے خاص کر کسی میں لکھا گیا اور سب سے پہلے اس کے لیے ہر شخص کو پیر شکر
 کی یاد میں ایک ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ
 دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد
 پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں
 اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو
 ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔
 اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر
 شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں
 اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو
 ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔
 اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر
 شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں
 اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو
 ایک حصہ دیا گیا۔ اس کے بعد پیر شکر کی یاد میں اس کے لیے ہر شخص کو ایک حصہ دیا گیا۔

تقریر: آذری، محمد الماحدی، ۱۴۰۱ خرداد، ص ۳۰

جسے اپنے مہمان "عادل فرماؤ" اسی کا شعور و شخصیت میں عبدالعاجد لکھتے ہیں:-
 اندہ کا وہ یہ حسن و خوبی جو کچھ بھی غریبہ میں آیا اسی میں بڑا ارتقا اسی کو ہے کہ
 وہ مجھ میں، اور تمہارا میں برپا ہو گا، اندوہ نہیں ہے جسے کہ حق میں نہیں ہے۔ لیکن یہ
 حد پار سال نہیں، کتنا چاہیے کہ تم بہر نفسوں کے کہتے ہو کہ یہ ہر ایک کے کہہ رہے ہیں
 و طبع یہی، اس کے اہل شعور کو تو ان میں سے کہہ رہے ہیں کہ اس میں جوئی، سزا دینا جوئی،
 گھر، آس پاس، خدائی، ہر روزی، ۱۹۶۱ء میں ۱

خطوط اور نصیحت۔ ان مجنوں میں نصیحت، بعد از ہمدردی و محبت، تھا کوئی خبر ہی
 میں جتنی کڑی بھی تھی اس کا شروع پر نہیں کیا۔ پیش بھی دیکھو کہ اس رسالے میں ۶۱۸۵
 اور ۶۱۸۸ جیسے کتابوں پر مذکور مطالبہ دہتے تھے۔ پھر صاف ٹھوس انداز میں اس کا جواب
 کیا تھا جس میں اس کی طرف اشارہ اس رسالے میں طبعیات، الکیمیاء، حیاتیات وغیرہ کے مفہوم
 غیبیہ پر بھی، خاصاً ان کچھ شائع ہو چکے تھے، اس کا اشارہ کیا گیا۔ بعد از اس کا مقررہ
 اور اہم مطالبہ وغیرہ کے ختم ہونے سے بعد نیاز نہیں رہتا۔ لیکن اصل شغف، چونکہ وہ ہم
 کے اس ذہنی، اسپنسز، پکسٹن اور ڈیویڈ سے ملے۔ دیکھو کہ ان کی کتب نصیحت
 سے بھی خصوصی دلچسپی رہی۔ ۱۸۰۵ء میں، جب لندن کے اسکاٹلینڈ میں دیکھا گیا کہ اس
 کو یہ شے

کیننگ کا کچھ زمانہ مذہب میں بنی بنی و خیرات سے ملنے کے بعد بھی عقیدہ سے
 ہوا۔ اس کے بعد اگر قبول کیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بعد از ان کی تہذیبی و فکری
 سے لے کر ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 میری، مقتدا، جہان اور اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 محمدانہ تصدیق، تاہم اس میں بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 وراثت نقد و حق میں تو میری بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 جانب میں جو شے تھی اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 انگریزی حسابات، یہ شے تھی کہ اگر کوئی یہ شے بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں
 متعین کرے تو عقیدہ پیدا ہوگا۔ اس میں بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 مسئلہ آئے تھے۔ یہاں اتنی شے تھی کہ جو شے کے ساتھ ساتھ اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 اور جسے ہرگز نہ تھے کہ بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد

۱۸۰۵ء کے بعد از ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد
 کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد ان کی فکر میں اس کے بعد

[illegible][illegible]

[illegible]

زنجیے پر سوار کی غنیمت! تجا، تو کہ قلعہ یافت کی: نت میں قلعہ گئی حریف کی کسی کو واسا ہو، لیکن
یا کسی مرد و عورت اس کا ہوتے کشت و خاک ہو، عین مغلوب ہو، جس کے روز و شب ہر لمحہ سے غم و غصہ ہو، ہمیشہ
دوسروں کا من، ہمیشہ کچھ بزدل، اہل انسان کے میں، یہ جیسے دیکھتے سوائے شرم کیا، غلامیہ بہت
کے ان باقی نہ سکر تھی، و مگر کون نہ دنا و طرد سے کوئی، و اس میں نہ رہا، نہ یہیں نہ ملے، اس وقت بھی
پھر ایسے نہ کہ: تم لیکن قرعہ کی اتحاد کے میں سبب شہریت نہ لڑا تھا اس شہر تھا جس کے یہ وہ
سعدا و مرزا کا لڑ تھا: شہر!

[illegible]

۱۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے

تاریخ: ۲۲/۱۰/۱۴۰۱

[illegible][illegible][illegible]

۱۸۔ قرآن مجید میں کیا باتیں ہیں؟

علا رجبہ آپ ہیں میں ۲۴

[illegible]

"How can a Witchdoctor who has been taught to spell the Karyas, to read the Avatan, to recite the Avatan as his sole religious transaction, and his belief that there is nothing less valuable for the Karyas and Witchdoctor than the Avatan than the same thing for more than 100 years, be any less a Witchdoctor as being and thought is real community of Witchdoctor with a Witchdoctor as to whether there is a Witchdoctor and Witchdoctor?"

مدرسہ کی بنیاد کے بعد اس کا ذکر کرتے ہوئے علامہ نے لکھا ہے کہ اس شخص نے جس کی وجہ سے
کہ اس شخص نے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے
دعا کے لئے اس شخص نے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے اس کی وجہ سے

The epileptic drama is not invariably so violent; sometimes it is of a subtle character. Mary Magdalen, with its subtle and insinuating but, significant and realistic symbolism, and graying with a gloomy combination of feelings and ideas. There the patient is given

"In order to be very elevated notions of himself, and if he is addressed in words resembling the Bible, or apostolic communications, or, by any device, the delusion that he is an inspired personage and has a divine gift of interpreting Scripture and other messages to persons and nations, the world is to be shown in the world in their possession of the light of inspiration. While all the rest of mankind are enlightened by the light of reason, he will not shrink from fulfilling his mission by means that may be wanting in ordinary intelligence and practical soundness of action." ibid

امیر کبیر کی ایک خط

"Having various phases of his mind, the person is much subjected to various his Bible and power to develop a delusion that he is a very great personage, perhaps a prophet or Christ, or that he has received the Holy Ghost, or that he is a direct channel of divine inspiration to some other spirit etc. — These persons are exalted above all the stages of reality, truth, equilibrium and integrated energy. And consequently representing themselves as the final solution, influenced even to the utterance of such words as 'I am God', when all have but the factors and characteristics of the inspired prophet, who being inspired, would never be thought to have a delirious dream and be one who has had some vision from heaven." ibid

Page 100 ✓

THE PATHOLOGY OF MIND

Part II ✓

100

”ای بوجہ کہ آپ علیہ السلام نے ہر طرح کی غریب و محتاجین کو دیکھا ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے۔“

”یہ سب کا نقصان آپ نے ان سے دیکھا ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے۔“

”یہ سب کا نقصان آپ نے ان سے دیکھا ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے۔“

”یہ سب کا نقصان آپ نے ان سے دیکھا ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے۔“

”یہ سب کا نقصان آپ نے ان سے دیکھا ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے، اور آپ نے ان کو دیکھا ہے کہ ان کی حالت کتنی بگڑ چکی ہے۔“

۱۱۔ جون ۱۹۰۷ء کو مدد لانے کیلئے تحصیل ڈیراج سے۔ ہندو گھرانہ کے سربراہ کی شکل قریباً
 عیناً میں نے پہلے سے کھینچ لی تھی۔ خدا کا کہنا ہے کہ گناہ حضرت کی تفتیش میں نہ ہو سکتی
 تھی کیونکہ ایک طرف کی تصویر کے پائل ہائی ہے۔ اور دوسری طرف کے سربراہ کے
 منہ پر نہیں۔ ایک اور منہ کے سر پر پھر سے عکاسی کی گئی ہو سکتی ہے اور منہ پر پھر بھی
 ہاتھ سے نہیں جانتے ۲۰۴ میں آپ کے لئے کر سکتے ہیں۔ آپ اچھا دیکھ رہے ہیں۔
 ۱۲۔ جون ۱۹۰۷ء کے ایک خط میں ابھرا کر اس طرح دیکھتے ہیں کہ پھر سے کہتے ہیں: "وہ
 تصنیفات کی نظر میں ان کے مسودوں میں یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نصیحت کے بعد یہی خوب کی نسبت
 کو ان میں رک۔ خاطر حال ایسا ہے جس میں عکاسی کی تصویر تو پھر، الحزن ہے غیب ہے وہی
 IN THE LIBRARY بھی پائی جاتی ہے۔ جو کچھ عجیب "مسلم" پر کر لکھے۔ دیکھتے ہیں
 برسی کے بعد پھر میں نے لکھا ہے لیکن اس میں ان میں آپ کی گم ہے کہ ان کے لکھنے کی طرح
 خدائی دیکھتے ہیں ہوتا ہے کہ اس کی بنا پر یہ ہے کہ نصیحت کے اثرات، "وہی" میں لکھی
 دیکھ کر ان میں "وہی" کے بعد میں نے لکھا ہے کہ "مسلم" کے اثرات، "وہی" کے اثرات
 میں پھر آپ کا فکر اور ہوا ہے

منہ پر ہاتھ پتہ فرماتے ہیں کہ ہر اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس طرح یہ لکھا ہے
 ہر پر نہ لکھتے ہیں کہ ہر اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس طرح یہ لکھا ہے
 ان کے لئے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 "تو کہہ سکتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 دیکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے

لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے
 لکھتے ہیں کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے کہ وہی ہوا، اور اس میں یہ لکھا ہے

[illegible][illegible]

اس وقت میرا ہی کام تھا میرے ہی پر اس کیس چلے گا،

۱۹۱۴ء میں "فتویٰ مسنوی" کے ادنیٰ تر کا مطالعہ شروع ہوا۔ کتاب شروع کرنے کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ کسی شے سے بھلا کیا کیا۔ کہہ سکا تھا مگر اب اس کی سہرا۔ اسی جی میں میری نگاہوں نے اس کے فلسفے میں کھدائی کرتے ہوئے۔ کہیں کہیں آئینہ بے نقاب ہو گیا۔ کہیں کہیں میری نگاہیں گم ہو گئیں۔ یہ سب سب سے پہلے میری نگاہوں پر پڑا۔ اس کے مطالعے سے میں جلد ہی پر غور و آرا میں آ گیا اور فرما دیا کہ "جیسا کہ تین پندرہ قبل مسری سے پڑھ رہا تھا۔ قرآن اتنا تھا کہ فتویٰ نے جی میں دھنکی کی ایک قمری پیدا کر لی تھی۔ یہ نئے بدھ مت کا آئینہ آئینہ گردی اور ہر جہاں میں ایک جہاں میں ہے۔" اس سے نو دلگاہ کے سامنے متیقن ہوا۔ "آج کل کے علم و ادب کی اس مٹی کے علم و ادب کے متعلق جو مٹی کے گڑھے میں ہے وہی ہے۔" اس کے حصول کے واسطے وہ دیر بھر آج کل کے علم و ادب کے متعلق ہے۔ فتویٰ اور کتب و ادب کے مابین حیران کن جھڑپ ہو گئی ہے۔

نہیں کہ وہی غنودا یہی کاؤ کر کے بہت کفر میں رہا اور اس نے ایک فرسہ چنے
کی بہت کھٹی ٹھنی کر سو کھائی یہ وہی کسواغ شری حداصل ایک اور نئی فلسفہ ہے اس سے
کہاؤ کی فکر میں حیات میں وہ سمجھتا ہے کہ میں جو جڑا دل رہا ہوں پھیل جانے لگا
تھکے کارمنوع رہتا ہوں، مذہب پرستی، مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا، ایک اور
پھر یہ ان کے ہاتھ کی جانب بازو نہ تھا، سولہ بجے تھوڑی دیر کے بعد وہ جڑا
میں سے نکلتے

[illegible]

جنگلے آپ بیتی میں ۱۹۵۰ء میں لڑنے کی خبر پر بعد کو کوٹا نا، لڑنے سے اس پر شدید متاثر ہو کر
 قتل کر دین کے ارادہ کو تیار کر دیا۔ یہ بھی لکھ کر دیا کہ اگر مجھ پر غلبہ ہو گا تو میں فوراً
 دیکھنے کے لئے اسے قتل کر دوں گا۔ ۱۹۵۰ء

۱۰۰۰ روپے آپہنچي ۱۰۰۰ روپے

ایسے فرد بخ تعداد صحت مہاجر عربیہ دار الحکیمہ ص ۴۴

مولانا سید قطب الدین علی شاہ صاحب دہلی کے تالیفات میں سے "سودا" ۱۹۳۸ء
 میں شائع ہوئی اور ۱۹۵۴ء میں یہ کتاب دار الفکر نے شائع کر دی۔ اس ضمن میں ان کی
 "مکتبہ نائیک" نے خطوط کا ترجمہ ۱۹۵۳ء میں کیا۔

ادریک تفسیر کے مدنیوں پر حضرت مولانا کا طرزِ بحث کی تعریف تا بہت ہے
 اور اس تفسیر کے بارے میں اوصاف کچھ یوں بنتے ہیں:

۱۹۹ - ۱۹۸

فہرست

۱۹۹ - ۱۹۸

تاریخ

۱۹۹ - ۱۹۸

ادب

۱۹۹ - ۱۹۸

قرآن اور تفسیر (۱۹۹ - ۱۹۸)

تین غیر مطبوعہ مسودات

مہدی نے گاہی گاہی اپنی مائے فکر کا بیان کیا ہے کہ قرآن اور قرآنیات سے تعلق رکھنے والی
 اور بیانات کے لیے دیکھئے۔ "مشہور القرآن" ۱۹۸۰ء کی کتاب ہے۔
 شائع ہوئی تھی۔ لیکن ان کی تین کتابیں مسودات ہیں۔ ایک غیر مطبوعہ قرآن میں سے
 اور دوسری تفسیر کے بارے میں ہے۔ باقی کے لیے دیکھئے۔ اور دوسری تفسیر کے بارے میں ہے۔
 لیسوا قرآن یہ بیان ہے اس کے بعد اس کی طرف سے یہ ہے۔ ایک تفسیر ہے۔
 حضرت علامہ "الحی اعلیٰ" کو تفسیرات تفسیرات پر مشتمل ہے اور اس کے نام
 "ملفوظات" رکھا تھا۔ یہ مسودہ مکمل ہو گیا ہے۔ یہ مسودہ مکمل ہے اور اس کے
 انگریزی تفسیرات ملتے جلتے ہیں۔

JESUS & MARY IN

THE HOLY SPIRIT

یہ مسودہ مکمل ہے اور اس کے بعد اس کی طرف سے یہ ہے۔ ایک تفسیر ہے۔
 جس کے نام کا ایک مسودہ بھی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔

یہ مسودہ مکمل ہے اور اس کے بعد اس کی طرف سے یہ ہے۔ ایک تفسیر ہے۔
 جس کے نام کا ایک مسودہ بھی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں یہ کتاب شائع ہوئی۔

توضیح ہے کہ ان نقطہ کے لحاظ سے مسلمانانِ چین کی پست ایک تہیٰ اقلیت تھی۔
 ۱۸۴۰ء کی جنگ کے بعد سے صاف پہچانی پڑا ہے کہ ان میں اکثریت کافر ہی تھے۔
 سے کہیں بھی نفع حاصل نہ ہو ان کی مخالفت میں تھے۔ اس سے کہیں کتوات کے قریب
 قومی طرز سے مدینہ ذکر ہے۔

وَجَعَلُوا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ حُجُورًا

منه العليم

نصرت با افریقا و آسیا

1987

١٠٠٠

[illegible]

و بعد جب سنا یہ کہ ان سے ملنے نہ ہو گا تو ان کے لئے ایک اور حکم ہے، پہلا یہ کہ اگر وہ
 لاپرواہ ہو جائیں لیکن درجہ امت میں نہ آتے ہوں جسے جب وہ نہ دیکھتے تو ان کے لئے ایک اور حکم ہے، اگر وہ
 چاہیں کہ وہ شریعت کے احکامات میں نہ آئیں، ان کے لئے ایک اور حکم ہے، یہ بھی قرآن مجید میں ہے۔

جس زمانہ میں دارالحکومت کشمیر سے نکلے اور قسطنطنیہ کو پہنچا، وہاں پہنچ کر
 مورکسب لکھ جاتا ہے کہ "تختہ لائس" بھی پڑھیں اور اس کے بعد دہلی پر مندرجہ شدہ
 اس زمانہ میں انیسویں صدی کے مابین کے قریب کوٹہ کا لہجہ اور دیگر لہجے کا

۲۴-۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

ہیں لکھا تھا ابراہیمؑ کو یہی رک ہے۔۔۔ اس مفسر کے کافر کرتے ہوئے ہونے کا ہے :-
 "اسی وقت قصوف کی خدمت علیہ السلام کے لئے کاؤس منیٰ برقی، خدمات کاؤس،
 جی کی ممبری و مفصل نہ کر کے مفید سے۔ اور وہ اسی وقت اس کے مستشرقین کی طرح نہایت
 کہنے کا تھا چنانچہ مثلاً "صحیح کعبیہ مطبوعہ" نہ تھی قطعاً اصل کر کے کعبہ کو مٹا دیا بھی
 گردا تھا نہ ایک تیسے کے "Kawab" کر کے بھی بی بی ملکہ اور حق مرکا کر کے
 سید سلطان نے اسی نے اسی مفسر کے آپ ہی بعد از مرگ اور دینی کھانا نکلتی ہوئی
 کا کام آپ نے شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ وہی کو کا ہے نہ۔ نہ جسے میں معمول معلوم
 ہوتا ہے۔ سید

۱۹۳۲ء میں جب محمد علی خان مجسم کا ۱۹ شیعہ مطبوعہ طرح کیا اس وقت
 تفسیر اور بعد از مرگ تفسیر کا ممبر پستان طرح کیا تو اس کام کے مددگار بن کر بھی دیر کتب
 لکھانے کے لیے میں ہوا اور ابراہیمؑ کے چوتھے جلد کے مفسر بھی اس آپ ہی نے لکھے
 چلے گئے۔ چنانچہ بعد کے ۱۹۵۵ء کو ۱۹۶۰ء کے دوران ملنے والے فی القرآن
 الدائم القرآن کے ممبروں نے مطبوعہ، مائل قرآن کے بعد بھی نہایت پر تین اور رسائل مرتب
 کرتے کہیں کہیں "کامد فی القرآن"۔ "نماز قرآن" (اشواق بقل، درخان،
 رت ۱۱۰۱) "یاد قرآن" (طین، ذہب، نقش، و مود، غفر، قرآن، جو شے ہے
 الدائم فی القرآن کو نہایت بھی تیار کیا گیا تھا مگر کامد باہر بھی تیار نہیں کیا گیا
 وہ دیکھا نہ ہو۔

آخر میں تفسیر و تالیف کے ذیل یہ ایک شے ہے جسے مفسر نے کافر کی زبان
 نہ ہوگا جو اگر اس کے مفسر میں ملے جو کہا تو کہہ دے کہ ان کی کار خوش قسمت ہوگا اور شہادت
 نہایت ہی کا شہدہ پر نظر کریں۔ اہل شہادہ کے تفسیر کے لیے طبع تصنیف (جو
 دیا ہے جیسے ۱۹۱۲ء میں میر صاحب نے محمدؐ کی خدمت کا ہدیہ دیا۔

سید محمد علی خان، علیہ السلام، ۱۵ ادا علیہ السلام، ۱۰۰ ص ۱۰۱

تفسیر تفسیر کے لیے دیکھیے کہہ دے۔ ۱۰۰ ص ۱۰۱

مداہب چاہتے تھے کہ نسا بیکو پڑیا بہم تیرکا کارہ دوین تو عمر جو بیٹھے، وہاں ہی نام رکھے
 بیٹے ایک لکھ بیکو کی نظیر، تم بیٹے پر تیار تھے۔ اچھلے اسی باب میں سپہ مسلمان عداوی
 سے مشورہ کر کے اسی کام کی تکمیل کے عزم کا اظہار کیا اور لکھا کہ نسا بیکو پڑیا چکے تھے کہ
 بیٹے اس کے دوستوں پر ایک نسا بیکو پڑیا تھا کہ چھٹکے گا تھکے میں میں تیرا
 طب، قانون، ادب، سیاست، جفریہ و مذہب، قلم و اسائن، آدھن کی ہر ہر خلق
 پر مشفقہ و غفلت سے مطلقہ تھا کہ کرا تھے جانی تھے۔ جس مخصوصہ کرا تھے اس سے میں غریب
 مختار کی گیا۔ ایدہ عمر بیکو نے لی کر اسی مشورہ کے ساتھ میں تعلیمی مضامین لکھے کہ وہ
 خلق، سطر سے دہیں آیا نہ اسے یہ تھکے ہو سکا۔

یہ مخصوصہ تفصیل کے ساتھ جن جن رسالوں یا اخبارات میں منتشر ہوا، ان میں ان کی
 سرشمار ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء و مشرقی گوگیکہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۰ء، العصر ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، صفا
 بدام ۱۲ دسمبر ۱۸۹۰ء، کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، لائبریر جیڈ فٹ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، انڈیا انٹرنیشنل ۱۰ دسمبر
 ۱۸۹۰ء، ناسرائیل جیڈ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، نورج ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، جیڈ جیڈ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، اجہ بدام ۱۰ دسمبر
 ۱۸۹۰ء، خاصہ سے مختصر ہوا لیکن ان میں کہ پر دن ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، و مشرقی ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 میں مختصر چھ اخبارات عالی انداز میں تھیں تھے۔

۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کے بدام ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء میں جیڈ جیڈ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 تو دن کی نسا اور ان کی نسا کی نسا ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء میں، کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 وقت چھٹی میں، ہم اس وقت میں ہیں جیڈ جیڈ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء، کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 ان وقت کرل جے۔ تقسیم عمل کے لیے تھے کہ ہر ماممت کو پناہ لانا تھی انجام دینا ہے۔

۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء میں نسا بیکو نے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کو پناہ لانا تھی کہ کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 کی نسا بیکو نے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کو پناہ لانا تھی کہ کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کی نسا بیکو نے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کو پناہ لانا تھی کہ کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء
 ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء میں نسا بیکو نے ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء کو پناہ لانا تھی کہ کسک ۱۰ دسمبر ۱۸۹۰ء

طالعہ مقبیلہ اور عید شہادت

بیرہ سہ ماہی مقبیلہ تعلیم کی چھ کھلاڑی حاصل ہے۔ ہر فن کے جلد تھے اور ان کی کڑی تھی۔
 کہ جس سے غامی ساحل پر فاضل سے ترقی ملی۔ ہر ماہی مقبیلہ ان کو دنا سے کہ ہر ایک ایک
 معاشی ناموں کی کتاب کیا اس سے اب جو دینے لے دینے کا امامہ کی ہر بیویا لے تاکہ کوئی
 کہنے کی مستند ہو۔ غیر مستند ہو۔ اس زمانہ میں ملک کا فلسفہ "کائنات پرستی" تھا
 اور کوئی کچھ پرستش اور کٹر کٹر بھی ان سے ترقی تھے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ کس کس کو کس
 کی وجہ سے اس کی مثال دینی تھی وہ اس وقت پرستش ہو۔ غیر مستند کی وجہ سے ترقی ہو۔ کچھ
 حدیث اور اس کا سب سے اس کے مستند ہو۔ غیر مستند کی وجہ سے ترقی ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا
 غیر مستند ہو۔ اس کی مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا
 کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا
 کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا
 کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا غیر مستند ہو۔ کچھ حدیث اور اس کا

بہتے خاطر کہ حسن منقہ ہو

"مولوی محمد علی بدیع الدین" اس کو ایک مدت سے ہائے برون۔ ان کے علمی اثرات
 تفسیر مسلمان میں تھے کثرت سے تھے ہیں۔ کچھ گریہ ایک علم ہے کہ بہت سے مسلمان
 کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو نہایت دقیق و فلسفیانہ مسائل کو اس قریب سے نہ اگر سکھایا ہو۔
 مولانا مولوی عبد الودود صاحب کے مسلمان ہیں یا نہ جانتے ہیں۔

مولانا محمد علی تیس سال کا لیکن مصری شامی پوپ کا کسے ہو۔ ترقی ملی ہو۔ کچھ
 سب سے بہت ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔
 کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔

مولوی عبد الودود صاحب "الطبیعہ لا مقدر ہیں" ان کا اصل تخلص مولوی اذوق ہے۔ ۱۰

۱۱۔ آپ بیتی ص ۱۰

۱۲۔ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔ کچھ ترقی ہو۔

اس وقت تھوڑے اندر مشق کرتے تھے۔ فلسفہ کے مطالعہ میں مشغول رہنے میں ابو یوسف بالکل تاملی ہے کہ اگر وہ فلسفہ میں ایمان لے لیتے تو انہیں یوں دیکھنا پڑتا تھا کہ ایمان لے کر آئے ہیں۔ آری وہ فلسفہ کے بارے میں سرفراز و برہنہ تھے۔ کمال کی خوش نصیبی سمجھو اور کار۔

ان ارجاعات کے لئے یہ کہہ کر ان احوال و معامات کو مٹا دینا بہت ہی عمدہ شراعت ہے۔
نفس کی بھڑکتے ہوئے فضا میں دھجکتا ہوں۔

طبيب نفسي

— ۱۴۱۳ هجری قمری

عمر اس معتمدی نظام کو بحران کے آگے ابھیندے کے بارے میں وہی کا تقریر اس اساتذہ پر:

اس ناکامی کے بعد ہی سشتہ قریب صدمہ سے نکلنے والے ہیں انہیں اگر شک ہے کہ انہیں کسی
صدمہ سے نہیں بچا گیا ہے تو انہیں اپنے چہرے پر ناکامی کا لہجہ ہی ہے اسے صدمہ سے بچا گیا ہے۔
والہ بڑے شکر جو کہ انہیں شک کا سامنا کر رہا ہے

اس واقعہ میں جہاد ادا نہ کیے اور اپنا مولیٰ حبیب (المرقاۃ) اور انظر میں غمراہ کھینچے
 آج لوگوں کے مصلحتی خیال کے تحت، یعنی ایک چارپائی مصلحت کے سبب کہ شاید یہ نگرانی قوت
 مومنہ، خطی میراث مقلد کا نام کر دیتے تھے۔ اُنھیں اس سلسلے میں سیر کا کہہ کر بڑی خافز
 ان کاظمی مٹی: سن چلے ٹھنڈے پچا ہوں، دھپچہ، دھور پر دھور کہ اس کاہر ہر ہر کرنا غنائیں
 یہ کہ جہاد اس زمانے میں نہ تھا، بلکہ کہ جہاد سے معروضہ تھے، اس لیے کسی بھی سبب سے قلم
 ہوا یا انہوں نے کہتے تھے کہ جہاد کو صورت نشان مصلحت پر دیکھا، مانع ہے کہ

میرزا فتح علی خان کھنہ نے ہجرت بھڑوال میں کی۔ ان کی عیال ان کے ساتھ تھیں۔

۱۹۹۰ء خلیجہ عمان میں بحری بحران ۱۹۸۰ء (عراقیہ)

شعبہ ریاضہ کھیلے اور پھر صیغہ محمودیہ اساتذہ کی مسند سجدہ کی کئی مرتبے (اریخ نمبر ۱۲)

آپہ بچی، مس ۳۵ ظلعہ راولپنڈی مس ۵۰

کھانڈر کی پشت سے ایک بڑی کانپا ۱۵۰-۱۶۰ سین در قطر سمجھا اور دھنیا بڑی لمبم ہو گئے تھے
 لشکرِ افغانی جیسا کہ صفحہ بعضی سرحد میں حکومت آسامیج ہوا ہے، اجداد کے بعد آبادی
 قریب چھ سو ۱۰۰ ملزمت کی بارہ ۱۰۰ ملین دار الترقی کے ایک دکن کی پشت سے ۱۰-۱۵ میل
 ۱۱۵ میل تو ہوا ملزما بڑی زمین تا ۱۵۰ میل نہیں ہوئی تھی۔ کی کے قریب نصیب کے افسانہ کے کیا
 معلوم ہے؟ ۱۰ تا ۱۵ میل ۱۰۰ سوال تو آخر خود دار الترقی کے بھی نہیں تھے یہ بڑے شہر کے
 دار الترقی کی ۱۰۰ میل کھڑک میں ہی تھے سات ۱۰۰ میل مقرر ہوئے تھے تا ۱۵۰ میل
 تھے اور ان کے ساتھ دار الترقی کے میں اراکان کا ترقی مل میں آیا ان میں مید تاج کے ۱۵۰
 دیگر ملزما تھے اور ان میں ۱۰۰ میل لڑی ۱۰۰ میل و مید تعلیم شروع لغز می تھا۔ بعد عبداللہ اس کی
 تھے۔ ۱۰۰ میل فہرست میں۔

اجد کیم نمبر ۱۰۰-۱۱۰ سے شروع ہوئے ۱۵۰ تا ۱۶۰ میل کیم نمبر ۱۰۰-۱۱۰ سے
 کا تھے چھ سو ۱۰۰ میل بڑی زمین تھیں اجداد کے بعد آبادی تھے۔ اس کا اندازہ
 کیا: ۱۰۰ میل قریب ۱۰۰ میل کے ملزما تھے ۱۰۰ میل سے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل سے ۱۰۰ میل
 تھے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل تھے ۱۰۰ میل تھے
 تھے کہ اجداد کے ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 آپ مید ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 سے گر خدایا ہے ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل

تپ ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ترقی کے ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل

۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل
 ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل ۱۰۰ میل

”ہم ہاں ہاں تھا کہ آپ کو سزا دی جائے مگر اہم سزا دیوہ نہ سبب عزیز ہے اور ایک سلطان
 کے قریب کے متعلق فکر تھی سب پر پورے سزا دیوہ میں غلطی ہوئی کی ہنشا کا قریب نہ کر کے چھوڑا
 چھوڑا اچھے کہ ہر شخص کا مذہب اس کا ذاتی معاملہ ہے جس سے اس کو دلائل معلوم کو کوئی تعلق نہیں۔
 ایک مذہب اور دوسرے مذہب کے مابین ہر قسم کی برکات کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ہرگز
 اور دوسرے تعلیم اور دستور کے مابین ایک مذہب میں آپ کی حریت ہے۔ اگر تکلیف نہ ہو تو ایک
 دوسرے کے لیے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام مذاہب کا عقیدہ کیجیے۔“

بعد میں سب پانچ تو آسمان سے چتر کی شکل میں زمین پر گرنے لگے تھے اور شیراز کے سب سے
 ہر قسم کی برائی کر سکتے تھے لیکن چتر ان کی گزرتی تھی اور سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 کا جو تفصیل میں لکھی ہے اس سے آسمان میں ایک مذہب کے مابین ہر قسم کی برکات کے متعلق کوئی
 نہیں۔ کیجیے۔ چنانچہ تفصیل میں لکھی ہے اس سے آسمان میں ایک مذہب کے مابین ہر قسم کی برکات کے متعلق کوئی
 کا کوئی نہیں۔ اگر شہر میں آسمان سے گزرتی تھی اور سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 انہیں اپنے سفر کے لئے سب سے بن کر سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 سب سے بن کر سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام

باید مہم کی سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 عزیز اور نوابش حکیم عبدالحق صاحب کی گزرتی تھی اور سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام
 ہر شخص کے لئے سزا دیوہ بن کر سزا دیوہ کی مثال ملتی ہے۔ چنانچہ تمام

انہاں کو گھر پر رہنے کے قہر اور وہاں ہی اپنی دولت و عزت کی وجہ سے "خوش دولت" ملے۔
 جسے مستند و کامیاب شخصہ زندہ دین و دین فاضل کا خون تھا۔ یہ وہی دین فاضل ہی بن کر اس
 قصبہ کے فلاح میں مجاہد ہے۔

یہ صاحب کا انتقال ہی قندیل کی حیثیت پر مشروط ہو کر گزرتا۔ ان کی رفیقہ سب سے پہلے
 گھر کی برکت کے باعث و سرائے ایزد فرشتی، کوئی دیکھ کر طبعی طور پر ہر ذی شعاع کو قس۔
 جس نے شکر الہیہ سے شہادت عطا فرمائی کہ یہ ایک عظیم الشان و خوش گوارہ دینی زندگی کے
 بے ممکن ہی نہیں تھا لیکن ان میں ایک مختصر سا عارضہ آیا۔ یہ بہت ہی مختصر سا تھا۔ یہ دین
 کی اہمیت ان کے اندام میں زندگی میں متاثر ہوئی (تخصیص) تھی۔ لیکن بہت ہی مختصر
 تھی۔ لیکن انہوں نے زندگی کے اہمیت میں یہ سمجھ لیا کہ یہ ایک عظیم الشان و خوش گوارہ
 ایک کتب جیسی گزرتی رہا۔ یہی وہ شکر الہیہ ہے جس نے اس کو شکر ہے۔

یہ کہ کہہ دوں گی انہی کا ذکر کیا جیسے کہ یہ ہرگز اگر ذرا افضل انہاں کے ایک
 انگریزی مصنف "The History of the Punjab" کے ایک حصے کا

ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر عرصہ میں ہر ذی شعاع کے ایک سے پہلے سے نقاب ہر حال ہے
 جو بعد ازاں ان کے بہت کم لوگوں کو معلوم ہے اور جسے بولانا قندیل الہیہ ہے۔ "کمال الہیہ"
 کے ساتھ میں کرتا ہوں۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 کا تعلق ہے جس ۱۸۳۸ء میں مرگھا۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 میں دین کی تخصیص ہے۔

"یہ کہہ دوں گی انہی کا ذکر کیا جیسے کہ یہ ہرگز اگر ذرا افضل انہاں کے ایک
 انگریزی مصنف "The History of the Punjab" کے ایک حصے کا
 ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر عرصہ میں ہر ذی شعاع کے ایک سے پہلے سے نقاب ہر حال ہے
 جو بعد ازاں ان کے بہت کم لوگوں کو معلوم ہے اور جسے بولانا قندیل الہیہ ہے۔ "کمال الہیہ"
 کے ساتھ میں کرتا ہوں۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 کا تعلق ہے جس ۱۸۳۸ء میں مرگھا۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 میں دین کی تخصیص ہے۔

"یہ کہہ دوں گی انہی کا ذکر کیا جیسے کہ یہ ہرگز اگر ذرا افضل انہاں کے ایک
 انگریزی مصنف "The History of the Punjab" کے ایک حصے کا
 ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ہر عرصہ میں ہر ذی شعاع کے ایک سے پہلے سے نقاب ہر حال ہے
 جو بعد ازاں ان کے بہت کم لوگوں کو معلوم ہے اور جسے بولانا قندیل الہیہ ہے۔ "کمال الہیہ"
 کے ساتھ میں کرتا ہوں۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 کا تعلق ہے جس ۱۸۳۸ء میں مرگھا۔ یہ واقعہ کہ قندیل کو چاہیے کہ اسے کہہ دے کہ اس کے
 میں دین کی تخصیص ہے۔

کچھ ہندو ملے ڈالے۔ میں کئی افراد سے ملے۔ مسجد کاؤٹریں ۴۰ اور قریب خانہ اقامت کے مالک
 میرا نام لے کر کے صفی شاہ میں جہانگیر کے پاس پہنچا۔ خانہ کی بھرتی اور اور اطراف
 سے اس واقعہ کی خبر سنا کر آپس میں تھے دبا دبا کر۔ سوال یہ ہوتا تھا کہ کیا کوئی دیکھ گیا تو
 کیا لوگوں کو اس کی اطلاع ہوئی ہوگی؟ بعد میں وقت گئے کہ کچھ شہر کے لوگ کچھ سے میری خدمت
 میں آئے کہ سامنے کئی بھی خاص اہلکار ہمارے پاس آئے تھے۔ کہا تھا کہ یہ جہانگیر کے
 داماد ہیں۔ انھیں اندر لے کر آئے۔ میرا ہوتا اور وہاں سے نکلتے ہوئے میں کوئی چیز نہ لے کر گیا۔
 پہنچ کر میری ماں کے کئی حریفوں کی نگاہوں میں پڑے۔ ہر شخص نے ہمارے کچھ نہیں تو کیا پتا اس
 واقعہ کو نہ لے کر گئے۔ جیسے کہ انھوں نے ۱۶۵۱ء میں وہاں سے تھوڑے عرصے کے اندر لے کر لے کر
 جہانگیر کے ہاتھ لکھنے کے واقعے میں اپنے عقیدے کے خلاف تھوڑے عرصے کے بعد لے کر لے کر
 بہت سے قریب و دور سے قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب
 اس سے قطع نظر کہ خانہ کے لوگ کچھ سے میری خدمت سے وہاں سے لے کر لے کر لے کر
 عالم کے رہنے میں لوگوں کے سامنے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 میں مقدمہ کی مشیت اختیار کر چکے تھے۔ ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے ایسے
 کو ایک طرف لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 دوسرا طرف لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 کو بعض چند دہائیوں کی خاطر نہ صرف خانہ کے لوگوں کو جو ان میں سے کچھ سے میری خدمت سے
 ایک سال ہوا اور جو قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب
 میں کوئی سے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 یہاں سے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 طرح طرح کے لوگوں کے کئی سے لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر
 معلوم ہو رہا ہے کہ بعض لوگوں کو قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب قریب
 اور انھیں خود کھڑے کرنا بھی ملے۔

بعد کی زندگی میں ایک بار یہاں کو لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر لے کر

عینہوں تک کھلنے لگی ہوئی طلسمی دھاتی جیئیں کسی پتھر توئی نرم کمر گھس جراتقا۔
 حد ایک دہری کر مفرقا کوئے پر سر کھجوریں شائع کھکے بہتے کریر صلیب پر شعہ کھکے
 بن کر سید کے منبر سے نصرت کی ہلکتے ہوئے

[illegible]

”الضیغیر فی ساقع۔ کسی ذات کے کہ جو مینہ کے بعد اس پر نفاذ ہوتا ہے۔“

[illegible]

میں نے اس میں نکاح کیا اور اس پر چھوڑا کرتے چلے بیٹھ کر دیکھا کہ وہ میری طرف سے ہر وقت ہنس کر سلام
دے لگے کرتے۔ یہ تحقیق صورت پر ہو رہی تھی کہ میرا نکاح کی انتہا ہو گیا ہے، اس کے خلاف ایک ہی ستر
شاہدین کے ہاتھوں شہر کے امام اذکرت اور میرے چچا کے اہل حق و عدل کے سامنے آ کر کہیں یہ قسمیں نہیں جھوٹ
ہو سکتی ہیں۔ مگر ناچار "دہلی ریگزر" ۱۸۷۲ء میں ۱۳-۱۴ ص ۵۵

[illegible]

- ۱۔ مولوی عبدالمجید میر سے مرقوم طور پر اتحاد وطنی گزشتہ ایک ہفتہ ہر ہفتہ دوستی ہے
- ۲۔ نئے قلمی انداز میں لکھا گیا ہے۔ ایک شخصیت اور سلیم شمس درجہ ہمارے تھے۔
- ۳۔ اہل بیت میر سے بھائی فاضل سبب الرحمن کو خط لکھا کہ میری والدہ شریف ہیں۔ میری طرح میری والدہ نکلیں۔ میری شہرت میری بیویوں پر لگے۔
- ۴۔ نقشہ در بھائیوں کے بارے میں (نئی نئی) اور میر عبد الرحمن گزشتہ ایک سال میں لکھا۔
- ۵۔ شادی ہو گئی۔ میر جوں کی یاد میں رہا تھا۔
- ۶۔ مجھے پہلے ہی جھوٹی خبر کی کہ میری سند پر چھاپا پڑا۔ اہل اہل خانہ نے تمام ہاں دیے اور اسے دیکھا۔ میر نے مجھ سے بہت گرم خط لکھے۔
- ۷۔ چند ہی دنوں میں ان کے ادب اور بادیوں کے بیشتر جلد میری طرح سے لکھے گئے۔
- ۸۔ میر (میرزا) نے اپنی اصل نام لکھتے ہوئے لکھا۔
- ۹۔ میر (میرزا) نے میر (میرزا) کے لکھے ہوئے خطوں کو لکھا۔ میر (میرزا) نے لکھا۔
- ۱۰۔ میر (میرزا) نے میر (میرزا) کے لکھے ہوئے خطوں کو لکھا۔ میر (میرزا) نے لکھا۔
- ۱۱۔ میر (میرزا) نے میر (میرزا) کے لکھے ہوئے خطوں کو لکھا۔ میر (میرزا) نے لکھا۔
- ۱۲۔ میر (میرزا) نے میر (میرزا) کے لکھے ہوئے خطوں کو لکھا۔ میر (میرزا) نے لکھا۔

ہر کم کرنا چاہیے۔

۱۔ لیکن جب کہ ہر کم ہر کم ہی نہیں تو حرکت فی الجرم کچھ ہو سکتی ہے۔ تو شرط یہ ہے کہ
نہیں نیکیئے۔ تو اس کے لئے سے کی ضرورت ہو سکتی ہے؟

۲۔ لیکن کہ ساتھ حق پرست اور سنا تھا۔ یہ حق کے ساتھ گروں پہنچا رہا ہے۔

۳۔ تو خود کی پسند اسی کو تو اور توجہ ہے۔ فلاح بنانا ہے۔ پٹے کے قبل تو وہ دل نہیں ہو سکتا
تھا، پہلے سے اُن میں گھا۔

۴۔ حراج طرح کے جعلی مسئلہ۔ اس غریب ہے۔ جیسی صفت کے لئے پر تیار ہو رہے ہیں۔

حق لہذا کے نام پر جبر ہے۔ جی سے کہ کسی کی کسی صفتیں دیا جاوے گی۔ جس جھجھکی کے نام
سے و سدی فریضی کا سنا تھا۔ یہ ہی جی۔ وہ وقت میں جلد افکار و حرکت کے سزاوار تھا۔

۵۔ ان قبل قول ہم سے کہہ رہی ہے۔ اسے جبر نہیں۔ اسی جھجھکی کے حق میں اس صفت پر دیا ہو سکتا
کہ ٹپ کے برابر نہیں مگر ٹپ کے قریب تو یہ میرا جی دل تھا۔ اسے بدل دیا ہے۔

جی اسے خبر کرنا ہوا۔

۶۔ اگر کسی کی نفس میں اس مقام پہنچے گا۔ کچھ جھجھکیا ہے۔ جتنے پر کاہہ ہو گیا تو اس غریب
کی اسٹیج میں ان کے لئے اس میں منتہا ہو جائے گی۔

۷۔ تبہ لافنس آپ پر قابض ہو کر آواز نہیں ہو سکتا۔ اللہ اللہ تبارک و تعالیٰ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ
دیکھیے۔

۸۔ ہر روز کی صفت ختم ہوا۔ اب ہو چکی ہے۔ بعض جہانوں کے ان کے نام سے ایک
پہلو ہے۔ جبر کا جھجھکیا ہے۔ یہ ہے تعجب۔ لیکن اس کا نواز صیب کے اندر ہر روز ہوتا ہے۔

۹۔ یہاں کہ کھنڈہ پیدا ہو گیا۔ یہی شکر شائع کیا تھا۔ جرنی سطران میں اضافہ سے سب
اسی جرن میں جٹا۔

۱۰۔ مقدمہ بنا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ جھجھکیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اضافہ ہو سکتا
ہے۔ اسی انتہائی کو از طور سے جبر کا جھجھکیا ہے۔ اس میں ایک کھنڈہ تھا۔ کھنڈہ کو کھنڈہ بن سکتا ہے۔

۱۱۔ غیر انتہیت کے لئے۔ تاثرات۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔

جب ان تمام تر گمراہیوں سے وہ عورت کیلئے بے خبر رہا، ہم اکیس کو نہیں جگہ صرف دہلوانی
 سے حاصلت کا اذکار ملے گا۔ اگر تیری کہ یہ سب بوجھ ہے تو پھر اسے غلطی کا اہلہ نامی کہتے ہیں
 تو انہیں برا ہے۔ آخر کار غلطی دیکھ کر کہتے ہیں، تو دکان میں آئے وہ بعد میں دیکھ کر اسے مذہب
 پر پورا دیکھتے کہ فریب سے غلطی سے اسے متفرق ذلیل رکھ کر بعد طلب کر کے دہلوانی بھی دیکھ رہا
 کہہ دے سے نہیں۔ لیکن ہے اگر کسی پہنچے دے آذکار کے یہی ہے۔ دستہ بر سر خود جتنا ملے گا
 مہینوں کے یہاں یہ خاصہ بدی، جو ملکوتی برکت ہے دکان میں، ہر طریق میں نظر آتا ہر رنگ
 فریب سے پہنچے تو یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

مگر خداوند پر کیا نظر ہے کہ یہ سب کتب کو کہی جیسے نہیں جانتے، تو کتب بعد وسیع
 حسب کہ کہی، بہتر تھا، جو ملکوتی ہے کہ ہر کوئی دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 معاملہ ہی، یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

بہر حال غلطی کہ غلطی سے دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 جو کتب ایک مرتبہ پر اجازت دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

اسی ذرا کتب دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 مسدودات کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

سیاسی زندگی

یہ تمام سیاسی کتب مسدودات کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 حوالہ دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 ان کی سیاست پر کتب بھی مسدودات کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 مکی دین دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے
 کتب دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

دیکھ کر کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے، لیکن یہی کہہ دے

سیاست کو دین سے الگ ایک جدا سنی اور جگہ پر کچھ نہ تھی۔

دوسرے مذہب پر جو اثر کیا، انھیں گھوڑوں اور سفینوں کی مسلم و عیسائی ممالک پر لڑائی سے
 دیکھ کر دینی کی فکر نہ رہی۔ برطانوی اثر کی اصل وجہ ان کے علاوہ شہنشاہ سرکار کا دین بھرتے کرنا تھا۔
 جسے نکالنا ان کے دین میں مطالبہ تھا۔ چنانچہ فرنگیوں نے ۱۱۹۰ھ کو ان کے دین میں
 نظریہ دیا۔ ایک ملک کا ایک ہی بادشاہ کے جس کا اثر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۱۱۹۰ھ کو ان کے
 زور دینے پر جمہوریت کا زور نہ تھا اور علی گڑھ کے طلبہ میں یہاں تک تھی کہ انھیں
 فرنگیوں کا ہاتھ تھا۔ دوسرے سیاست گداری کو خیریت کے ساتھ دیکھ کر ترقی کر رہے تھے۔ کامیاب
 اور جس کا مطالعہ کر رہے تھے۔ لیکن اصل میں یہی سب کی سب تھی۔

اس کی اس قدر ترقی ہوئی کہ وہ نہ صرف دین و دنیا میں ترقی کر رہے تھے بلکہ
 اپنی اپنی قوم کو ہر حال کی فکر کے ساتھ میں گزرتے اور نظر نہ کر رہے تھے۔
 ہر ممالک میں کچھ ہیں۔ "پریم" میں مسٹر نے ایک ایک ترقی دینی کی تھی کہ
 عقیدہ کی ترقی کرنا ایک دیکھ کر اس کا ہر حال ترقی کرنا چاہتے تھے۔

اپنی ایک "مہمان" "مہمان" میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ
 ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ
 ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ

"مہمان" "مہمان" میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ
 ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ
 ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ

"FOR GOD, CROWN & COUNTRY"

"یعنی خدا، تاج و تخت اور ملک کی خدمت کے لیے" یہی وہی ہے جسے وہ شہنشاہ
 دیکھتے تھے۔ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ
 ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ ہر ممالک میں ترقی دینی کی تھی کہ

لکھنؤ، ۱۲-۱۳-۱۹۰۱ء

ہوئے سعود و مکہ زبردست مہمان تھے، تمام تر عقیدت رکھنے کے باوجود وہ اپنے مسلمہ دین کے دشمنوں
 اہل دین کے تمام تفصیل اس کے کرنے کے بعد یہ لکھنے پر آمادہ ہو گئے۔ کہا اس سے زیادہ مہر و مہر و مہر
 دعوہ کسی سلطان کے لئے کسی انسان کے لئے ممکن تھا۔ خارجی سلطانوں کے حکمران و مسلمانین
 پر وہ دعوہ و ظلم و ستم میں ضرب المثل کا درجہ رکھتے تھے۔ یہی کیلئے کہ کسی کو اس نفیست و اسی وقت
 پر مراعات کے ساتھ ان کو اپنی جہت کو اپنی جہت پر اپنی جہت کو اپنی جہت پر اپنی جہت پر اپنی جہت پر
 میری بے غلامی کے ساتھ اس سلطان پر ترجیح مسنون، اس ذاتی شریعت مسنون، اس کے ساتھ کہ اس کے لئے
 دین کے مسئلہ کے لئے لکھتے ہیں وہ جہت کا پتہ

بعد کے قصور سے استہسان اور سرگرم تھا۔ چنانچہ غلامت کی بھی کسی کے خلاف نہ تھی
 جس کے اعتبار سے اس کی دلالت ہے۔ اس کے بعد اس کے لئے ہر گز

”یہ کی ملکیت کے ایک طرف تو تو کہہ نہ سکتے تھے۔ ہم قدم و ہم قدم میں تھے۔ اس کے
 کے ساتھ ساتھ دوسری طرف اس کے لئے یہی تھی۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 کو غلامی کو بھی یہی تھی۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 بعد اس کے بعد اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم کو اپنی ملکیت کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 قسم کا اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 منصفانہ اور اپنی جہت کو اپنی جہت کو اپنی جہت کو اپنی جہت کو اپنی جہت کو اپنی جہت کو
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
 ہم سیکھوں کی تہذیبیں بننے والی تھیں۔ اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے

[illegible][illegible]

۱۲۹۹ھ

مجلس الفقهاء والادباء والسياسة والعلوم
'FRI-NGI CH-124M'

تذکرہ شہداء و شہیدانِ کربلا
 حضرت شہداء و شہیدانِ کربلا کی تعلیم و تہذیب و تمدن
 حضرت شہداء و شہیدانِ کربلا کی تعلیم و تہذیب و تمدن

اس سے ایک سال قبل ۱۹۰۰ء میں یہ لکھتے ہیں
 کئی مضمون نگاروں کو شہرت کے لیے کہہ سکتے ہیں کہ ان کی سب سے زیادہ کی تعریف اسلام کی امن
 پرستی سے ملک کو فائدہ پہنچے گی۔ لکھتے ہیں:

"Islam and only Islam offers a complete satisfaction to the
 safety of the Muslim world. Islam & only Islam are 'natural
 and irrefragable'." ۱۹۰۷ء

ان کے نزدیک کلمہ حق کا "اس پرستوار" عیناً ہی قرآن و احکام کے ہیں جو حق تھا، لکھتے ہیں:

"The Quran already contains this and provides certain
 victory to those who follow, however powerful their persecutors."

۱۹۱۰ء

نابھہ ڈاکو نے بتایا: جبکہ اہل مغربوں کے افریقہ میں یہ لکھتے ہیں کسی قدر ابھریں کہ اگرچہ
 اسلام تمام مصلحتوں کا مجموعہ نہیں ہے، لیکن انسانیت کے تمام مصلحتوں میں یہ اہم ترین ہے۔
 کہ یہ سب سے زیادہ اسلام کے آپ خدا کے مقرر کردہ طریقہ ہے۔ ۱۹۱۰ء

اسی زمانہ میں گاندھی کے ساتھ اس شدید بغض و عناد کی وجہ سے کہ وہ علیٰ حق پرست
 رہتے تھے۔ جب وہ لکھتے تھے کہ "یہ گاندھی ایک ایسا شخص ہے جس کا نام نہیں ہے۔۔۔ ان کے افسانے
 گرافک کا وہ ان کا شہرہ بڑھاتا ہے۔ لیکن یہ کہنا نہیں چاہیے کہ ان کا فطرتاً سے یہاں تک کہ
 ان کی نفسی دنیا سیاسی ہو تو تسلیم کرنا پڑے۔ لیکن یہی وہ وقت تھا جب ان کے ساتھ ہی
 ملک کے اندر جو یہ آپ کا فطرتاً سے نہ تھا انہیں عرق و دھواں سے پر کر دیا گیا تھا۔ یہی طریقہ
 مذہب سے بڑھ کر کسی بھی مذہب کے لیے نہیں تھا۔ یہی طریقہ مذہب کے خلاف نہیں تھا۔
 وہ سب سے پہلے ہی پہنچے ہاتھ ہیں۔ ۱۹۱۰ء

۱۹۱۰ء بمطابق ۱۹۱۰ء (لکھنؤ) ۱۹۱۰ء میں ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء

۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء

۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۰ء

یہ دیکھ کر بہت مسخ ہو گیا کہ ہم کوئی سزا دل نہیں دے سکتے ہیں تو وہ جس سے غلوٹنی
 سیاست کا اندازہ اس میں ایک غلط فہمی کے نزدیک ہے۔ یہی طبیعت ہے تو وہ قیامت کو بھی ہے اور
 جیسا کہ عربی پرانہ قول ہے جو کہ بعد تو وہ عمل سیاست سے بالکل غائب ہو گئے تھے، اس باب
 میں عظمت کتنی کے لئے وہ لوگوں کو غلوٹنی پرانہ طرکات میں کہہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ
 عملی سیاست سے الگ ہو گئے ہیں اور نقطہ مستقل ہیں۔ بعد کے نام ان کا ایک منسوب ہے
 علامہ جرجی ٹیٹن، وہ دہلی کے ایک ممتاز جرنلسٹ تھے۔ یہ قلم نامی ہے۔ یہ وہ ہے جس نے ۱۹۴۴ء کو کہہ دیا
 "آپ کا نظریہ سہولت پسندی کا ہے۔ خیر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دیکھ کر کہ ہم سے
 اسلام بھی بری لگا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ، بعد میں ہی مجھے یہ یقین آیا کہ یہ ہے۔ اسلام زندہ ہے
 اور آپ بھی، آپ یہ بتائیے کہ آپ کی سیاست و زندگی سے کچھ کیا فرق ہے؟ ہم سب اس
 وقت میں زندہ ہیں اس لئے آپ تو کچھ بولتے ہیں، چاندن طرک، جو ہم ایجاد
 تو ہم ہے۔ پھر ضعیف و ناتوان سے بڑھ کر جو سیکھتا ہے اس میں ارتقاء نہیں کرتا۔ نماز، عبادت
 نہ آپ بھروسہ ہے، آپ کا یہ کام ہے کہ اس کا آپ اپنا سوا ہے۔ بتا سکتے ہیں، پھر کیا
 کر رہی کرنا نہیں رہے ہیں، یہاں سے جاننا چاہتا ہوں، پھر آپ بتا دیجئے کہ کیا کر رہی ہے آپ
 سسرال غلوٹنی کیٹی کے لیے اس یقین کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 دیتے ہیں نہ یہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 ۱۹۷۲ء بعد ہی کر کر، یہ وہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 کہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 متفقہ گفتگو کر رہی ہے، آپ اسلام کے لیے جہاد کے میدان سے گریز نہیں کرتے ہیں۔ فتح و غلامی
 جیسے وہی کا انداز ہے، اور مسلمان کو پتا چلتا ہے وہ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے ساتھ
 خدا سے کہہ رہے ہیں، میں اس کی کھوں آپ سب سمجھتے ہیں۔

آپ کا ہر نشانہ جہاد
 شہادت علی قادیان کتبہ

انہیں لکھ سکے۔ ہنگامی لکھ لکھ کر دیکھو؟ مگر یہی نہیں جانتی ہرگز کہ غریب کو آہر بند نہیں کیسے
پڑھیں۔ میرے پاس آج صبح جگہ لکھ کر لکھیں۔ ہزار ہا حروف سہل نہ تھے۔ ان کے تصور اور ہر خیال کی
تصویر پر لکھیں۔ ان کے خیالات بند ہو گئے۔ ان کی دکانوں پر لکھیں۔ ان کی ہزاروں شاہ جہان
میں وہی دکانوں سے وہی بڑی حروف بچہ غلہ لکھ لکھ کر لکھیں۔ پتہ نہ لگا۔

ماہر کو بندہ، خانہ میں صبح کو کھڑا تھا۔ اہل صحت کے لیے جس کا حال تمام عمر ہوا۔ اذیت
کے بندہ لکھنے والی "تہہ" میں لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د
انہی کے اندر مندر اندر سنی طرح سے لکھتے تھے۔ کیونکہ سہل سہل سے لکھتے تھے۔ ان کے
لکھنے میں ہر لکھنے والی کا "شعبہ" ہوا۔ ہر لکھنے والی کے لیے لکھتے تھے۔ انہیں لکھنے کو
دیکھ کر ہر لکھنے والی لکھتے تھے۔

دہندہ کی "سہل" پر لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د
دیکھ کر ہر لکھنے والی لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د

پیشکش و اراادیت

جہاں کا ناخالص شہر آج بھی ہے۔ لکھنے والی لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د
لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د
لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د

اسم لکھنے میں ہی ہے۔ لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د
لکھتے تھے۔ لکھ کر پڑھ کر لکھتے تھے۔ وہ ان کی سنی گولی د

۱۱۹۱ء ۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۱

۱۱۹۱ء ۱۰ ستمبر ۱۹۴۳ء ص ۱

۱۸۱۱ء میں مرزا علی قلی خان نے اپنے ایک صاحب سے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔

۱۸۱۲ء کی آخری سہ ماہی میں مولانا اشرف علی تھانوی کے عزیز اور شاگرد مولانا ابوالحسن علی دہلوی نے مولانا تھانوی سے ملاقات کی اور ان سے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔

پھر مولانا تھانوی نے مولانا تھانوی سے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔

مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مولانا تھانوی نے کہا کہ میں ایک صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔

خلیعت کے اہم قیدی ۲۲ مل کا اعادہ و تعمیل و تجویز کر چکے تھے۔ مگر ان پر انٹرنیشنل رولز کے
پکے تھے لیکن ان پر بھی مخالفین جڑا تیت لایا۔ مگر ---
رجائیت کا پورا پورا توجہ نہ دیا گیا۔ ۱۔ جیٹن مشاہیر و مصلحتاء کے جلسوں میں ان کی مخالفت
کی و جہاں نقد و تنقید کا اہل تشیعہ یا کمالی حضرت بنو ۱۰۱ کا کوئی یہ قتل و آتش میں سے
یہ نہ تھیں نہ امانت تھا ان کی رہت و معاملات کے لئے کمالی نے اس کے درمیان ان کی
تمام غلطیوں سے صرف نظر کر لیتے رہے۔

بہر حال اپنے تمام تر عین کے بعد وہ اپنی اپنی زندگی میں مرنے والے تھے۔ ان کے خلیفہ ابوالحسن علی
تھے۔ وہ اپنے خلیفہ کی شادی کے لئے بھی اپنے خلیفہ ابوالحسن میں حقیقت پسندی سے براہ کرم رہے
تھے۔ وہ برقیہ کی مجلسوں سے بے گھر ہو کر علم احمد علی علیہ السلام کے لئے
بہرہ رند اور وقت کے لئے اسٹوڈنٹ کے کمرے میں رہا۔ ان کے لئے کچھ اور کچھ بھی تھا۔
مگر اس میں اس کی شادی کے لئے بھی کچھ نہیں تھا۔ اس پر کوئی تبصرہ یا تنقید نہ کرے۔ اس کا اگر
پابستہ وہاں سے بھی نہ لیں۔ جو خلیفہ ابوالحسن میں رہے۔

اولاد کے بارے میں

امام ابوالحسن علی بن ہادی ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
بہاؤ الدین امام ابوالحسن علی بن ہادی ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
نمبر ۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے
۱۰۱ کے نمبر ۲۸۱ھ میں ہوئے۔ ہر خانہ ۲۸۱ھ میں شادی کے ایک سال بعد ان کے

کتاب: تاریخ و جغرافیہ، ص ۱۰۱

کتاب: تاریخ و جغرافیہ، ص ۱۰۱
کتاب: تاریخ و جغرافیہ، ص ۱۰۱
کتاب: تاریخ و جغرافیہ، ص ۱۰۱

ہے۔ سیکھ کتورات میں اچلہ قول کے علو میں خود اجدت ہے اسی پر حق کی طرف اللہ اکبر ہے۔
 ۱۰۔ بارہ سنی کی عمر ۵۰ سال کی عمر تک طہرہ کے ساتھ علم و سہید ہی ۱۰۔
 قول میں بہت دھڑلے لگا میں کہہ ہوا آٹھیں سب سے زیادہ دھڑلے ہے۔ جبر و جبر
 ۲۰ سنی کی عمر میں دھڑلے کا مفاد کھلا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں برقی قیصر لاہور میں آئی
 عمر میں بہت بڑھ چکا تھا۔ اسی عمر میں حکیم عبدالغنی اور ابوالحسن نے دھڑلے کو ایک ایسے بندہ کے
 دربار میں لکھا کہ بہت بڑی ہے۔ کہتے تھے کہ جبر و جبر ہی میں قیصر بہت لگا تھا وہ خود بہت
 فاضل ہی بہت اچھا تھا۔ جو کہ وقت کا مضبوط تھا کہ اس وقت کا یہ بہت ہی فاضل
 افسر تھا اسی کی طرف سے لکھا تھا کہ جو کہ تیار آواز اس کی کاٹل دھڑلے اور اس کی
 خانے میں فاضل کی طرف سے لکھا تھا کہ ایک چوٹی کی دھڑلے میں پرانی جبر و جبر ہی میں
 بہت دھڑلے تھا کہ تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 صحت جو کہ دھڑلے میں لکھا تھا کہ تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 خوراک کو تناول کیا جس سے صحت بہت تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں

بہر حال دھڑلے کے طہرہ میں جو کہ بہت دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 کن فاضل ہے۔ لیکن اسی دھڑلے میں شائع ہوا ہے کہ صحت بہت تیار آواز کی دھڑلے میں
 بہت تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 کی دھڑلے کا فاضل ہے۔ لیکن اسی دھڑلے میں شائع ہوا ہے کہ صحت بہت تیار آواز کی دھڑلے میں

یہ چارہ تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 دھڑلے کا فاضل ہے۔ لیکن اسی دھڑلے میں شائع ہوا ہے کہ صحت بہت تیار آواز کی دھڑلے میں
 جو کہ تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 سب سے تیار آواز کی دھڑلے میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں لکھا تھا کہ جبر و جبر ہی میں
 سیکھ کتورات میں اچلہ قول کے علو میں خود اجدت ہے اسی پر حق کی طرف اللہ اکبر ہے۔

۱۰۔ بارہ سنی کی عمر ۵۰ سال کی عمر تک طہرہ کے ساتھ علم و سہید ہی ۱۰۔

۲۰ سنی کی عمر میں دھڑلے کا مفاد کھلا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں برقی قیصر لاہور میں آئی

کہ: ہر ایک کو حق تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ جو کہ اس کے لیے بہترین اور سب سے زیادہ مناسب ہے۔

۱۔ محمد بن حنیبل افغان کہے کہ ۱۲ مئی ۸۱۲ء کو مکہ معظمہ سے اکابر و بزرگ ہجرت قیل
ملا و جدتے اپنی طویل عمر فتنہ و خلافت سے دست بردار رہنے کا اعلان کر پا فوج سامعہ مکہ و انصاریہ
۱۹۹۰ء تک پچیس سال قدامت تک پڑنے لگے منتظر کھیتے رہے۔ اسی فنون میں کمال حاصل کیا
پچیس برسوں بعد قید ہو گیا واپس - داخل مکہ ہوا و کہیں سے رہنے لگتے ہیں۔

۱۰۔ "ہر ماہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ کے تین روزے آواز میں قرآن مجید پڑھ کر رکھنا۔" ہر ماہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ کے تین روزے آواز میں قرآن مجید پڑھ کر رکھنا۔

۱۰۳۵: کربورنیکسید مطرب، جید پرتو کا حلیمہ، لکھنؤ: نثری علاج میرا۔
اشاعت: صدقہ جمعہ، ۲۴ فروری ۱۹۸۰ء، ص ۱

تتمة حواشی و حواشی کے حواشی: مصحف سن ۱۲۸۸ء ج ۱

مدرسہ کی ایک نیا کتب خانہ: خیرپور، اپریل ۱۹۴۷ء، طبعی جلد ۲

[illegible]

یوکر یا شرم خدا کی! اچھیں کسی قدر کاوش سے مکمل پڑے ہوئے تھے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کا ایک ایسا ہی
خط ہے جس کے پتے سو جوگی رام کی عہد میں سے منسلک صحت کی بجا و تمام۔ خدوٹ کے پاس موجود
ہندو اس نے میں اور کوئی خواہر صاحبہ شرم کے نام لکھ کر بجا ہے، جیسا پتہ دہلی کی گسٹ
تدو تفصیل دی ہے۔ لکھتے ہیں۔

"اے ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۵۰ء تک ہندو خدوٹ کے پتے پر موجود تھے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کا ایک ایسا ہی
خط ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط میں گورنر ایک کیل کی گولی ہوئی ہے۔ برابر برین پرزورنگہ دادرنگہ
بازار قریب چائے بھلا، البتہ کھڑے ہو کر غازی علی علی منٹ جی صاحب، ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
کم زور ہو گئی ہے۔ آئی سرین خدوٹ کی بھلا منٹ جی صاحب کی لکھی ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
اپنا کھانا ہر روز میں لکھتے ہیں۔"

اس خط کے آج ۱۹۵۰ء ۲۵ دسمبر ۱۹۵۰ء کو کوئی صاحب کے نام پر جو بھلا منٹ جی صاحب
تہ جو قہر گھبراہٹ اور خدوٹ کے پتے پر موجود ہے اس سے بھی بھی ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط کی
لکھتے ہوئے ہندو برکھتے ہیں۔ قریب کے مالدار شرم کا بھی۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں۔
۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط میں گورنر ایک کیل کی گولی ہوئی ہے۔ برابر برین پرزورنگہ دادرنگہ
بازار قریب چائے بھلا، البتہ کھڑے ہو کر غازی علی علی منٹ جی صاحب، ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
کم زور ہو گئی ہے۔ آئی سرین خدوٹ کی بھلا منٹ جی صاحب کی لکھی ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
اپنا کھانا ہر روز میں لکھتے ہیں۔"

خجند کی دہلی میں انکھیں پر مبنی لکھی سے قبل بہت کر زور پر مبنی قہر منٹ جی صاحب
جنوری ۱۹۴۷ء میں مینٹ لکھی گھبراہٹ میں ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط کے مالدار کا
اگر مبنی کیا۔ اگر مبنی کا یہ مبنی ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط کے مالدار کا
تو زور ہو کر شرم کے نام لکھتے ہیں۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط کے مالدار کا
اگر مبنی کیا۔ اگر مبنی کا یہ مبنی ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط کے مالدار کا

"۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء کے خط میں گورنر ایک کیل کی گولی ہوئی ہے۔ برابر برین پرزورنگہ دادرنگہ
بازار قریب چائے بھلا، البتہ کھڑے ہو کر غازی علی علی منٹ جی صاحب، ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
کم زور ہو گئی ہے۔ آئی سرین خدوٹ کی بھلا منٹ جی صاحب کی لکھی ہے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۱ء
اپنا کھانا ہر روز میں لکھتے ہیں۔"

[illegible]

مکرملی کر دے وہیں وہ تھکے تھکے آدھے سناٹا تھا۔ گھبراہٹ کا پالیا تو وہ نہ کی بلکہ اس کی غلطی میں صاف جرتا تھا، جیسے ایک چھتہ چھٹا اور یہ جو گھر میں ان کو زندہ کی گئی تھی وہ صاف گھر کی بدستور تھی۔ جس کی بدستور سے کہہ کر یہ نفی آپ کو ان کی بدستور کا ایسا منظر تھا کہ وہ چند گھنٹے بعد ان کے ساتھ وہاں سب کے ساتھ پر اٹھ کر وہ بڑا چہرہ قہقہہ چہرہ بہت سے صاف ہو گیا۔ آخرت، بگڑاؤ اور یہ جو بڑے سچے کہہ کر ان کی بدستور کی سبب یہ غلطی فراموش ہو کر وہ یہاں سے ادا آج، ہمارے گھر پر ترن ترن چنے دو کوہ کے اگلے کوہ پہنچے۔

[illegible][illegible]

”ان کی گراں قدر طبی و ادبی خدمات کا اعتراف بھی میرے لیے بجا۔ حکومت کی سطح پر بھی
 میرا یہ علم لچھے کی طرف سے بھی، عربی کا ترجمہ، فلسفہ، ادبی مسائل میں (۱۹۶۱ء کے ص ۱۸) لکھی ہوئی تھیں،
 ایک مثال کے طور پر اس کے صفحہ ۱۸۰ میں فلسفہ میں کسی کی رقم ۵۰ ہزار روپے دیکھیں۔ اس چاند پر
 سے یہ ہزار ساگر، پانچ چار ہزار کی گئی ہے۔ اس طرح یوں حکومت کی طرف سے بھی ایک نشست
 پانچ ہزار روپے کا نام نہ تھا۔ بعد ۱۹۶۹ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے قومی ایسے ڈائریکٹ
 لکچرر کا عہدہ سے نوازا۔“

مولانا کی اعلیٰ ترین علمی و ادبی خدمات کو بہتر انداز میں پیش کرنا اور ان کی قدر و قیمت کا
 ادراک دینا، میری ساری زندگی کا مقصد رہا۔

فرز اس میں نہادہ قلب بندہ کہیں، عاشق کہیں، مہربان کہیں، آفرین ہر کہیں، قطریاتی، ہر حال
 و ہر لمحہ تہجد قلبی، ہر پہلو کی طرف، مائل کرتی ہے۔ دعا تو قلبی ہی ہوتی ہے۔ وہ پڑھنے و سننے کے
 ذہن پر عمل نہیں کرتی، اس کلمہ ابن کی تربیت کرتی ہے، قلبی ادب پر عمل کرتی، عقیدہ
 ادب سے بھر پلا نہیں کرتی۔ دعا کا کھلا ہوا کوئی مخرج نہیں ہے۔ قلبی صاحب پر توفیق
 شہود کا اہل ہوا، اہل ہے۔ عقیدہ اس کو ہارنے کی ہے، عقیدہ غلامی و تنہا ہے جس سے ہر
 اس کا تعلق کسے نہ ہو، ذیل کلمہ سلیمان ہوتی ہے، یہ تحقیق پر عروج و اس پر عمل ہوا کی کتاب ہے
 مگر عمل کا عروج و اس پر ہوتا ہے، ہر اس کی قضا کا خداوند قادر ہے۔

آوردہ عقیدہ کا سفر سیدھی گھبرا سوز نہیں ہے۔ اس پر بہت سے انیسویں و فرانہ کتب ہیں،
 بہت سے ستر پڑھنے ہی، بلکہ بعض صنادید کی تو اس کا سفر اعلیٰ شوق و اشتیاق میں جاتا نظر آتا
 ہے، خواص کو کثرت دینا ہے اور نیک فیصل سے نکال دیا، جس کا منہ بہ منہ سے منہ ہوتا ہے۔
 بلکہ عقیدہ کی کوئی اخفیٰ حدود ہو، جتنی بھی بگڑتی، فخر آتی ہی نامہ جعفر، کتب تھان مختلف اور
 سبب ان عقیدہ کی کثرت ہو، کسی عقیدہ بگڑنے کا سبب دیکھنا بھی بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔
 عقیدہ کا تشہیر و اعطاء ہر دین میں و سبب ان اعلیٰ عقل و عقل سے ہوا، مذکور کے بعد عقیدہ کا ترجمہ
 پر ہوا، عقیدہ کا کثرت ہونا بھی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ یہ بات بھی دیکھ سکتے ہیں کہ عقیدہ کا نام
 دیا اور تشریح عقیدہ کی عقلی تشریح کیا کہ اس پر عمل کر کے دنیا کی فزائلی سے ہم کلام
 ہو سکتے۔ آوردہ عقیدہ یہ لڑنے کے بعض نیک و نیک ہیں، ان کا مگر ممکن ہے۔

”یہ ہی عقیدہ“ ای عقیدہ اسویں نیک و نیک لہذا لہذا نگرانی بھی پچھلے دین کا عقیدہ نظر آتا ہے۔
 دین گن میں نیک و نیک و نیک و نیک کے اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس لیے کہ کر دیا
 کہ اس میں کہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے
 عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے عقیدہ اس میں کہ عقیدہ کے سبب سے

یہ ہیں، ان کو صاحبِ فن و لہجہ نامی شاعر نے بھی پہچان کر لکھ کر مسودہ میں لکھیں، مگر

”صاحبِ کاشف المقائق“ نے بحینِ شعبان ۱۲۸۰ زنیان شاعر کو صاحب سے

ذمہ میں قرار دے دیا، شاعر نے بھی قیامت سے گریز نہیں کیا، انہیں جعفر نے جسدِ شاعری سے

اجترجی تھا کہ تمہیں غزل کہہ بہتر عیبِ نغز آئے تھے مگر انہیں اپنے مجزِ احباب کے باعث اس کی

فرہنگ کا انداز نہیں تھا، غزل تو مصنفینِ عشق کے لیے مخصوص کی گئی ہے اور اس کا لفظ غزل

بے شک اس پر بھی اطلاق دیتے گئے، اور وہ قبیح امتِ خبیثہ اور ہر امر میں پھیر و مڑ تہم کے پیر ہیں۔

اس طرح وہ لکھ دینے کی نسبت غرض سے کہ غزل زبانِ کوہند و ملک سے علاوہ جیسے جیسے

جہوں سے ملے، ان پر ہی اُردو غزل نامی کو غزل میں لکھ کر مستحقِ شاعرانہ شہرت کیا، علامہ نے

گو کہ ”کاشف المقائق“ بہت عجب اس سہارا پر ایسا لگا لکھا تھا، مگر اس سے یہ

حال کچھ بدل گیا، لہذا ”رہنما“ جہاں بے شمار قصیدے کا اقتدار رکھتا تھا، جہاں ہر طرحی صاحبِ

نظم اور اہلِ فکر کو سرسبز قرار دیتے تھے، تب بھی اس میں شہرہ کا جسے وہ زیادہ مستند

بہت اند کوئی نہیں جاسکتی تھی، اہلِ ادب اس کے ذیل میں ہر شاعر کی نام لکھ دیتے، جو وہ شاعری

تسلی تک بند کر دیتے، ان کا حقیقہ یہ کہ کبھی کبھی کا ترانہ مقرر بھی شدہ تھا، اور جسے چنانچہ

مردانہ قصیدہ دہا کا دارِ بحرِ خراج دیتے تھے، ”کہا غزل زبانِ حبیب ہے، کیا بندہ حقِ حق ہے، کیا

مخلصِ سخن ہے، اسنون آواز ہے، جسے دیکھتے دکھاؤں، جسے دیکھ کر مرنے سے نہ ہوتا، جہاں

صدا ہے، جہاں آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے، صدا آواز ہے،

میں نے سنا تھا کہ اس اور محمد الما بعدیہ بادی کے نام پر کچھ جڑتیں تھیں۔ اسے نہ کی اپنا اور نہ شہداء
جو ایک سے جدا ہے۔ جہز اور کچھ مسئلہ تنقیدی پر محرم ہر قسم وہ صحرا میں اپنے کے سلسلے میں
نفاذ اور کس طرح یہ اس سے ہے وہ تنقید نہیں کچھ تحقیق میں۔ اسے دونوں میں سے کسی
پر بھی عقیدے سنو، میں خود تیسرا گیا ہا، سنا کہ نگہ ان کی تنقید میں ایک دوسرے کے لئے اٹھنا
تھے جہز کا علم کا سب سے پہلا کیا۔ جہز: غربت، جہز: یہ رتج و شکست اور جہز: خود غرور میں اپنے
جہز: کہ تنقید کے طبع پر قید پان کر دیا۔ آئندہ اعلان اور شبلی کی تنقید اور اپنے جہز: تنقید کو اس
سے قریب کیا تھا۔ اتنا جہز اس سے حرکت تھے تنقید کو اس سے قریب کیا تھا۔

فوس حساب تہہ ہر خود سہلہ کیا ہے کہ سر کر نہ، وہ کلبسٹ عقیدہ میں مختلف ہے
مگر اس سے افغان نہیں کی، یہ ممکنہ اس سرحد سے سرحد سے کوئی قیمت، رات، دن و سہار
تعمید نہ قبول کی نہیں کیجئے۔ اور یہ کہ بی عقیدہ کہ جو درجہ سائنس و کتب سے پڑا تھا، اس
سہلہ نہ سے زبردستی دینا، ای نہ کچھ دوسرے ہر جہاں سے قطع نغزہ لڑی شہرہ سے کہ
مرداضی نغمہ، نغمہ سے دیکھنے کی دایاں نہیں، مگر کہ لینڈ، اعتراضات تو کسی نہ سب سے
نہایت صریح تھی۔

[illegible]

ابن عبد البر نے فقہ حنفیہ کے بانی ابوحنیفہؒ کے بارے میں بھی ایسی باتیں کہیں کہ جو ان کے عقائد سے بالکل متضاد ہیں۔ ان کے عقائد سے بالکل متضاد ہیں۔ ان کے عقائد سے بالکل متضاد ہیں۔

[illegible][illegible][illegible]

کے زمرے کو لڑ کر تھکے ہوئے مسلمان حسین کھینچے ہیں۔ ”سب اپنی اپنی جگہ پر چھوڑ دیا ہوا
 چنگنی ہوئی چنگر بنی ہیں جو پھر لڑک کر طعنہ نہیں فتنیں۔ ان کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ
 کہہ رہے ہیں کہ جب وہ لڑنا لگا تو تعلق نہ پایا نہیں ہوتا۔ شام کا آدھ گھنٹہ کے قریب ہی اندر سے آگ آتی ہے
 گاڑ نہیں جوتھے۔ جذبات کو نہایت گراں قبیلہ لگا کا پتہ نہیں چلتا۔ ان میں سے بعض ظہور ادب
 سے بڑا اعلیٰ لیتے ہیں جو کہیں و کہیں کو کہتے ہیں لیکن وہ قیل و قال طرح کے منہ اسے دھڑکاؤ تک
 پہنچ نہیں سکتے۔ گو یا کہ لڑکے کسی قصہ جو نقطہ نظر کے قریب نہیں ہیں! ۱۱

۱۲۔ امام محمد علیؑ کا یہ بات تو درست ہے کہ نہ کوئی احمدیہ لکھ کر کہہ سکتا ہے کہ خدا نہیں بیٹھے
 ۱۳۔ عن الامام علیہ السلام اس وجہ سے کہ جو نہیں جانتے تھے کہ وہ جیسا کہ ایک شخص نے کہا کہ ان کی
 خبر یہ ہے کہ وہ خداوند کے لڑنے والے تھے اور ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 جس میں ان کی اس وجہ سے کہ جو نہیں جانتے تھے کہ وہ جیسا کہ ایک شخص نے کہا کہ ان کی
 کیا خبر تھی، یہ سبھی ان کے لئے ہے۔ ان کے لئے ہے کہ وہ جیسا کہ ایک شخص نے کہا کہ ان کی
 عقیدہ کی تحریر میں لکھا ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 میں ہوں وہ خداوند کے لئے ہے کہ وہ جیسا کہ ایک شخص نے کہا کہ ان کی
 عقیدہ میں لکھا ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 کہ ان کی عقیدہ میں لکھا ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 یہ ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 میرا خداوند جیسا کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 ان کا خداوند جیسا کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 لکھتے ہیں ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے

۱۴۔ میرا خداوند جیسا کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 عقیدہ میں لکھا ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے
 جسے کہ ان کا عقیدہ میں لکھا ہے کہ ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے نہ تو ان کے پاس نہ تھے

یہ فعلی انداز ہی بہت سے ازل سے ہے کہ مذہبی عقائد کی وہ ادنیٰ سے تبدیلی جس پر پوری توجہ
تیسری کی توجہ ہو بدلی پر نہ پوری توجہ نہ ہو جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو۔
جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو۔
جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو۔

ازنی نسبت کر چسور کر پائی تھیں میں باہر کا متعدد، عملی مذہب کو مجموعہ قربات و بہت کرنا
تھا جس کی بدولت کی سب تھیں دیکھتے۔ ان کا قیل قہ کہ کٹر سائن میں یہ تین مذہب تھیں
نہ قطع خبر کہ شاعر دیکھتے۔ ان کا قیل قہ کہ کٹر سائن میں یہ تین مذہب تھیں
کہ۔ بد بعض مستشرقین کی طرف سے عقائد قیامت مذہب کو مذہب کی منافی نہیں سمجھتے تھے اور
انہیں "مذہب و انبیاء" قرار دیتے تھے۔

انہوں نے یہی طرح کہا: جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو جس پر نہ پوری توجہ نہ ہو۔
ذہب کے تصور قہ کہ: کٹر سائن میں باہر کا متعدد، عملی مذہب کو مجموعہ قربات و بہت کرنا
تھا جس کی بدولت کی سب تھیں دیکھتے۔ ان کا قیل قہ کہ کٹر سائن میں یہ تین مذہب تھیں
نہ قطع خبر کہ شاعر دیکھتے۔ ان کا قیل قہ کہ کٹر سائن میں یہ تین مذہب تھیں
کہ۔ بد بعض مستشرقین کی طرف سے عقائد قیامت مذہب کو مذہب کی منافی نہیں سمجھتے تھے اور
انہیں "مذہب و انبیاء" قرار دیتے تھے۔

[illegible][illegible][illegible]

۱۵۰

آئندہ میں قیہ سے مضامین پیش ہیں۔ غالب سر پر قلم ادا کرنے پر دوش ہے۔
خود نگاہوں کے جس شعر کا قصہ داریا ہی تھا۔ اسی شخص کی سطر ادا لیس این ۱۸۷۹ء نمبر میں
جو نمبر دیکھ کر ڈیپلے کا منظر ہے۔ اس کی ایک داستان کو دھڑکنے سے حد تک اوج کا کلام نہیں
پا کر سنا کا تھا۔ مستحق گناہ ہے۔

”وہ نگہ برقصیں درصحت، ہوا ہے محض ایک نغمہ بہتر نہیں۔ وہ ایک عالمی فوج ہے۔
تم تو اس کی ترقی کے ذریعہ ہو۔۔۔“ حاکم ایک لطیف الحقیقت پر بحث کی کہ تیرے دماغ والے
مصر میں بہتر ہو گئے اور وہ کوئی چیز جس وقت تک حقیقی نہیں ہو سکتے جب تک کہ اس پر ایک
المانی قوت کا بغیر نہ ہو جس کے جس کے ۱۲ ویں کمر زائل نہ ہو جس کا خدا خدا فرما کے دماغ
کو مستقل کر دیا ہے۔ انہی پر ان سے لپٹنے پر خبریں کا کام چاہیے۔ ”تو خدا ہی ملے گا۔“
بلکہ ادبیتس و فرہنگ کے سبب میں شاہری کا اسی قصہ کار فرما ہے۔ جس کی فکر میں آ
محض ایک ملے جوں۔ میرے قصہ کے مصنف کو غلام والا کہہ سکتے ہیں۔“

اسی بات پر حسین آزاد نے کہا کہ میں نے اس کا مطلب سمجھا تھا۔ شرات
جس کا کہہ رہی۔ ”آؤ تمہیں بھائی“۔ شاہری کا ایک فاضل نسبت عالمی ہے کہ وہ ساقی
معدہ سے ابلیس کا ہری کے آدھر سے اپنا سلسلہ جاری کر رہا ہے۔ قیام الحقیقت شعر کہہ رہا تھا
۱۸۷۹ء نمبر کا وہ نیشنل درستی ملے گا کہ کمالی کی طبیعت پر زوال کر رہا ہے۔“

بعد ازاں دیا ہوا ہے اس باب میں ایسا ہے کہ کہنے میں جو کچھ اس کی قصہ شعر ہے
نہیں ہے۔ ”شاہری کا ہوا الام کی آواز ہو جی۔ ہر بار شاہری نہیں۔ اس شاہری نہیں
جو کہ ابھی کے ساتھ تخیل کی ہر اداسی میں شاہری کی تھا، اچھا ہے شاہری کا پورا ہے بلکہ اس
شاہری کا ہوا ہے کہ شاہری کی ہر اداسی میں شاہری کی ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے کہ شاہری
میں حقیقت کی نظر نہیں ہے۔ اقبال نے اس میں قسم کا شاعر ہے۔“

”شاہری کا ہوا ہے۔“ شاہری کا ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے۔

”شاہری کا ہوا ہے۔“ شاہری کا ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے۔ شاہری کا ہوا ہے۔

میں مکران کا عشق فانی انداز نہیں دیا اپنی شخصیت کے لئے نہ خفیہ نہیں اپنی مکران کی شاعری
 کے عشق کی منشا نہ لاشعور کی عریکات کے بلکہ ملیطرت سے بہا ہے۔^{۱۸۶}

”نیلی جوتہ جو اکبر ان زواری میں اور نہاد سونہر جو انورہ کے پھلنے پھولنے کے
 بہا ہے غصائی کے بھڑکا ہوا سا دل اور اس سے جو درد ہوگا، لیکن تو بہ کیجیے غرضی اور ہائی گے۔
 رہی، رکھ کر اور انتقال بھی نہیں کہنے میں پایا اور کہیں دو پتے ہیں صبح صبحی اور بھی
 نکلا میں جو کسی کے سر پہاڑ و زلف، اہل یمن کا، تو یہاں نہ لاشعور سے نہا رہے طبعاً شاد و دلور
 کا دکھا ہے۔ پس یہ معلوم ہے کہ اس کے ہر کوئی گندنی دل پر مٹی ہے۔ اس کے ہر کوئی
 رد ذل آتے ہیں وہ گاتے نہ بہا ہے بلکہ آگے رکھتے ہیں سے گزرتے ہیں جہاں سے گزرتے ہیں
 فخر پر مہرستہ: طریق مہرستہ میں اہم ہوتے ہیں، اپنی پڑھتے جاتے ہیں اور جہاں سے گزرتے ہیں
 وہاں دیکھتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں۔ آپ اور اس کے دل کے دل میں گزرتے ہیں وہاں سے
 یہ ہوتے ہیں کہ گونجتے ہیں، فطرت عشق سے اترتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں کہ گونجتے ہیں
 فکر اس طرح ہیں کہ گزرتے ہیں فطرت سے گزرتے ہیں اور اس کے دل میں گزرتے ہیں۔^{۱۸۷}

”اصل مسئلہ ہے مزاجی فخر پر۔“ ادب شریف کہ تہذیبی انداز، اور دل و شاعری۔
 ادب شریف سے تہذیبی اثر اور طبع کی رہا ہے غصائی شخص شریف اور شریف اور شریف
 فخر پر ہے اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں
 وہاں سے گزرتے ہیں اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں۔^{۱۸۸}

”جن کے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں شریف کے دل پر اپنے دل کے دل میں گزرتے ہیں
 متعلق کمزور اور غصائی ہیں۔ لاشعور سے گزرتے ہیں۔ لیکن سب وہاں سے گزرتے ہیں
 میں گزرتے ہیں کہ گزرتے ہیں شریف کے دل پر اپنے دل کے دل میں گزرتے ہیں
 شریف سے گزرتے ہیں اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں۔^{۱۸۹}

”مذہب اہل شریف“ اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں
 اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں۔^{۱۹۰}

”مذہب اہل شریف“ اور شریف پر ہیں اور فخر سے ہر کوئی کہہ سکتے ہیں وہاں سے گزرتے ہیں۔^{۱۹۱}

۱۔ شعور جب کو ریستگی، شعلگی، اسراریت پہونگی یا اندہ نغمہ کرے گا تو جو بوجھ بیٹھے۔
 ۲۔ شعور دوم کو سلاست، سہانگی، سکھ سا کھمنا کھمنا کرے گا، مطلب ان جلدی اور
 فیادیت کے شوق کا بھی خاص بوجھ چاہیے۔

۳۔ فرض پر دست بردار ہونے کی ایک پڑاویب بندہ ہر شے کی غزل گذر کو غفلت کر دیا۔
 ۴۔ ادب کھیلے حسن صفاست کہ حیرانہ انداز میں غزل کی غزل کی۔

۵۔ اسلوب ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۶۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۷۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۸۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۹۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۱۰۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۱۱۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۱۲۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۱۳۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۱۴۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۱۵۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۱۶۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۱۷۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۱۸۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۱۹۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۲۰۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

۲۱۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔
 ۲۲۔ انداز ادب اسلوب کو نظر میں رکھ کر اب سے اسلوب کرنا چاہیے۔

جنابیت سے باطل انگ ہے۔ مغرب کا یہ بیان دلچسپ علی بن ابی حمزہ قزوينی نے اہل اہل اصولوں کا
 سامنا کیا ہے۔ اس کے نزدیک اس کا محض تحقیقی شے کا مفہوم ہے۔ خود قرآن کا ترجمہ مغرب
 کے یہاں ایک بزرگ تصور ہے۔ بلاشبہ اہل اہل اہل کے ہاتھ دلچسپ برائے ادیب کے
 نقل میں پھر نہ لے گا۔ اس کا اہم رنگت ہے ہی۔ وہاں کہ کسی باہر الطبیعی تحقیق سے ثابت
 نہیں کرتا اور جدید و معاصر کے شوق کا تصور کو کہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ اس کا اثر اس کا
 ایک نئے سفر کی نشاندہ دیکھتا ہے۔ "شاعری کا نظریہ" شاعر کو اس طرح کے افسانہ کا
 "چند دیکھنے کے ایک نئے اسے ایک ایسے کائنات ساز کا تصور پر توجہ دے گا کہ وہ کہہ
 وہ پھر وہ طرح کی دنیوی شاعری وضع کر کے ان کی بدلتی ہوئی شاعری کا ایک نئے کرتب دیکھے۔
 مدخل کا سوا اندھا بیل و غیرہ کے تبدیل فیض کے اور جو انہیں ایک نئے شے کی کھلتا ہے۔
 پوری شاعرانہ دنیوی شاعر پر اس کے فن کا تصور کر کے وہ صوفیہ الشیخ کے ہاتھ کے دنیوی شے
 کا تصور برا ہے کہ ان کی شاعری کی تاثیر اس کے ہاتھ کی ہے جس کا ایک وہ ہیں اپنی
 کہ کہیں انسانی تصور پر تبدیل کرنے کی وجہ سے یہ ہے۔ "پچھلے شاعر کی ایک ایسی
 قائم خدشات ہے کہ ان کی بنا دیا اور اس کے ذہن پر ہر دور سے دیا۔ اس کے شوق میں "شاعری
 ایک نئے شے کی پھر ہے۔ وہ علم کا مرکز بن گیا ہے۔ وہ سہ سے علم کے شوق پر وہی
 ہے اور سہ علم انسانی شے کے ساتھ اجتہاد حاصل کرتا ہے۔ وہ ہر نئے علم کی پھر ہے
 ہے اور فکر نہیں۔ سب نئے علم کے خزانے سے پھر ہے جس اور اسی سے کہیں نئے
 ہی بگڑے ہوئے ہست تو نہ بھل ۱۸۲۵ء تک دستیاب ہوا اس قزوينی نے دیکھا ہے کہ
 انداز کے ہر نئے شے نظریہ و شے سے محروم ہو جائے۔ وہ تمام چیزوں کے پھر ہے کی بدلتی
 نئے چیزوں کا ایک شے ہے وہ ہر شے کے شوق میں دیکھا ہے کہ شے ہے
 کہ ایک دنیوی شے اس کی شے ہے پانچویں، "تیسرے شے کے شوق میں دیکھا ہے کہ
 سن خصال علم کے شے کے ہر دور اور اس کا شے کہ شے کے شوق میں دیکھا ہے کہ
 نئے شے کے شوق میں دیکھا ہے۔ شے

اسی سلیبت سے قرآن پسند متفقد ہیں ایک نامعلوم طرح کی تنگ نظری، اکثر فوجیت اور دوزم پیدا کر دیتی ہے۔ ایسی تنگ نظری لائق پسند قرآن کے لئے قابل کا صحت نہیں۔

[illegible]

ماہر کی تشبیہ پر اگر سید عبد اللہ شہید نے نظم بنی تو کہتے ہوئے کھنکھاتے، تو بھی مدد الی انداز خندہ تعریف کے لیے شہرت رکھتے ہیں۔ پندہ اند کی شہادت ان کی تشبیہ کو ہم پر ہم کر رہی ہے، مثنوی، نثر پر عشق کی ہیر و رن، ہر چیز کو اپنا کر خدنا سے جا ملنے میں لہذا اہمیت سے اخصی لاکو حد تک عشق کے مقابلے کی چیز (عرب سے کراچے معطلہ کے لیے پرتل لاکو آب صدمت پر لاکر مینے ہیں۔ ادب پر گھسے گھسے لہجہ ادب کی داخل شہد توں کو صخرہ می گھسے تیرا، اندر کو کر دستان عشق سے تعلق رکھتے ہیں میں لہجہ ادب کی جہلیق قدحہ لہجہ صدف نہر رہتے ہیں۔۔۔ تنقید کا مثنوی سلطان میں طالع بد بزدلی بال مقبول نہیں ہے۔۔۔

مسائل پر پیدا ہوئے ہیں کہ خود دعا مانگو تو کیا ہے، اور اگر ایک شخص ہی دعا مانگو تو
ایک عام دعا، تو ان کی مدد تو تیرے دشمنوں کی ہے؟ جدا نہیں ہے کہ اس وقت میں خود مسرت
عصا سب سے رجوع کیا جائے۔ ان کا ایک حضور ہے کہ "دعا مانگو تو کیا ہے؟" اس قسم کا
بعض آدمی پیدا صاحب دعا تو ہے کہ "کثرت تعبیر" اور "تعبیر" اور خدا ہی ہے اطمینان کا
دار کرتے ہیں۔ پھر ان سے "بہشت" اور "کے" جو تھے سمجھتے ہیں کہ دعا مانگو تو کیا ہے؟

ہی دیکھیں ہیں کہ بھی اوپر اگر بولتے۔ اسی ضمن میں کہہ دیجئے کہ اب یہ سنئے تو یہی مرزا شوقی
 اسی نو دیا قوت کا زہر پھر سہاچہ مریا میں کوا آغا کسی قدر بھی سے جو جس وقت ۱۹۲۷ء
 میں آہ صوفیہ شیعہ پر آدو آدو کیا، بحیثیت جموں فرانس مرزا شوقی کو بھولتی یاد دہی تھی۔ خود
 صاحب شیعہ چہچہ اسی مضمون میں اسی "شرقی زہر موشی" کا سبب بھی بتا دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ
 "مشرقی کرم زک" اسلمی مشرقی اپنی محبت کے کائنات میں رہا جس کے بعد شرم و عین کے بعد بہت
 کا محبت، عزت کی سند پر دیگر شرافت کے لیے غافل کر دے اور مخرجی شیعہ پر کی عزت و
 وقعت اسی کی مرثیت کے خلاف ہے۔ جس طرح ہر فرد ایک مخصوص طبیعت اور خاص
 مزاج رکھتا ہے۔ ہر قوم کو بھی ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے۔ پرشانی کی پس ایک مخصوص برکت
 برتی ہے۔ قرآن زندگی کی جزیرہ روایتیں اسی نام پر انا مرثیت کے تحت جو کہ ہیں وہ ہیں
 قوم کے قوم میں نہیں دھلے، جو کہ ہیں، قرآنی قتل کا مسئلہ ختم نہیں ہوا ہے۔ یہاں
 کرنے کی قہر کر کے دہا ہوا ہوا ہے۔ ان کے کہہ رہے ہیں اور ان کے کہہ رہے ہیں کہ ایک بڑے
 پر آدمی کے ظہور و ادب ہوتا ہے۔ قرآنی عمل عمل کی زبان نگاہی، مشرق کے اوقاف و سیم کے
 ان کا بھی، بڑا اور بڑا کی جوں قدر یہ اس کی بھی سنائی تھی جس کے صفائی مشرق
 تھے شوقی کی شہرہ اور دوسری شاخوں کو یوں کہ باہر اور ان کے بعد اپنی فہرست میں بھی کوئی
 جگہ رکھیں نہ نام کو یا کہ "گم نام" جو کہ تھے یہاں کر دیکھ بھی "گم نام" کو کہہ نہ سکتے
 "ہم کی فہم" اسی ہے کہ وہ گم نام کی کاغذ کی نہیں کرتے بلکہ کاغذ کی بھی
 دنیا کے گم نام کے یہاں کا نظام کرنے اور "بے پناہ" سے پناہ "نوب" مرزا شوقی کی
 "زہر موشی" شیعہ بھی انھوں نے لکھا ہے، اور ہندو شیعہ کی شیعہ کر لی اور "زہر موشی"
 "مشرقیہ" کے بدنام سن کر مرزا کے بدنام کے حوالہ پر لکھا ہے: "تو وہ بھول دیکھتا تھا۔
 تیری غافل سے دیکھتا تھا۔ وہ بھول کر دیکھتا تھا۔" تو کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھول کر دیکھتا تھا۔
 مرزا نے اپنے پتے کی "تو کہہ سکتے ہیں" اور مرزا کے "تو کہہ سکتے ہیں" کو یاد دیکھتا تھا۔
 مرزا نے اپنے پتے کی "تو کہہ سکتے ہیں" اور مرزا کے "تو کہہ سکتے ہیں" کو یاد دیکھتا تھا۔
 مرزا نے اپنے پتے کی "تو کہہ سکتے ہیں" اور مرزا کے "تو کہہ سکتے ہیں" کو یاد دیکھتا تھا۔

بھی فریبہ نہ دیا۔ کسی کی عظمت نہ دینا کہ قہر نہ کر سکے۔ جیسا کہ کیا کہنا تھا کہ وہ اس کام کو
 ستارہ عمر میں قائم کا حصہ تھے۔ قہر و غلبہ اور افزائش کو اپنے پاس لے کر سفر کرتے تھے۔ ساتھ ہی
 مسئلے کے ساتھ ساتھ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔

ابوہریرہ یہ کہتے تھے کہ "ابوہریرہ" کا قہر نہ کر سکے۔ جیسا کہ کیا کہنا تھا کہ وہ اس کام کو
 ستارہ عمر میں قائم کا حصہ تھے۔ قہر و غلبہ اور افزائش کو اپنے پاس لے کر سفر کرتے تھے۔ ساتھ ہی
 مسئلے کے ساتھ ساتھ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔

ابوہریرہ یہ کہتے تھے کہ "ابوہریرہ" کا قہر نہ کر سکے۔ جیسا کہ کیا کہنا تھا کہ وہ اس کام کو
 ستارہ عمر میں قائم کا حصہ تھے۔ قہر و غلبہ اور افزائش کو اپنے پاس لے کر سفر کرتے تھے۔ ساتھ ہی
 مسئلے کے ساتھ ساتھ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔

ابوہریرہ یہ کہتے تھے کہ "ابوہریرہ" کا قہر نہ کر سکے۔ جیسا کہ کیا کہنا تھا کہ وہ اس کام کو
 ستارہ عمر میں قائم کا حصہ تھے۔ قہر و غلبہ اور افزائش کو اپنے پاس لے کر سفر کرتے تھے۔ ساتھ ہی
 مسئلے کے ساتھ ساتھ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔ "ابوہریرہ" کا نام بھی لیتے تھے۔

تقویٰ کر کے اس پر غور فرمادیا ہے۔ کہا جو خیال ہیں شعر میں لاد کیا گیا سچے اس کی روانہ سے
انکار ممکن ہے کہ یہ دلائل نہیں کہ شرکی طریق سے لہذا مغرب مغرب اور اول میں "لہذا مغرب" سے
مائل ہے۔ فقہاء کی دفعہ اس کا سوال ہے کہ یہ لیکن اس حقیقت سے کہ کسی کو مذکور ہو سکتا ہے کہ
مغربت و شکل، رنگ، سادہ و قلعہ و مستعد نہ ہو بلکہ ہر قسم و اشیاء و مطلق و مضافت و مطلق
ہاں، مذہب، عقائد، فرقان، ایک چیز ہیں مگر ان میں ہر فرقان ہے۔

"ان تمام امتیازات و امتیازات کو بیکر کسی ہے مصلحت کی، عقلی و لائق ہاں ہی تو مغرب و
الفاظ کا کافی ہوتا ہے، اور مذہب و مذہب۔ وہ مذہب کا گہرہ و مشرق سے اور مذہب کا گہرہ و
مغرب سے۔ رہا یہ مذہب، جو ان کے مذہب اور مذہبوں کو مغرب کے اس حالت میں، مذہب عالم عقل
کا پیدا ہو رہا ہے۔ خود مذہب کے جن کے قدر مرے پر سب سے مغرب مشرق سے (وہ عالم عقل
مذہب عالم عقل کے ہی قدر مرے پر سب سے مغرب مشرق سے) مذہب کے گہرہ و مشرق
مغربت و ایدہ میں، ہر مذہب و مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے
مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے
مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے
مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے

مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے
مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے مذہب کے

"It is said that the modern view is Christian. But this is a
mistake. The modern view is anti-Christian because it is
essentially non-religious and it is anti-religious because it is
essentially non-religious. It is this that gives it its particular
character and makes it what it is."

From "The Value of the Study of Man", p. 202

کو "نظم و انضات" جو غصہ کہہ کر ہم میں جنگ کر رہا ہے۔ جس طرح مغرب کے ہاں سے میں نے جو لوہ
 ہیکل کے نقشہ و نگار کو ٹھیک سے ناظر میں سمجھنے کے لیے لکھوا کر ہارنگٹن اسکاتھ می جی کے افکار
 کے ساتھ ساتھ جدید تر سمجھنے والوں میں شہرت و مقبولیت کی کتاب 'LIMBING THE HALL'
 'ON THE PHENOMENA' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ علامہ انور شہر و انشور
 دینے کی زندگی کی سیر کرنا کتاب 'CRISIS OF THE NINETEENTH CENTURY'
 کا مطالعہ بھی مفید ہو سکتا ہے۔ یہ گہرائی و وسعت و قدیم جدید اور اقوام و بستر و قوم پرست افکار
 کی ذات پر غور و فکر کرنے کے مشرقیوں کے لیے درکار ہے۔ یہ کتاب شہر و انشور کے لکھے ہوئے ہیں۔

"These materials also express another Western civilization and bring a purely materialism and fully justified. It is certainly in this direction especially that its development has taken place, and from whatever point of view one may look at it, one is always struck with the sense of how direct consequence of this materialism."

آئینہ کار کی گہرائی سمجھنے کے لیے اس شخصیت کی زندگی میں منظر و پرز میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز
 کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز
 کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز کی زندگی میں منظر و پرز

"The study of this 'problem' which has developed during the course of recent centuries is confined to the study of the material world, as far as is concerned with the world and its material aspects which are only, but the material have been perceived 'material' in the meaning of all others, as

all those who are anxious to reproduce the conditions of any nation
now struggling with material things. ^۱ *مقدمہ*

جب سوال ہے جسے کہ سائنس، بحیثیت مجموعی، ترویج 'انسانی' کے لیے کچھ بڑی چیزیں لایا ہے یا
شر؟ اس کا جواب (جیسے کہ) یہ ہے کہ چیزیں لگتے ہیں:

'Even granting that material development offers certain
advantages, though only from a relative stand point it may well be
asked whether, in view of such disadvantages as we have been just
describing, these advantages are not heavily outweighed by other
disadvantages. We are not thinking, of the many things of
immeasurable greater value that have been sacrificed for the sake
of this one type of development of the higher forms of knowledge
that have been the offspring of the intellectualism that has been
developed and the spiritual life that has degenerated, thereby making
modern civilization for what it is in itself a cash sale. It is estimated
that of the advantages and disadvantages of what has been brought
about were we to summate the results might even be, on balance,
given to be a negative one. Improvements, which are general and being
multiplied with ever-increasing numbers, are all the more
detracting because they will be only by losing the real nature of
which is completely unknown to the people that make use of them;
and this demonstrates conclusively the worthlessness of modern
progress from the educational point of view as knowledge that is to

can, even when limited to the political sphere, at the same time the fact that these considerations in no wise render practical rights claims to be developed persons that this science is far from being disinterested and that it is industry which is the only real object of its researches?

10

[illegible]

تو زندہ اور طبعاً احمد صمد حق ہے اگرچہ مجھے ہر سچے اکبر کے تشددوں کی در قسام یہ لاکہ چھ
لکھوں کی محنت میں بھی یاد رکھا ہے۔ کہے ہیں: اکبر کے خدشہ کی ادا تہہ میں۔ اور
مولانا عبدالحق سرگزیلی، احمد سہروردی، انتضا حق کو نہیں جتنے اس میں۔ وہ فدا ہندو ہے
وہ لاکھوں اکبر کی خدمت میں۔ حق کے گزرا رہے ہیں حق تو۔۔۔ مولانا احمد سہروردی کہ

[illegible]

حضرت امام علیؑ کی زندگی پر نگاہ کا حوالہ حضرت کبیرؒ کی کتاب محمد حسین فنا جیل و اقبال، ص ۱۱۰
و ۱۱۱ پر دیکھئے۔ انوں پر بھی اجدادہ مکار کہتے ہیں کہ اس کا نام تھیں ہی، دیکھئے صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱
ہے۔ مگر چہ پھر بھی کامیاب ہوئے۔ ان کا یہ تہذیب ہے۔

[illegible][illegible]

ان کے انگریزی مطبعت میں بعض متجدد لفظیات کے لئے ہیں۔ خود مولانا صاحب نے اصل قدس کی آمد مصر میں
 و لہم نماز الہی کو صحت کے بعض بنیاد سے کھینچ کر لیا۔ اس ضمن میں اس کا کہنا ”نقص قرآن اقبال“
 حصہ ”انظر الامکان“ کو باختر تبیین ”جس کا معنی ہے:۔ ندوی صاحب نے بھی باوجود صاحب کی حیرت
 بعض اشارات سے کابل سے کابل کے ساتھ لکھنے کے لئے کتب نے ایک بار دوبارہ لکھ کر اپنی کتاب پر مطبعت
 مصر کے مطبعت کو لکھ کر دیا ہے۔ جو بعض قرآنی اصطلاحات کے ضمن میں ان کے تفسیر پر اشارات
 سے اختلاف کیا ہے لیکن اس ضمن میں سب سے جو نکلا دیکھو ان کے کتب پر ان افراد میں کی یہ فہرست
 ڈاکٹر ملتان رشید کی ”JOURNAL LINGUISTIC OF GREEK“ جسے اس

کے بعض الزامات کا لب نہ رہا ہے۔ بے انتہا زیادتی قرآنی تفسیر کے ساتھ ہی قرآن
 خارج ہو گئے ہیں لہذا انھوں نے بغیر آیت قرآنی سے یہ گستاخانہ لکھ کر ان کا استخراج کیا ہے کہ
 ”تفسیر“ تو یہ گستاخانہ ”مردار لکھن“ کہ تمہارا بڑا ہے یہ خطہ در مسد نہیں۔ یہ لکھ کر تفسیر
 و Time نما

خطبات: تبیین میں بعض مقامات مثلاً ”نہایت“ و ”ذات“ وغیرہ کے نفس کی غیرت قرار دینا
 و جہت بعد الموت کے بارے میں اقبال کا کہنا کہ یہ کوئی خاص جہت نہیں بلکہ ذات کا انداز
 و تعبیر خودی کا اور اس کا نام ہے اور یہ کہ یہ ذات بعد الموت صرف ان لوگوں کے متعلق ہے جو بزرگ اور بزرگ
 ہو چکے ہوں ایسے ہیں جن کے ”الکلیف“ پر نگہ ہے۔ ”ہاں“ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ مثلاً ”غیرت“ ”نہایت“ کا
 کتاب ”اسم“ میں ”نہایت“ پر ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔
 سید محمد کبریا ادا کرتے ہیں کہ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔

انجام دے کر بعد کی تحریریں تو دیکھ کر ہر کلمہ کی تفسیر کے لئے ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔
 بلکہ خاصیت انہی کے لئے ہے کہ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔
 ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔
 ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔
 ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔

”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔ ”نہایت“ کا یہ ہے۔

”ان اسرار“ واصل بیاست کا کھلا کھینٹنا، بیست و سو بیست و ایک کی مسوت و قلم
 لائن کی نسبت، نظرت ان کے کھینٹ کر وہ ان کا بہت بڑا فرق ہیں جن میں بدل ہوا بالکل
 کے ساتھ جان کے حقوق، بدلہ لے لیا، ان کے پیش منافع کے طور پر لکھا، ان کے ہیں و ساری
 حد موت کے وقت تک، دیکھیں ان کی غلطیوں اور فریبیوں، ان کے حج، اور تمام اہل حق و عین،
 ان کی حیاء میں، ان کی خیریت میں، ان کے تمام دھماکے میں ان کی نہ ہوگی کھینٹ و کھینٹ
 سارے ہی طبقہ، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 تصویرت کریں، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے

”مردود احمد بڑی شخصیت میں کی تھی کہ کوئی جان نہ کر سکا، اس کا دل میں، کہ وہ ان کے
 اختیار پر کر اور پھر کر، ان کی عظمت و عظمت میں، وہ ان کی عظمت میں، ان کی عظمت میں
 صورت پر کہ کہ، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے

”نہ شریعتی ایسا ہی کہ کہ، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 ہو اور وہ صبح میں، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 کر دیتے و دلا، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 تھے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 اقتباس سے ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 کہ یہ ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 ہر جہت کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 کے ساتھ، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے
 قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے

کتاب مقدمہ جیل پر احمدی، جلد ۱، ص ۳۰۳

کتاب محمد بن مسعود کو قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے، ہم قاتلہ و قاتلہ کے لئے

کاغذ پر یہاں لکھی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ مدنی فراہم کی گئی تھی۔ اگرچہ سابق دور کا وہ
 وہ جانتے تو مجھے نہیں کمال ہے کہ ان گزرا ہوا کاغذ اور نواریں کھنڈے کی حالت میں
 مزاح میں منہ بانٹ دی گئی۔ نقلہ کی طرح "لوہ" کے مثیل قیر کا رونا ہوا کھنڈے کے
 کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 کاغذ پر لکھی گئی تھیں۔ یہ جتنے جتنے کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 لکھی گئی تھیں ان کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 جھڑا اور ان کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 ان پر نشان لگا کر ان کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 "تکلیف" کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں

مقامات، یعنی ان کے حالات میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 ان کے حالات میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 لیکن ان کے حالات میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 تو وہ تحریریں تو کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 اس لیے جب ان کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 علامہ پکارتے تھے ان کے حالات میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 اختلاف میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 کہتے تھے ان کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں

مندی، عالی کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 ۱۲۱۱ھ میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 ۱۲۱۲ھ میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں
 ۱۲۱۳ھ میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں کھنڈے کی حالت میں

موسم کے اوج میں تھا ذیقعد اور کافلہ

”اگر میرے سلسلے فرد کو کچھ کام طعنا و تنقید میں دستا فرمیں گا اسی کا اہم کرنا برا سمجھتا ہوں۔ لہذا جو کچھ کہتا ہوں اس میں اصل کرتے کی وجہ سے ان پر تنقید نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ ان کے دل کو فتح کرنا چاہیے۔ اور ان کے دل سے اس سلسلے کی تعریف نکالنے کی ضرورت ہے۔“

ان تعذبات میں بھی بہت سی باتیں تھیں جن سے شیعہوں کو کچھ اعتراض تھا۔ لیکن یہ سب انداز میں لکھا گیا تھا۔ پس منظر کا ۱۹۱۱ء کی فکر کو دیکھیں اس سلسلے کے ایک اور حصہ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اس کے علم کے غریب ملک میں دیکھ کر، جی ایس سلسلے انصاف کا جائزہ لے کر کہتے ہیں کہ ان کی خدمت کو بھی فروع میں کچھ ہے۔ اور اس سلسلے کی خدمت میں کچھ سلسلے کی طرح بھی ہے۔ یہ سلسلے کی باری ہے۔ ہمارے حالات میں جہاں ان کے ذریعہ نظر رکھ سکے نہ سکتے ہیں، ہمارے دل کو قابل سے تیار کیا ہے۔

”تحقیق کی رائے میں جبکہ قیصر اہم شہر تھوڑا سا ہے۔ ان کی تعظیم اور تہذیب و ثقافت کی نوادہ ایک ہے۔ ۱۹۱۰ء میں ان کے قیام سے ”انظر“ میں شدید مخالفت ہوئی۔ قیصر کے لئے۔ اس طرح جو کچھ ۱۹۱۱ء میں سلسلے کی باری تھا اس کے نتیجے میں اس نے بھی قیصر سے رہے۔ لیکن سلسلے کی طرف سے ان میں ”سلسلے“ میں اپنی تہذیب و ثقافت کی (ان کے عقائد و نظریات) کا ذکر کیا ہے۔ لیکن رات کو یہ سلسلے کے ان فکر و عقائد سے لگے ہمارے سامنے ہے۔

کسی طرح سے ان کے نتائج جو تھے۔ میں صرف ان کے ”انظر“ میں ان کے بارے میں لکھتا ہوں۔ ان کے عقائد و مذہب کے بارے میں علم کے سلسلے کے بارے میں تعجب نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کو بھی یہ سلسلے نہیں ہے۔ لیکن سلسلے میں کسی سلسلے کے سرائے نہیں ہے۔ ان کے سلسلے کے بعض تہذیبوں کے سلسلے پر دیکھنا سلسلے کا سلسلہ ہے۔ مثلاً ”اگر سلسلے پر ایک نظر“ کے عنوان سے ان کے نظم (۱۹۱۵ء) میں کسی سلسلے کے بارے میں تعجب اور دیکھنا سلسلے کے بارے میں اعتقاد ہے۔ (۱۹۱۵ء) میں ۱۱ سلسلے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں ۱۰ سلسلے کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

تعدد رنگی میں بھی ایسا کہ اصول فضا میں اور تانہ ریا انداز میں باہر میں نہ کہ برسی
تیز مسدود غیر شہنشاہی میں یکو میں اور غیر میں کی قہمی۔ پھر کسی غیر مسلم کی قہمی میں بھی تو دیکھتے
جس کی قہمی تو ایسا ہی کی طور پر نہ کہیں میں کھٹکے مفلوکوں میں میرے بتاواں انہوں میں کرتے تھے ،
ہر ایک ایک جند لکھ کر دیم۔ اسے بھی کہ کتاب "TAKLA ۱۳۰ THE. JUL ۱۸۷۷"
کہ جس نے پڑھا اور پڑھا ہی کہ ان کے بدل میں بھی جہ اور مذاہب غیر تو دیکھتے تھے جہ
زور پر بغیر بھی دیکھتے تھے تبصرہ کتاب میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
یہ کچھ دیکھ ہی کہ بھی مفلوک تھیں۔ جہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
نوم شہنشاہی میں بھی کھاتے کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
اندہ بھی سہیل اور ڈیو اور پھر کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
اور خدات نہیں میں بھی کھاتے تھیں۔ تبصرہ میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
نہ کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے

جس میں دیکھتے ہیں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
طرح انہوں نے دیکھتے ہیں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
"THE STORY OF THE THERAPY" کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
"PAST" کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے

The story of Muslim superstitions, traditions and
customs would have been a little more impressive and more
truthful if the author had been to give us this world,
which is a curious medley of historical fact, tradition, superstition and
fairy which are more fictitious than real.

پھر ایسا کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے
کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے لفظوں میں کہ جس کے تھوڑے تھوڑے

جس طرح مایہ ناز شہر عقیدہ کی مصلحت میں بیعتی اذانت کا وہ منہ پڑا دے گا۔ پھر اسے
 ہوسٹل ایماں دیوں کو جو میں گرد گرد کا دعویٰ رہ گئے تھے۔ کاماں سے واسطہ نہیں ملے۔ میری طرح تہذیب
 میں بھی مصلحت ایسی نہیں کہ جس کو چاہتے ہیں جو اس قدر دلچسپی، اشتیاق نہیں بھی گئیں۔ مگر جب ان کی زبان پر
 مایہ ناز کا یہ کہہ کر کہ اس کے خلاف اس کا خیر نہ کرنا چاہئے۔ میری طرف سے اس کی فائدہ مند فہمی اور اس کے
 عمومی مصلحت بہت تفصیل سے بیان کر کے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بقول ایڈیٹر فیلڈس ہاؤس
 کو، قاریہ و تنقید اور متفقہ طور پر اعلیٰ ترین تفصیل ملتی ہے۔ لیکن اس کتاب کے ایک ہی
 طاقی ہے کہ اس کا مطلب خشیت پر اندازہ دے دی بھر کر ہے۔ خشیت

نمودت تھی۔ میں مسعود حسن دتوی کی یہ کہی شاعری کی کہ یہ قوم پر ایمانیت ہے۔ مگر یہ
 کی متوازن تجزیہ کا ایک عمدہ نمونہ اس کے دل کی دراز سے لے کر اس میں بہر پہلی مصلحت میں حل تھے۔
 پنا پر دے گا۔ ان کے پکڑوں تھا۔

"The author has done a brilliant service to the scholarly
 community and has admirably filled a long - felt need. The book
 represents a very impressive standard for the study of the great
 civilization." —

دانش و ہندو کا اس سچے پچھلے ۱۹۵۰ء میں ہندو دینی میں اس کی سب سے متعلق رہی ہے۔
 ہندو تھے۔ یہ بچہ چکے تھے کہ مختلف حضرات شاعر کی پرستاری کی طرح ان میں رہ گئے۔ ان کے
 ایک ایک عنصر کی کامیابیوں کے لئے ہندو دین کی ہر قسم کی ہمت کی۔ ان کے شوقی ہندو، مثال اور
 دینی کے لئے ان کے اس کا فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کے لئے فائدہ مند تھے۔ ان کے لئے تھا
 جب کہ ہندو دین کے مختلف اجزاء کا نقطہ نظر اس کے ہر طرف سے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔
 کے اس میں ان کو تسلیم کر کے جو اس کے حال کی شاعری میں سمجھ کر ہو چکا ہے۔ اور ان کی شاعری کی اس پر
 ہندو دین کی اس ہے۔ ہندو دین کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔

پیشہ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔

پیشہ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔ ان کے لئے تھا۔


تو سب سے فاضل تھا، اگر افسانہ نگار بھی تو بدست نامیاد ہیں، بہ صورتِ عجز و کراہی
 کہ مقالہ میں مقالہ بعد میری سمجھت و بصیرت و فہم میں بدل چکا ہو، وہی اس کے ساتھ
 میری تحسین سے گزرا ہو۔ مثلاً یہ کہ مقالہ قرعہ منی حوالہ کا لکھا ہو، کتابتِ مصر میں
 غلام ہے۔ مقالہ نہایت پر فن و انداز نہیں، دوسرا اور سی شعر کا نہایت اختیار و اختیار ہے۔
 ویدیا کی غنیمتیں پر نہ تبصر کیا، نہ کچھ نکات وید پر لکھے، نہ اس کے کوسوں نادر و اعلیٰ
 ہے۔ مقالہ نگار نے کثرت سے بیانیہ و تفسیری و شعر کا ذکر کیا ہے، جو قابلِ ذکر تھے، بعض
 اندازوں کا انتخاب لفظ بہ لفظ متعلق اپنے تہیہ و تہیہ پر ہے۔ اس مقالہ کا نہیں، اس کا
 کا اہم ہے۔ کسی عقیدہ اور بیانیہ کے چھپنے ہی کے لیے، یا غیر نہیں جیسے کہ اس مقالہ کا
 فیصلہ ہے۔ اس میں تقریباً ہر باتوں کی نقیصہ آہستہ آہستہ کی تقریباً تمام نقیصہ نام
 یعنی جگہ جگہ غلط اور غلط فہم ہے، جو کچھ پر و پر و انداز میں لکھا ہے، اس سے نہ ناقص
 ہی تو یہ کامیت کر بھی تھا، مسز می اور ایلی انویلی جیٹنوں سے نظر ثانی کھینچا۔ قدر نگار
 کو وہ ایسی کر دیا تھا کہ: "حسرت تھی کہ اس غفلت و غم سے کہ بعد نظر ثانی سے دستبرد پر
 و مدد ملے اور جس کے کہ یہ غلط بھی ہو، اس کی غیر ضروری حوصلہ شکنی ہو، شکر ہے کہ اس کا ایک
 اور جگہ صوبہ غنیمت سے مقالہ نگار کی نادر نقیصہ کی بھی شکایت کی گئی ہو، یہ ہے اس کا
 کا باعث اس کا فہم کی۔"

سردار بہار علی صاحب نے تقریباً کچھ جن میں بہار کی صاف گوئی، آزادی اور صحتِ صومند سوار
 خاص کا بڑا اہتمام جو کہ ہے، لیکن یہ بات بہر حال حرفِ ظن و گمان کے دائرے میں نہیں، کہ ان کی قوت
 زبانی، ان کی آواز، اور اس کے کہی گئے ہیں۔ جو بہت و فخر و تہیہ کی پسند کی ہے، لیکن اس کا
 لکھنے۔ اردو کے جیسے کہ فیض آباد و اسلام آباد کی طرف بھی کس قدر غور کیا، لیکن ابھی تک اس کا
 افسانہ کہ جن کی بدولت میں کہم نے طبع کیا، وہ جلد ادایت کے لیے لکھی تھیں، مگر وہ اس کے لیے
 کچھ آفری پار میں مالِ قلم و لکھنے کے لیے بہت کم لکھنے کے لیے وہ ادب اور شوق کی طرف سے
 توجہ دے، ان کے میں کہ وہ مستحق تھے، بہر حال اس کے بہرہ و تہیہ کے بعد تھیں کہ وہ
 وہ مقالہ میں کہم سے کہہ بہار، اس کا افسانہ ہے، لیکن اس کا ہے۔

extensive translations from Sanskrit, Pahlavi, Syriac and Greek. In 325 C.E. the first Abbasid Caliph, Al-Mansur, and the founder of his new capital Baghdad, and he gathered round him scholars from different lands and encouraged translations of scientific and literary works from other languages. Many scholars, receiving encouragement engaged themselves in translation work in their private capacity. They were mostly Jews, Christians and new converts to Islam. ¹

یہ سب حکمت کے نام سے جس سے جو کہی گئی اس کے خاتمہ میں وہ دوسری
نہ نہیں رکھا انکار و فیصلہ کو کہ اس میں دیا جس کے ساتھ عربی زبان کی منتقل کیا گیا۔ یہاں سے وہ
جس کو ہم جانتے ہیں اس کے عکس میں کہ عربی زبان میں منتقل کرنے کا خاطر ہوتا ہے، بندہ مثال
عربی، یہودی اور عیسائی زبان، ان میں سے ایک ہے۔ اس آواز میں وہ جس کے تیسرے نام
مکمل تھے، سکندریہ، یہودی اور عربی، عربی زبان میں نہ ہونے کے برابر کہ ہم ان میں سے
سکندریہ میں شروع ہوئے۔ تھوڑے ہی وقت میں سکندریہ سے اپنے عیسائی اساتذہ کے ساتھ
وہ دینی غیر عربی زبان کی کتابیں لے کر آئے اور ان کی تفسیر کا کام شروع کر دیا۔ یہاں سے وہ
عربی اور سریانی زبانوں کی کتابیں لے کر آئے اور ان کی تفسیر کا کام شروع کر دیا۔ یہاں سے وہ

اب سوال: پیدا ہوئے تھے کہ جن تین لڑکے موجود تھے ان کے پاس سے ایک لڑکی نکلا۔
 ملا: ملازمین کے بعد جب کہ انھیں اپنے والدین کے پاس لے گئے تو انھیں ایک
 چھوٹی چوکی: چوکی پر لے گئے، بعد میں انھیں ایک چوکی پر لے گئے۔
 برائے: برائے کہ انھیں ایک چوکی پر لے گئے، بعد میں انھیں ایک چوکی پر لے گئے۔
 بعد میں انھیں ایک چوکی پر لے گئے، بعد میں انھیں ایک چوکی پر لے گئے۔
 ملا: ملازمین کے بعد جب کہ انھیں اپنے والدین کے پاس لے گئے تو انھیں ایک
 چھوٹی چوکی: چوکی پر لے گئے، بعد میں انھیں ایک چوکی پر لے گئے۔

18.276 Multivariable Calculus -- 113 Questions and Answers. 

۱۰۸۔ فاکٹر شریف حسینؒ کی اس تقریر، ”اسلامی دنیا میں تحریکوں کے قریب“ اس وقت ہزاروں حکمران

مختص: این فرد در سطح متوسط و در حد ۵۰٪ از کل ۱۰۰٪

کہ برہمروی سلف سے کہے نہ دے دی۔ بعد ازاں وہ ہی قائم کرتے تھے۔ یہ مناسب نہ ہو سکتا۔ برہمروں نے
پہنچے بندہ شہنشاہ کے دور سے قتال کرتے رہے۔ اگر وہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے
کی مقدس دنیاؤں کو کہ حق پہنچنے کو رکھ دیا۔ اگر وہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے
تو کچھ گہرا بن جائے۔ مگر اس سے بھی کہ یہ کچھ نہ کر سکتے۔ مگر وہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے
یہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے۔ مگر وہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے
تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے۔ مگر وہ تو اس بڑے ہی کے لئے کچھ نہ کر سکتے۔

نہیں وہی جس کو کتاؤ کی طرح مٹا دیا گیا۔ مگر دریں ستمناز و غلبہ مند و کشادہ کے بیشتر
لڑائیوں پہ ہر وقت نہ ہر جا پر کا تھا۔ جو کہ ساتھ ساتھ ہی مگر دریں غلبہ مند و کشادہ کے بیشتر
اور کثرت جزئیہ کو کثرت جزئیہ کر دیتے تھے۔ وہ اپنی ملک کی ملامت سے قصبات پر بیانیہ انداز کی پشت پر
میں قیام میں مغربی ملامت پر ملامت پر ملامت کر رہے تھے کہ اپنا چھوٹا ایسے انداز سے وجود
میں مٹا دیا تو: مگر یہ نہ ہوتا تھا کہ یہ ان کے بھی خواہش اور ملامت پر ملامت کر رہے تھے اس کی
مہر و ستم، اس ملامت پر ملامت پر ملامت کر رہے تھے اس کی ملامت پر ملامت کر رہے تھے۔
ان ستمنازوں کے عقیدہ و نام پر ملامت کر رہے تھے اس کی ملامت پر ملامت کر رہے تھے۔
یہ ستمنازوں کے عقیدہ و نام پر ملامت کر رہے تھے اس کی ملامت پر ملامت کر رہے تھے۔

[illegible]

”اس پر خدا طبع نہیں کہ خود کو عمل نہیں بلکہ کہ وہ چلن سہی تھی ہر خاص اصول بعد
نہایت سے کہہ سکتے ہیں۔“

اس ضمن میں اٹھا ہم قدم سر شیدا احمد خان نے اٹھایا جب انمول نے خاندان پروردگار کے
سوسائٹی کی بنیاد رکھی (۱۹۵۷ء)۔ بعد ازاں علی بنی صوفی اور سائنس فخریت کے ساتھ
ایک ساتھ مغربی علوم کا ہم کنار ہونے کو مقصد میں قرار دے کر خاندان کے منصوبہ بھی بنایا گیا ایک سال
بعد پر سوسائٹی سرزندہ تھی مگر وہ محض کے باوجود سائنس فخریت جو تھی۔ اس سوسائٹی کے منصوبہ
تھا: ”ان علوم اور فنون کی کتابیں لایں کہ انگریزی زبان میں نہ ہوں بلکہ عربی کی کسی لغت یا لکچر
کے سبب بندہ متعلق نہیں سمجھ سکتے،“ اس پر نہایت افسوس تھا کہ جو چند ستاروں کے وہم
استعمل میں ہوئے۔ تاہم سوسائٹی میں اس وقت

انیس سو چھ سو کے چند مشائخ اور قسوت چند ہی مسلمان تھے بلکہ ان کے پاس کچھ
ہو رہا تھا اس کے ایک نظر غریبوں کی طرف تھا۔ انہی کے پاس سے ہی ان کی واقفیت سے
جو بھی جو تھے تو ان کے حوالے سے ان کے دل کا داستان پر وہ اپنے حوالے سے ان کے دل کا فرشتہ
چلے گئے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوسائٹی کی جانب سے مصر اور لبنان
کا قیام تاہم ان کے قیام کے شائق تھے۔ سوسائٹی نے جن فنون موضوعات پر بحث کیا
قرآن کریم کی تلاوت سوسائٹی کی سطح و فہم کی کسر سے تھی۔ آسمانی اور جہان سے ہم
میں محض چند کتب کے نام درج کر رہے ہیں، ان میں سے چند کتابوں کے نام ان کے دل میں
جدید جہان کے بارش میں: ”اس سال اگر گھر اپنی درگاہوں اور سالانہ سوسائٹی میں (پس)۔
”اس سال میں خود صرف ان کے ایک سکنہ اعظم اور ان کے عقیدہ و ایمان اور پیر و کتب
سنتی (پس) اور ایک شکر کی ہیں وہ باب علم مسکرت اور ایک مسکنہ و عشتار اور مسکنہ
کی اور سرینہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار
اور مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار

کے سوسائٹی میں، اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار

کے سوسائٹی میں، اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار اور ایک مسکنہ و عشتار

"But when a pin pricks your finger, does it not read and divide the fibres of your flesh?"

Hy2 It does.

Phil And when a coal burns your finger, does it any more?"

Hy2 It does not.

Phil: Since, therefore, you neither judge the sensation itself occasioned by the pin nor anything else it to be the pin, you should not, consistently in what you have now granted, judge the sensation occasioned by the fire, or anything like it, to be the fire.

Hy2 Well sure it will be so, I am content to yield this point and acknowledge that heat and cold are only sensations existing in our minds. But there still remain qualities enough to secure the reality of external things.

Phil: But what will you say, Hy2, if it shall appear that the case of the sun with regard to all other sensible qualities, and that can no more be supposed to exist without the mind than heat and cold. ❧

۳۔ آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ اپنے ذہن میں حرکت و استقامت مطلق کا کوئی واضح تصور قائم کر سکتے ہیں یعنی ایسی حرکت و استقامت جو تمام تشعشعات و قوتوں سے مستحکم ہو۔ فرما دیں۔
 ۴۔ کھل پھول، درخت، پتھر، پانی، ہوا، حرارت، برقی قوت، اگر آپ اپنے ذہن میں قائم کر سکتے ہیں کہ ان کے وجود میں کوئی تشعشع یا قوت نہیں ہے تو یہ بھی فرمائیے۔
 برآں پرلہ؟ ❧

"... if you can frame in your thoughts a distinct abstract idea of roundness or extension divorced of all these sensible modes of twist and slope, point and angle, round and square, and the like which are acknowledged to exist only in the mind, I will then yield the point you contend for" ❧

Introduction, Reading in Philosophy ❧

۱۲۴ Richard H. Pockin & Annette Stoll.

تعارف و مطالعہ فلسفہ ❧

Introduction, Reading in Philosophy ❧

۱۲۴ Richard H. Pockin & Annette Stoll.

عجب چرکہ تا سیرت لے پہ چلو قتل کھسان ہیں اکن نہیں نشان دہی نہیں جو حمد اس چہرہ ہم بھل چکی
 اتنی صحت کہ نہ جسے اسی طرح بڑی قوت بطور خود دقت کریں گے تاکہ ترجمہ کی ذہنیات کا اظہار
 ہو سکے۔ اسوں پہ سہاراں پہ ہیں جسکو آپ بتائی طالع کے نثری اظہاریت پر گھٹی گئی تھی
 قریب سے بھی متحقی طور پر یہی لطافت کی نشان دہی نہیں ہوتی جن کا انھوں نے ترجمہ کیا۔
 "پیرایہ" پہ "یاد" ہوتا ہے کہ سلسلہ تصدیق تعلیم کا ایک گروہی نثری چرکہ چار سے
 تین گروہی ہوا جس نے تاریخی نام پہ مقررہ نثری کے بعض اوجہ کو ترجمہ کیا تھا اس لئے اس کے
 ترجمہ کے بعد ان کے ناموں پر بھی لکھ چکے ہیں۔ یہ مقررہ صورت اور صورت تک کے اثراتی
 حالت اور واقعات نہ بتائی سے محض کرنا ہے۔

- ۱۔ سلسلہ نگاری و تعلیم اور ہر صورت کی برادری ۲۰۲ برائوں کے متعلق ہیں۔ شاہی مقررہ۔
- ۲۔ قوم ترجمہ ۲۔ سلسلہ نگاری و تعلیم ۱۰۔ انگلستان اسلامی شہر ۱۰۰۰ء تک ۱۰۰
- ۳۔ فرہنگ کی سبب سے تاریخ ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۴۔ ریاست ہندوستان کی تاریخ ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۵۔ اسلام اور مملکت ہندوستان ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- وقت تک ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۱۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۲۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۳۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۴۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۵۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۶۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۷۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۸۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۱۹۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء
- ۲۰۔ جہان میں ۱۰۰۰ء ۲۰۰۰ء ۳۰۰۰ء ۴۰۰۰ء ۵۰۰۰ء ۶۰۰۰ء ۷۰۰۰ء ۸۰۰۰ء ۹۰۰۰ء ۱۰۰۰۰ء

کھنڈن ڈال دیا۔ اگر کب نہ چھوڑ کر خزانہ میں سے ہزاروں کا آغاز، انتظام بھی عجیب و غریب و متعین کر دیا جاتا ہے۔ پھر ان اربوں کی تقسیم و تقسیم کی حالتیں بعد ازاں میں سے ہزاروں کا ایک نصیب سے شروع کر دیتے ہیں۔ مگر جب یہ طریقہ بالکل درست ہے اور اس میں ہولناکی نظر ہے اور ہم اس قسم کی تقسیم و تقسیم کے خزانہ میں ہمیں ہولناکیوں کا غلط تصور پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر ہمارے ہندو کھنڈن میں اس لیے کہ ہمیں کچھ سمجھ نہیں ہے کہ یہ کیا ہے۔ خود مسلسل دیا جاتا ہے اور اس کی رات میں کچھ سمجھ نہیں ہے۔

"The whole course of human history is very conveniently divided into three periods -- the Ancient, the Medieval and the Modern. Generally fixed dates have been assigned for the beginning and the end of each of these three periods. These have then been further divided and sub-divided and each division has received a particular name. While this has been more or less convenient and justifiable, the divisions have often been treated so mechanically as to make a costly & wrong impression, especially on the minds of students who are just beginning the study, for if there is anything that is firmly held by all good historians today, it is the continuity of history. There are no real breaks in its course."

۲۔ "کچھ شے دیکھ کر ایسا لگتا ہے جیسے کہ کسی قسم کا نظم و انتظام تھا۔ ہزاروں کا اپنی جگہ پر خود مختار اور سب سے جدا جدا تھے۔ لیکن ان کا دار و بادل ان کے خزانہ سے بہت جڑی ہوئی تھی اور ہندوستان میں یہی شے تھی۔ کچھ شے سے نظم و انتظام کی بنیاد ہو جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے ہندوستان میں ایک جگہ تھا۔"

"During the two thousand years of the church's existence, its actual organization was very loose. Each bishop was practically independent of all other bishops. But there was a steady development throughout the church of a closer union of all its parts. The magnificent political and civil organization of the empire furnished an excellent model, which was copied by the church almost unconsciously."

۳۔ "ہندوستان میں ایک جگہ (ہندوستان میں)۔"

۴۔ "A General History of Europe (1350-1600)۔"

۵۔ "A General History of Europe (1350-1600)۔"

۶۔ "A General History of Europe (1350-1600)۔"

یہ دیکھ کر اصل انگریزی کتاب کے عدم حصول کے بعد عہدہ ایس کے سہ چارہ نہیں کہ
 لیکن ترجمہ کے مقدمات کا ایسی ذکر کرنا چاہئے کہ اس کے اسلوب و انداز کی وجہ سے
 کوئی شک نہ ہو۔

”سویاں سائنس“ ہندو ازم سائنس و افروز کے حوالہ پر مشتمل ہے جس کی تفصیل پیچہ
 ۱۔ گیل میریٹل ۲۔ ویرم کیمسٹری ۳۔ اسیل نیوٹن ۴۔ لیجن فریکشن جس پر ڈاکٹر
 ۵۔ ویرم لراک ۶۔ جیولری لوی ۷۔ جیادہ سائنس لوی ۸۔ نیگل لراک ۹۔ چارلس
 ڈارون ۱۰۔ جیس سمن ۱۱۔ ہرنٹ سمن ۱۲۔ جیس لراک ۱۳۔ ہرنٹ سمن ۱۴۔ ہرنٹ سمن ۱۵۔
 ۱۶۔ ہرنٹ سمن ۱۷۔ ہرنٹ سمن ۱۸۔ ہرنٹ سمن ۱۹۔ ہرنٹ سمن ۲۰۔ ہرنٹ سمن ۲۱۔

جس بات پر کہ وہاں سائنس کے نام سے جو کتابیں بتا رہے ہیں اس کے اسلوب کی
 سادگی کی وجہ سے غلط فہمی کے ساتھ کہ وہ سائنس کے نام سے بتا رہے ہیں اس کے اسلوب کی
 برکت پر پڑنے والے باب ”گیل میریٹل“ کی کتاب کے انداز پر غلط فہمی ہو رہی ہے۔
 جب کہ ایک ”خوبصورت“ ہو رہی ہے۔ آگے ایک خوبصورت حرکت ہو رہی ہے۔
 ۱۸۔ ہرنٹ سمن ۱۹۔ ہرنٹ سمن ۲۰۔ ہرنٹ سمن ۲۱۔ ہرنٹ سمن ۲۲۔ ہرنٹ سمن ۲۳۔
 ہرنٹ سمن ۲۴۔ ہرنٹ سمن ۲۵۔ ہرنٹ سمن ۲۶۔ ہرنٹ سمن ۲۷۔ ہرنٹ سمن ۲۸۔
 ہرنٹ سمن ۲۹۔ ہرنٹ سمن ۳۰۔ ہرنٹ سمن ۳۱۔ ہرنٹ سمن ۳۲۔ ہرنٹ سمن ۳۳۔
 ہرنٹ سمن ۳۴۔ ہرنٹ سمن ۳۵۔ ہرنٹ سمن ۳۶۔ ہرنٹ سمن ۳۷۔ ہرنٹ سمن ۳۸۔
 ہرنٹ سمن ۳۹۔ ہرنٹ سمن ۴۰۔ ہرنٹ سمن ۴۱۔ ہرنٹ سمن ۴۲۔ ہرنٹ سمن ۴۳۔
 ہرنٹ سمن ۴۴۔ ہرنٹ سمن ۴۵۔ ہرنٹ سمن ۴۶۔ ہرنٹ سمن ۴۷۔ ہرنٹ سمن ۴۸۔
 ہرنٹ سمن ۴۹۔ ہرنٹ سمن ۵۰۔ ہرنٹ سمن ۵۱۔ ہرنٹ سمن ۵۲۔ ہرنٹ سمن ۵۳۔
 ہرنٹ سمن ۵۴۔ ہرنٹ سمن ۵۵۔ ہرنٹ سمن ۵۶۔ ہرنٹ سمن ۵۷۔ ہرنٹ سمن ۵۸۔
 ہرنٹ سمن ۵۹۔ ہرنٹ سمن ۶۰۔ ہرنٹ سمن ۶۱۔ ہرنٹ سمن ۶۲۔ ہرنٹ سمن ۶۳۔
 ہرنٹ سمن ۶۴۔ ہرنٹ سمن ۶۵۔ ہرنٹ سمن ۶۶۔ ہرنٹ سمن ۶۷۔ ہرنٹ سمن ۶۸۔
 ہرنٹ سمن ۶۹۔ ہرنٹ سمن ۷۰۔ ہرنٹ سمن ۷۱۔ ہرنٹ سمن ۷۲۔ ہرنٹ سمن ۷۳۔
 ہرنٹ سمن ۷۴۔ ہرنٹ سمن ۷۵۔ ہرنٹ سمن ۷۶۔ ہرنٹ سمن ۷۷۔ ہرنٹ سمن ۷۸۔
 ہرنٹ سمن ۷۹۔ ہرنٹ سمن ۸۰۔ ہرنٹ سمن ۸۱۔ ہرنٹ سمن ۸۲۔ ہرنٹ سمن ۸۳۔
 ہرنٹ سمن ۸۴۔ ہرنٹ سمن ۸۵۔ ہرنٹ سمن ۸۶۔ ہرنٹ سمن ۸۷۔ ہرنٹ سمن ۸۸۔
 ہرنٹ سمن ۸۹۔ ہرنٹ سمن ۹۰۔ ہرنٹ سمن ۹۱۔ ہرنٹ سمن ۹۲۔ ہرنٹ سمن ۹۳۔
 ہرنٹ سمن ۹۴۔ ہرنٹ سمن ۹۵۔ ہرنٹ سمن ۹۶۔ ہرنٹ سمن ۹۷۔ ہرنٹ سمن ۹۸۔
 ہرنٹ سمن ۹۹۔ ہرنٹ سمن ۱۰۰۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ اگرچہ کتاب میں ہر باب کی ایک ایک کڑی کی پیشیت
 دیکھ کر اس کی مصنف نے من و انداز قریب کے غلط فہمی ہو رہی ہے۔
 ”سویاں سائنس“ ۱۔ ص ۱۰۰ ۲۔ ص ۱۰۱ ۳۔ ص ۱۰۲ ۴۔ ص ۱۰۳ ۵۔ ص ۱۰۴ ۶۔ ص ۱۰۵ ۷۔ ص ۱۰۶ ۸۔ ص ۱۰۷ ۹۔ ص ۱۰۸ ۱۰۔ ص ۱۰۹ ۱۱۔ ص ۱۱۰ ۱۲۔ ص ۱۱۱ ۱۳۔ ص ۱۱۲ ۱۴۔ ص ۱۱۳ ۱۵۔ ص ۱۱۴ ۱۶۔ ص ۱۱۵ ۱۷۔ ص ۱۱۶ ۱۸۔ ص ۱۱۷ ۱۹۔ ص ۱۱۸ ۲۰۔ ص ۱۱۹ ۲۱۔ ص ۱۲۰ ۲۲۔ ص ۱۲۱ ۲۳۔ ص ۱۲۲ ۲۴۔ ص ۱۲۳ ۲۵۔ ص ۱۲۴ ۲۶۔ ص ۱۲۵ ۲۷۔ ص ۱۲۶ ۲۸۔ ص ۱۲۷ ۲۹۔ ص ۱۲۸ ۳۰۔ ص ۱۲۹ ۳۱۔ ص ۱۳۰ ۳۲۔ ص ۱۳۱ ۳۳۔ ص ۱۳۲ ۳۴۔ ص ۱۳۳ ۳۵۔ ص ۱۳۴ ۳۶۔ ص ۱۳۵ ۳۷۔ ص ۱۳۶ ۳۸۔ ص ۱۳۷ ۳۹۔ ص ۱۳۸ ۴۰۔ ص ۱۳۹ ۴۱۔ ص ۱۴۰ ۴۲۔ ص ۱۴۱ ۴۳۔ ص ۱۴۲ ۴۴۔ ص ۱۴۳ ۴۵۔ ص ۱۴۴ ۴۶۔ ص ۱۴۵ ۴۷۔ ص ۱۴۶ ۴۸۔ ص ۱۴۷ ۴۹۔ ص ۱۴۸ ۵۰۔ ص ۱۴۹ ۵۱۔ ص ۱۵۰ ۵۲۔ ص ۱۵۱ ۵۳۔ ص ۱۵۲ ۵۴۔ ص ۱۵۳ ۵۵۔ ص ۱۵۴ ۵۶۔ ص ۱۵۵ ۵۷۔ ص ۱۵۶ ۵۸۔ ص ۱۵۷ ۵۹۔ ص ۱۵۸ ۶۰۔ ص ۱۵۹ ۶۱۔ ص ۱۶۰ ۶۲۔ ص ۱۶۱ ۶۳۔ ص ۱۶۲ ۶۴۔ ص ۱۶۳ ۶۵۔ ص ۱۶۴ ۶۶۔ ص ۱۶۵ ۶۷۔ ص ۱۶۶ ۶۸۔ ص ۱۶۷ ۶۹۔ ص ۱۶۸ ۷۰۔ ص ۱۶۹ ۷۱۔ ص ۱۷۰ ۷۲۔ ص ۱۷۱ ۷۳۔ ص ۱۷۲ ۷۴۔ ص ۱۷۳ ۷۵۔ ص ۱۷۴ ۷۶۔ ص ۱۷۵ ۷۷۔ ص ۱۷۶ ۷۸۔ ص ۱۷۷ ۷۹۔ ص ۱۷۸ ۸۰۔ ص ۱۷۹ ۸۱۔ ص ۱۸۰ ۸۲۔ ص ۱۸۱ ۸۳۔ ص ۱۸۲ ۸۴۔ ص ۱۸۳ ۸۵۔ ص ۱۸۴ ۸۶۔ ص ۱۸۵ ۸۷۔ ص ۱۸۶ ۸۸۔ ص ۱۸۷ ۸۹۔ ص ۱۸۸ ۹۰۔ ص ۱۸۹ ۹۱۔ ص ۱۹۰ ۹۲۔ ص ۱۹۱ ۹۳۔ ص ۱۹۲ ۹۴۔ ص ۱۹۳ ۹۵۔ ص ۱۹۴ ۹۶۔ ص ۱۹۵ ۹۷۔ ص ۱۹۶ ۹۸۔ ص ۱۹۷ ۹۹۔ ص ۱۹۸ ۱۰۰۔

ضمیمہ کر: "نہرو رتبہ سائنس" پر ریفرنس کی ایک اسکرین شاٹ اور محمد کے فخریہ اسلوب کی مثالیں
 کر لیجئے۔

[illegible]

اگر بڑی نصیب بادی کا ترجمہ یہ نکلیں نہ ہندو تھا، جب کہ اس پر یہ کہ جسے میں انھوں نے جبریدہ انگریزی کو ختم کر دیا تھا۔ یہ پیدہ عمری ترجمہ میں تاج تہذیب کا قرعہ نشین ہو گیا تھا۔ یہ ترجمہ انگریزی میں شہرہ رک گیا۔ جس کے مدنی جرمش ڈیجیٹل نصیب ایسی

اور ان کے غمخیزان کا کام بھی جاری رکھنا۔ اسی گھر میں تو عہدِ قرآن کی مصلحت کی گئی اور
اس کا ماباد تیار کیا جتھے اور کچھ جاتے تھے قبیلہ جنت حورہ کی جتھے گھماتریزی جو قرآن
عظیم کے تراجم کے مترجم ہیں جنہیں گناہ ہے۔ اسی قوم میں ہزاری مسلمانوں کے گناہ۔ مسلمان

ہم ایک رسول بنے ہیں۔ لا مقبول قرآن کیا ہوگا اگر قرآن خود اللہ تعالیٰ کے رسول سے نہیں
مقبول ہے، لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا ہے کہ جو اسے سب سے پہلے دیکھتا ہے وہ اسے
پس لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو اللہ تعالیٰ کے کتب خانہ میں رکھتا ہے وہ اسے پس لیتا ہے

دلیپ پات: یہ جتنا اجد کے مفلون - (آج اب) پاک کے گھریزی - دل جیونی قارلم اک توفی
لما فر داء بری ہی کے دیپ پات سے - خود جت کو افسول تہ اس کا مرلہ تمین دیا -

اسل چسپ کر ڈالیے ہو۔ یہ تو امر بتولہ اور یہ کج خلق فیسولہ اور فیسولہ سے بھر کر لوہے
اور اس ٹوٹے کے مقابلہ میں تقیہ دار ہے۔ اگر میری توڑنے کی اہمیت نہ ہے کہ بھکڑا ہوا
تیر توڑ دے۔ میرے واسطے تو امر کہ: منہ اس کا راجہ خفا نہ ہو۔

۴۴- ۲۰۰۰ء میں ایک مضمون میں آندرس کے نام پر Andre de Ruiter، قسطنطنیہ، یونان کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا، اور اسے یہی شخصہ انگریزی شوق شائق جو ایس کے

کچھ غیر طریزو جو درجن کو کچھ نظریہ کو مورد تنقید کا اعمال، سائنس کو سنا کر خود کچھ ہے
 بعد میں طریزو نظریہ کا عمل ہے۔ یہ ہیں چند مورد تخریبی کچھ اصطلاحیں جو ہم کو حکمت و اکت کا سدھارنا
 دے گئے ہیں۔ تنقیدی اسلوب کو تخریبی اسلوب سے ڈھسا دینا کچھ ایسے گواہیوں کا اہلکار ہے۔

[illegible]

ابن مسعودؓ نے یہی مشعل کو محل کو کہہ کر سوا اور کچھ نہیں فرمایا کہ قرآن کا جو حصہ ترقیاتی
حصہ کام لینا چاہئے اسکی ماہر تہذیب و فکر و تمدن قرآن سے جو کچھ فطرتی ہو اسے جو حصہ چاہئے
انکہ صحیح ترجمان کا لاف سامان نہ کہ مسیحیت۔ آخوندیہ نے پہلے متنازعہ ہو۔ مصلحتاً نہ کہ باب
میں تفسیر اقصیٰ ہی تو فیضانِ کوردی ہیں۔ جس نے اچھے ذہن و فکر و مطالعہ سے اس پر بدگمانی نہ ترقی
مسلک سے ایمان حاصل کر لیا۔ ان کو اگر ان ہیید اصرار ہے

3. Owner of the Day of Judgement.
4. Thee (alone) we worship. Thee (alone) we ask for help.
5. Show us the straight path.
6. The path of those whom Thou hast favoured
7. Not (the path) of those who earn Thy anger nor of those who go astray.

[ع] حیدر القدر یسبح علی (رحم)

1. Praise be to Allah, The creator and sustainer of the world.
2. Most Gracious, Most Merciful.
3. Master of the Day of Judgement,
4. Thee do we worship and Thee alone we seek
5. Show us the straight path.
6. The way of those on whom Thou hast bestowed Thy Grace.
7. Those whose (portion) is not wrath and who go not astray.

ترجمہ حیدر القدر یا حیدر یا حیدری (رحم)

1. All praise unto Allah, Lord of the world
2. The Compassionate, the Merciful
3. Sovereign of the Day of Rectitude.
4. Thee alone we worship, and Thee alone we seek help
5. Guide us in the straight path
6. On the path of those whom Thou hast favoured
7. On whom Thy judgement has not befallen, and who have not gone astray.

۱۔ یہ تمام بعضی مانتے ہوئے آیات کا کلمہ ہے کہ تعالیٰ - محمد علی و ہر پیر و پست کی حمد و ثناء
 پر مشتمل ہے کہ تعالیٰ اس کو ترک کر دے گا۔ ان کو ترک کر دے گا۔ ان کو ترک کر دے گا۔ ان کو ترک کر دے گا۔

[illegible]

سبحہ انگریزی مثال "All Nations" کے تدریس کے مضرب نے شدت کر کے فرقہ سمون فریڈ
اور کیا منہ بکر سرور قیامت کے تدریس کے ہیں -

اب سب سے پہلے اہل اسلام کی اپنی اپنی بات کہتے ہیں کہ انہیں کبھی تک
الاحد شہ آتھی — سب ان کے چہرے، ان کے اندر، ان کے
دل، ان کے جسم، ان کے ہاں، ان کے دماغ، ان کے

- 1 All praise is due to Allah, who created the heavens and the earth and made the darkness and the light, yet those who disbelieve set up equals with their Lord.
- 2 He it is who created you from clay, then he decreed a term, and there is a term named with Him. Will you deny?
- 3 And He is Allah in the heavens and in the earth, He knows your secret (thoughts) and your open (words) and He knows what you earn.

اب ان کے کہنے کی یہ ہے ۱۰۴ - ۱۰۵

1. Praise be to Allah, who hath created the heavens and the earth, and hath appointed darkness and light. Yet those who disbelieve ascribe rivals unto their Lord.
2. He it is who hath created you from clay, hath decreed a term for you. A term is fixed with Him. Yet will ye doubt.
3. He is Allah in the heavens and in the earth. He knoweth both your secret and your utterance, and He knoweth what ye earn.

(سج) ترجمہ عبد بن مسعود علی ۱۰۵

- 1 Praise be to Allah who created the heavens and the earth, and made the darkness and the light, yet those who reject Faith hold (others) as equal with their Guardian-Lord.
- 2 He it is who created you from clay, and then decreed a stated term (for you). And there is in his presence another determined term, yet ye doubt while ye are alive!

3. And He is alive in the heavens and on earth. He knoweth what ye hide and what ye reveal, and He knoweth the [recompense] which ye earn [by your deeds].

(۵) ترجمہ عبدالمنجد دیوبند، ص ۱۲۹

1. All praise to Allah, who created heavens and the earth and made darkness and the light, yet those who disbelieve - equate others with their Lord
2. He it is who created you of clay and decreed a term - a term determined is with Him - so pay your heed!
3. He is Allah in heavens and earth. He knows your secret and your public matters and He knows what you earn.

[illegible]

۱۔ ہمسائے ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۲۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۳۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۴۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۵۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۶۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۷۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۸۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۹۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔
 ۱۰۔ ہر ایک کے ساتھ برابر ہوں گے۔

نہ انہم اُستغفرلک اور نہ ملے تھ *till you dispen* کیا ہے ، کہتے ہیں
 خاص کا تھ *yes you can do it* کی ہے ، بیکر میں دھندل رہا ہے

ایک انیسویں کی۔ ان دو سرداروں کا انتخاب اس لیے کر گیا ہے کہ ان میں ان کی اگر کہیں
مخصوص دوست بن سکے یا محبت اور نژاد کر آپٹھ کے مثال اس سب سے وہ جس کے اثرات میں
نہیں رہا مگر یہ تعالیٰ کے لیے سودا ہے کہ وہ آیت کا انتخاب کیا گیا ہے جس میں
وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ——— عذاباً علیہ۔ اور صف ۶۴-۶۵

ترجمہ محمد علی لاہوری، ص ۱۲۳

24. And she certainly desired to be with him and he too would have desired to be with her, were it not that he had seen the manifest evidence of his Lord. Thus it was that we might warn away from him evil and indecency, for he was one of our purified servants.

25. And they strove one another in get first to the door, and she ran to it from behind and they reached her husband at the door. She said "What is the punishment of him who intends evil to thy wife except imprisonment or a painful chastisement?"

ترجمہ محمد علی لاہوری، ص ۱۲۵

24. She verily desired him, and he would have desired her if it had not been that he saw the signment of his Lord. Thus it was that we might warn him away from his evil and lewdness. For he was one of our chosen slaves.

25. And they reached with one another to the door, and she ran to it from behind, and they met her lord and master at the door. She said "What shall be his reward, who wished evil to thy folk, save prison or a painful doom?"

ترجمہ محمد علی لاہوری، ص ۱۲۷

24. And with passion she did desire him, and he would have desired her, but that he saw the evidence of his Lord; thus (did we order) that we might warn away from him (all) evil and painful deeds for he was one of our chosen servants, sincere and purified.

25. So they both raced each other to the door, and she was hit that from the back. They both found her lord near the door. She said "What is the fitting punishment for one who formed an evil design against thy wife, but prison or a grievous chastisement?"

٢٣٩: ترجمہ عبدالمجید عربیہ یاقوتی، ص ٢٣٩

14. And accordingly the bleeding man, and he would have brought her, were it not that he had seen the argument of the Lord. Thus we did, in order that we might every from him all evil and iniquity, verily he with a single-hearted bondswoman of ours.

25. And the two went to the door, and she ran his shirt from behind. And the two came his way at the door. She said: "What is the word of him who intended evil towards thy household except that he be imprisoned or an afflictive chastisement?"

تصدیق بالاختیار اسات کے نکال کے تیجہ یہ نکال دے کہ کچھ تیار اور اہلکار اسکو پر
قرعہ زیدہ نکال دے اسکو پر کمرہ یہ مقام کو صوابیہ کا متقاضی تھا اس پر یہ حقراں پہنچ گئے
اس واقعہ پر یہ خبر و کتبوں کی شان کو ترجمہ میں لکھا تاہم کچھ کی کہ اسٹریٹنگ کا یہ ہے و لقصہ
صدیق علیہ السلام کے سب سے نصیر و معاون اللہ تعالیٰ تیرہ کی بات — ۲۷۱

"attaching the blessing to him" - حضرت بالحق شکر اور عزیمت الہیہ کے
 معنی میں ہے۔ اگر ان کے ساتھ رہیں اور یہ سب ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔
 "To possess" - کامل استیلا کی بات ہے۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔
 اگر ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔
 "desire to be with him" - خواہ تو اس کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔
 "only desired" - بس یہی چاہت ہے۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔ ان کے لئے ہو گا۔

[illegible]

57. Which is it, of the favours of your Lord, that ye deny?

58. The beautiful like jacinth and the coral stone.

59. Which is it...

60. Is the reward of goodness save goodness?

61. Which is it...

62. And besides them are two other gardens.

63. Which is it...

64. Dark green with foliage

65. Which is it...

66. Whence are two abundant springs.

(ج) ترجمہ عبدالمعز سبکی علیہ الرحمہ و آلہ

55. In them will be maidens chaste restraining their glances
whom no man or jinn before them has touched

57. Then which of the favours of your Lord will ye deny?

58. Like unto rubies and coral

59. Then which...

60. Is there any reward for good - or other than good?

61. Then which...

62. And besides them two there are two other gardens.

63. Then which...

64. Dark green in colour from plentiful watering

65. Then which...

66. In them (each) will be two springs pouring forth (water) in
continuous abundance

(د) ترجمہ عبدالمعز سبکی علیہ الرحمہ و آلہ

56. Therein will be damsels of restraining looks, touched by
whither thou art going.

IT WOULD, THEN, OF THE BENEFITS OF YOUR LORD WILL YOU DENY?

56. Like robins and cardinals

39 which then...

40. Is the recompense for good other than good?

61. Wächter, Hans...

2.2. And below the two, there will be two other gardens.

61.456k (Sun)

64. Dark green.

69. Wuest, Jan...

Oct. 24 There will be two fountains gushing forth.

ہمارے لئے ہمہ گیر اختیار کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

۱۰. امیدواران و محرم امور دین ہیں ان کا ارادہ ہے کہ کسی زیادہ تر سے نہیں ہے، بلکہ ہر

مزمین سے خباثت کے زلزلہ اور پکسا انگڑائیں دیا تاکہ فریب "Will you deny?"

٢- HI you reject؟ کیا جتنے کہیں اہل سنت تہذیب دین کے پیغمبر کی نفی پر آمادہ کرتے

اے Will you be a copy - کیسے واضح ہے کہ کھٹا لکھنے کا مطلب نہیں ہوتا

۱۱۔ یہی وجہ ہے کہ محمد علی بن عبد اللہ قرآن مجید میں اس کا کلمہ لکھ کر اس کے سر پر لکھا ہے۔

*In them we repose.—يُفِيضُونَ فِيهِمْ أَلْخَرْقَ يُكَذِّبُونَ فَعَمِلُوا فِيهِمُ الْحَرْثَ يُنْزِلُ فِيهِمُ الْغُيُوتَ يُفِيضُونَ فِيهِمْ أَلْخَرْقَ يُكَذِّبُونَ فَعَمِلُوا فِيهِمُ الْحَرْثَ يُنْزِلُ فِيهِمُ الْغُيُوتَ

There are those of **کے ہونے والے** who remained our eyes.

'In them will be judgement **اِنَّ فِيْهِمْ لِحُكْمًا** *Modur: garm*

شماره، رعایتیادشیرشماره

Original: مگر انتظار کیا جاتا تھا کہ اس ایسی شکل میں ملے گی۔ تصحیح: متن میں جمع نمونہ - The

”par abar” کے معنی ”موجودہ یا جدید“ ”Modern“ کے اور کچھ زبان میں نہیں ہو سکتی ۔

۴۔ کُلْ غِزَاءَ الْاِحْسَانِ الْاِحْسَانُ کا مطلب ہے جو بہت حد تک طرح

ثُمَّ يَكُونُ خَيْرًا لِّكَ مِنْ فَنَاءِكَ وَأَسْفَارِكَ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ السَّاعِي ۚ

ہے کہ اگر قائم ہے تو اس کے بعد برہمنی آگے بھی دو روئے ہو سکتے ہیں۔ عرب پھر ذیل میں برہمنی
 اہاس کی گھریات کا مسئلہ برہمنی نو تالیف شعل ہو گیا۔ خود عرب پھر برہمنی نو تالیف شعل
 دی طرف ترقی کھا شوق خالی ہو کر اس کے شعری انداز کی لذت کا ادب بنے بیٹھ
 ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری

مختلف کتب میں برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 حال اگر برہمنی کا یہ حال ہے کہ یہ لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 تہذیب کی ترقی کا یہ حال ہے کہ یہ لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری

ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 میں مختلف انداز میں برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 ہو لیا ہیں اس لیے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 میں آیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 ہوئی۔ یہی نقطہ نگاہ ہے کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 کے معنی جو مختلف ہے وہ لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری

مختلف کتب میں برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 سے محض نذر نہ رہا کہ وہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 و قدیم برہمنی میں بھی شعل تھا لہذا یہ برہمنی لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 ایسے عقیدے ہو گئے کہ ان کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری
 تہذیب کی ترقی کا یہ حال ہے کہ یہ لکھنا اپنے لیے ضروری۔ انھوں نے برہمنی برہمنی کے بعد لکھنا اپنے لیے ضروری

۱۔ " یہ جو نظریہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے اس پر بحیثیت فلسفہ خود غرضی کے ایک نظریہ کے ادا و احقر حضرات ممکن ہیں، پسند و استحقاق سے جو مستقیمت کے اس نظریہ میں اصول و مہنت کے لیے نیک کر داری کی کوئی خاص مقدار نہیں مقرر کی گئی ہے، اس لیے یہ بالکل ممکن ہے کہ انسان اصول و مہنت کا حق سوختہ کچھ بغیر اس توئیابی بعض مباحی کا ہر کتب جو اس سے بڑا ہو، اگر اس کا جواب یہ ہے کہ ان تو متضاد اعتبار سے ہے کہ مقدار کوئی کی حد میں تعین ہی ہو کہ نیک کر داری کے لیے حد زیادہ یا کم نہیں کہہ سکیں گے، اور ہم یہ کہ سزا و جزا ایک دکنائی و بھلائی کے لیے نہیں، بلکہ اس کے ذریعہ مختلف ہول کے اندر عقل کو اس سے مل داری حاصل ہونے کے لیے مقرر کر دیے گئے۔ اور اگر حق وہ ہے جس کے، وہ آج تو ہمیں سے گزرتی ہے، فاقیت کی خبر فرمائی ہے، یعنی برہم و لذت تو برہم توں قطعی و ختمی ہی نہیں ان سے اتنا لذت و مسرت کے قریب ہی متقدّم نہ ہو، یا خدا کے فیہ پر چھوڑ دینا کہ ان پر مہنت بھری بھرت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بالکل ناممکن و لائقِ قہر و عتاب ہے اس لیے یہ اصول و مہنت کے لیے رتبہ ہی کہ ان کے مشہور و لائق و ہر ذیال کو بھی مہنت برہم و عصب و عصبی فوائد و مہنت پر مقدار رکھنا یکسر رد و غلط مندرج ہے۔ ۱۱

their being real, & which man should regulate his conduct with a view to theirs." لکھ

۲۔ "الہامی کلمہ درمیان میں اور ختم ہوا اللہ تعالیٰ فرمائی ہے جس سے حکمرانوں اور ان کے
ظلموں پر اور ختم ہے جس سے حکمرانوں پر اور اللہ کے ہمارے بعض صاحبزادے (مستحق حق صاحب)
اس کا اجماع ہے کہ پورا معاہدہ شناسی میں لیکن ان کے چاروں کی کاروائی تروا حق کے
سفارت کے ساتھ ان میں اور یہ سنا بعض ناٹا غلطی اور تباہی ہے۔ لکھ

"This distinction of kind has been neglected or denied by most utilitarian writers, and although an attempt has recently been made to introduce it into the system, it appears manifestly incompatible with its principles." لکھ

۳۔ "لیکن مسیحیت اس اصول اور انقلاب میں کامیاب کیے مگر یوں: اگر کچھ کہنا چاہیے
کی تحریکوں سے نہ مشرک لکھ: اختلاف کی تعلیم کی رخصت دشمن سے کرنا انکار کرنا ہے۔
اور اصل یا اصل و تھا کہ مسیحیت نے انسانوں کی تعلیم کو سرفرازی سے کھڑے کیا۔ لکھ
انہی کے وہ طریقے یہ دیکھو۔ ایک یہ کہ مسیحیت نے جہاد بعد موت میں جہاد سزا دیا
یہ بھی دیکھو کہ وہ دیا۔۔۔ اس سے مسیحیت نے یہ بتا دیا کہ ہر نفس کو اپنے بڑے باریک بینی سے
تو حساب دینا ہو گا۔ ہر سزا کی حد میں نہیں بکھریں گے۔ لکھ

"But neither the beauty of its sacred writings, nor the perfection of its religious services, could have achieved this great result without the introduction of new motives to virtue. These may be either increased or decreased, and in both senses the influence of Christianity was very great. In the first it effected a complete revolution by its preaching concerning the nature of sin. The doctrine of a future life was far too vague among the pagans to exercise any powerful

لکھ "History of European Morals (Vol. 1) ۱۸۰۹ء

لکھ "تاریخ، اخلاق، اور پ (جلد اول، طبع ۱۸۰۹ء)

لکھ "History of European Morals (Vol. 1) ۱۸۰۹ء

لکھ "تاریخ، اخلاق، اور پ (جلد اول، طبع ۱۸۰۹ء)

ایسی دقت پر آج بھی قصاصیہ صورت عمل کی گئی ہے مختلف جوتی ۔ اصل یہ ہے کہ کئی زما
 میں ہر شے میں ضیافت اور اعتدال کی نگہ نہ کی گئی تھی ۔ ایک نامور یورپی کہتا ہے کہ
 سائنس ، مذہب : قانون غرضی ظہور اور ہر شے میں ایک اثر میں ملتا تھا ۔ یہ خصوصیت
 اس زمانہ کے تھی ۔ ہر ایسی شے کے ساتھ تھی جس میں جو شے اپنے عالم و ہمالیہ میں
 نشوونما پرورد تھا ۔ پتہ شہر بھی جس صفت میں تھے ان کے خود پر اپنے دور و ملک پیدا ہوا
 تھا ہر شے پر اپنے دور سے بہت کچھ متعاقبات پر شہر و ظہور پر گئے تھے تھا ۔

"But a more careful examination will do much to dissipate this natural illusion. It is only of fact, so far from wondering that such things were believed, the wonder would have been if they were rejected. For in those times, as in all others, every thing was of a piece. Not only in historical literature, but in all kinds of literature, in every subject -- in science, in religion, in legislation -- the prevailing principle was a blind and unhesitating credulity. The more the history of Europe anterior to the seventeenth century is studied, the more completely will this fact be verified. Now and then a great thinker, who had his doubts respecting the universal

۳۔ "مذہب و مذہبی کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شے میں ایک عالم
 پیدا ہوا تھا جو ہر شے میں گہرا تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔
 میں ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔
 ہے اور ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔
 ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔ ہر شے میں ایک عالم تھا ۔

"A careful study of the history of religious intolerance will prove that in every Christian country where it has been allowed, it has been caused more than anything else by the authority

۴۔ "مذہب و مذہبی کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شے میں ایک عالم

۵۔ "مذہب و مذہبی کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شے میں ایک عالم

۶۔ "مذہب و مذہبی کی تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شے میں ایک عالم

کہ اس باب میں مابعد کا ہر حرف کیا ہے۔ ”آپ نے فرمایا: ”میں مضمون لکھا ہے۔“
 ”میں نے اسے سن کر فرمایا میں نے اسے نہیں سیکھا ہے۔“ اور اگر یہی کہہ دیا کہ اسے سیکھا ہے
 تو اب منطقی استقرا کی روشنی میں پرستی کی گئی ہے۔

”منطقی استقرا کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔“ مابعد کے ہر حرف کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 کی گئی ہے۔ ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 یہ سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۱۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۲۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۳۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۴۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۵۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

۶۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔
 اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔ اس کا ایک ایک کی روشنی میں اسے سیکھا ہے۔

ماجد کے زیر نظر قریب کاچنگر حضرت پیرا حضرت سید نے کی۔ ثمر بنی کتاب کا تو کتبہ
 سب کے دراصل مشہور منقول استقرائ سے متعلق جگہ پر ایسی خدمت میں کی مذکورہ اب کتاب
 کا کم و بیش نقل بتنا اس لیے یہ وہ اصل حضرت پیرا سے زیر نظر ملاحظہ فرمائیے۔ سے متعلق نہیں۔
 چنانچہ ہم ماہر اور مولوی محمد حسین کی کتب سے بعض ایک ایک نورانی نسخہ پر دست
 سے اخذ ہو سکے گا کہ پیرا اور مولوی حضرت سید سے بیحد نہیں۔ ہرگز نہ ہونے کے
 جیسے چھ باب و مولوی فقیر نقل کر لیا ہے۔ یہ تدریجی عربی اس قدر ہے کہ گیس کی پہلی
 محمد حسین کی دستخط اصل حاکم کو بدلی ہو چکے ہیں چند صفحہ پر حذف کرتی ہیں یا ایک
 اور جگہ پر غلطی سے پر سادہ ہے۔ مثلاً اس پر غلط ہوں۔ چلے ماہ کی منظر سے
 مثال دیجیے۔

۱۔ باب اولیٰ میں بیان کیا گیا تھا کہ بعض وقت ایک عادی کا تصور ہندوستان پر منحصر
 ہوتا ہے ان طور پر بعض عبادہ یعنی مبالغہ ہو سکتے ہیں۔ شہنشاہ کا جگہ نقطہ
 واسطہ ان کے لگانے یا ارد گرد کے پرستار پر منحصر نہیں بلکہ جماد گیس میں اس کے دوہرہ ہونے
 دسی طرح پانی کا نقطہ تبدیل در بہاب پر منحصر ہے۔ پانی کی حرارت حد ہمارے دباؤ پر
 ہر چ گھبراہٹ کا دباؤ مختلف اصول اند مختلف ہندوستان میں بدلتا رہتا ہے۔ اس لیے پانی
 حرارت کے ایک درجہ پر پانی جو نہیں تھا تا جب تک ۵۵ فٹ کے پانی پر مینے میں نہ
 نقطہ غیب ایک درجہ کم ہو جاتا ہے۔ سطح سمندر پر پانی ۱۲ درجہ فارن ہائٹ پر پانی تھا
 ہے لیکن مرشد بیگم کے پانی کی ایک پوری ہے۔ ۱۸۵ درجہ پر جو فکرات ہے۔
 اب مولوی محمد حسین صاحب اب کتاب کا حصہ ذیل تک نہیں لکھیں۔ یہ عجیب اور اخلاقی کیجیو کہ
 ایسا پہلی میں لکھ کر کہ ایسا کہہ رہے ہیں اس کا تمام عقد کم و بیش نقل ہے۔

باب اولیٰ میں بیان کیا تھا کہ بعض اوقات ایک حادثہ کا تصور ہندوستان پر منحصر
 ہوتا ہے۔ ایسی طرح ایسی سے بہتر ہو رہا اور ایسی سائبر برقی ہیں۔ مثلاً آگ کا جلا آگ
 سلطان کے دکان پر ایسی کہ جو نظم پر منحصر نہیں ہے۔ اگر ہمارے دباؤ اور ہمارے
 عبادہ ہندوستان پر ایسی منظر استقرائی استقرائی اس میں ۵۵ و ۵۰

مستحق ہیں کہ جن میں جیسے "مطلبِ فقر" و "مذہبِ غریزہ" صبر و شہدائت ہے، غرضتہ و زہدیت
 قسرتہ، پاک و زہدیت ہی مراد ہے۔ برہمنی مراد "زہدیت بطریق" ۱۹۱۱ء، "پہلے حدیثِ مذہبی"
 ۱۹۱۰ء، "لاحقہ قوتِ قسرت" ۱۹۱۱ء، "تکلیف ہے"۔ ان میں اول و اولیٰ اور اولیٰ و اولیٰ
 جبکہ نوزائیدہ ہوا۔ کچھ ہی عرصے کی شکل میں موجود ہے۔

"مذہبِ متبرک" "سود" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 کتبہ میں ہے "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 ان سب میں ہے "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 بعد از متبرک ان میں ہے "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 اس کے مستحق و غرضی مراد "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"

"مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"

نورِ تہذیبِ منظور

اس کے نام سے پہلے "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"
 "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"

(مذہبِ متبرک) "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"

"مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک" "مذہبِ متبرک"

ترجمہ محمد مصطفیٰ ابن جعفر

ترجمہ محمد علی بن محمد بن ابی

یا اللہ! دوسرے گن دیکھ برف درخت
کے پانی سے لکھ لکھ کر دیکھ لکھ لکھ
گن جو سے یہ کہ سیکھ لکھ لکھ لکھ
کے جہاں سے اند لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

اس کا قدر یہ ہے کہ جو کو برف درخت
کے پانی سے دیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

۲۔ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

۳۔ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

منہ ہا ہا۔ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

ایک دوسری بات کی مثال دیں: لہذا وہی ماجد کے نزدیک حرام نہیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھے۔
 کہے کہ ترجمہ و شرح سے تفہیم کیا جاسکتا ہے۔ مگر ترجمہ و شرح سے تفہیم نہیں کیا جاسکتا۔
 فوائد میں نظم کر بیٹھی ہے۔ گویا یہ ترجمہ شہر و عراشی کی حدود میں تفسیر طلب ہے۔ مگر نظم کے نظم پر
 ”اربعین“ کی پہلی حدیث کا تذکرہ دیا کہ لفظ ”بر“ حدیث میں ہے۔ حال اہل رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الخیر کا لفظ آئے

ترجمہ منظوم:

سفر قربان علی مرقطی ہے	کہ اللہ کے پیچھے کہاجے
اللہ کے تائبان پر یغفر	اور اللہ بسید نور تسلیم
کہ ہر جن کو توبہ سے کشتی سے	نہیں جرقی برآمد کئے گئے
مثل مشروب ہے اسے توبہ	شہید ہے کہ وہ تائب و توبہ
مگر قصود اس سے وہ ہے	مگر توبہ میں یہاں کچھ کرے
فرج دی خدا ہے یا نہیں	زیادہ ہے توبہ کے دیکھنے سے
حدیثیں جو یہ ہیں کئی ہیں	اسی اسناد سے ہر ای جملہ ہیں
اس فکدہ ہے کچھ پڑ	کہ کتب سے حدیثیں کچھ پڑ

حال دیگر: وایہ الدال علی الخیر کفاحہ

سورہ منظوم: نائذ:

بنا دے کہ ہر دینا کسی کو	بڑی کو توبہ اسے کہہ کر
کسی نے کام کو اپنا بنایا	تو کرے کہ برابر ہر دینا
جب شہنشاہیایاں خدا ہے	کسی سے توبہ توبہ ہے

منظوم: کہ ان مشکلات کو سامنے رکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ ہر دینا کسی کو توبہ
 عارف ہے۔ ان کے بیان کردہ فوائد منظوم اس کی تفسیر میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

فصل: اصل حدیث و ترجمہ و شرح: ۱۰۰ ص ۱۰۰

نکاح: ۱۰۰ ص ۱۰۰

جہنم پہل حدیث دل افروز "مکہ تیرا دھنچھہ رکھے" یسے ترشہ کی نفیر بجاؤ اور
 صدقہ پیرانی نہ بن گوسے سا بچہ میں ڈھال کر طہرہ و تہجد کے جہنم کی سفیر بن کر
 اور میں ان احادیث کو آج کہہ تنظر میں لیاہ سہل ہمارے اپنے یحیٰی قرآن و حدیث سے کیا
 فرمیں محمدؐ خلیفہ خدا ترین سے یہ کہہ کر نہ دے شریعہ کا منکر و فاجر کیا ہوا
 ہے۔ "نہرہ اول کر جہنم" "نہرہ سلیمان" "نہرہ دینا ہے۔"

۱. دیہ، الحریب، فدیۃ و یم، لیسلمہ، حراۃ المسلمہ و بہد، لمستشار
سوتسن و یداندان، علی الخیر کفر اعطہ یم، سعیتوا علی ارجو یجیرکاتھن
قرآنہ محمد، صلی علیہ وسلم، توحمہ فید المجددہ، ہادی

"اور اسی اعزاز سے لڑائی ہو گئی کہ کاکے
 جیسے ایک سلطان دوسرے سلطان کا بیٹے
 جو اس کے سردار کی عمارت تھی، تھی
 دوسری دکان ہے۔ ایک کامیاب شخصہ والی شاپ
 میں گھنٹا گھنٹہ بڑے بڑے سود پر چلا کر
 خرید کر بیچتا ہے۔"

عبدالمجید دریابدی اور مختلف اصناف ادب فن

عبدالمجید دریابدی جامع الہیات، فنگہ تھمہ، تفسیر قرآن، فلسفیات، تاریخ
 بھی تھے اور ممتاز عالم الہیات و مشہور آن بھی۔ مگر جو بھی مرثیہ اور غزل اور ہمزاد بھی، مروج
 نگار، غزل، لہجہ، سرائی، نگار، مختصر نگار، سفر نامہ نگار، فی حیرتہ اور نگار، اصناف
 طرز نگار، نگار، مرقع، در قتب بھی۔ بطور رائے نادرہ ترجمہ بر آن کا چہ ترہ، و در سبہ و در
 تسمت سے سب جس ملے چکے ہیں، جسک لڑکی تو لی کہہ کر چارہ چلتیوں، چارہ باسہ ترجمہ
 چارہ تھ نگار، مختصر میں لیا جنتہ، گارہ، گارہ، ہم آہنگ، بقیہ ترجمہ چلتیوں، اصناف بھی
 چارہ ترہ، مگر شہر کی گتہ در آن میں سب سے چلتے، چلتیوں، سرائی، نگار، گارہ، مرقع، بقیہ
 کر مرقع کی کو مرقع کی جلتے ہیں۔

فصل اول : عبدالمجید دریابدی کی حیثیت و سوانح مختار

آورد میں سوانح نگار کی کا آفہ زکب بر آورد کی کا ایستہ الی سہرہ کی کیا تھی؟
 ایک بہتہ پھیلا ہوا بہت جہاد لہجہ و مرقع، نگار، نگار، ہم آہنگ، تسمت سے
 ہی میں سکر کا ہار و چلتے تھے، بے بے، سرائی کا خوش کام، ہم آہنگ، تسمت سے
 کو مرقع کی جلتے ہیں۔

آورد کا آفہ زکب بر آورد کی کا ایستہ الی سہرہ کی کیا تھی؟
 ایک بہتہ پھیلا ہوا بہت جہاد لہجہ و مرقع، نگار، نگار، ہم آہنگ، تسمت سے
 ہی میں سکر کا ہار و چلتے تھے، بے بے، سرائی کا خوش کام، ہم آہنگ، تسمت سے
 کو مرقع کی جلتے ہیں۔

جسبہ تک کہ وہ ساری ٹھوس ٹھیل گئی علامت میں قیسمت پر جو بائیں جانب تک قابل تادیب مطلق
 بادشاہ جیٹھا تھا ہر گت کھینچتے تھے، ایسی گزینا دینی جتنے جڑ پختہ تھیں۔ دل بھلا کر اٹھا جیتنت
 اور خود کہے بدیر میں انھیں غلامی کا بازار تھیں، گھر کو اچھین بھونکتے دال کا احساس دہ سننے
 کہے جیسے ہم، ان یو بھی ہر مشورے کا غائب ہونا اور ہی ملا ستروں کا پینہ ہونا ضروری تھا، پندہ آقا
 مسلمانوں کا ذہنی اور روحانی نڈھال میں نہ رہی کسی کی ایک علامت کی حیثیت نہ تھا جتنے
 اسباب ماقول کہے شعور میں ایک نئی جگہ کا آغاز ہو رہی تھیں، مدام کی سند جب اور مغربی تہذیب
 کے درمیان کشمکش انگریز اپنے ساتھ اپنے عقیم اور پلادور کے ساتھ لہجہ
 شکر تھے تھے، مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان محض گزشتہ ایک جگہ تھیں، قومی یکہ اس
 چیز کی جنگ تھی جس کے لیے جیتنہ کا غلط "ہدایت" ہے۔ اس غلط کے عقیم میں باقی
 کے ملی اور ملی اور نول پہلو آجاتے ہیں۔ آخر یہ ان کے ساتھ نفی نہیں اور نہ ہی غلط
 نہیں آتے تھے، گھر میں لکائی، مارا اور معلوم کیا گیا، مہا بلیات ان کے ساتھ جدوت نہ پہنچے
 تھے۔ اگر وہ ایسی تہذیبوں میں گھر جو تھے جس کے ص، ہی اور انسانی عدم کی غیلا ایک ہی پر ایک
 پر بول تو شاید ان میں سے کسی تہذیب کو بھی، ضرورت و فرض ذال کا پختہ آپ کو زیادہ غور
 کم نہ تھے، یہی جس طرح ہندو لہجہ مسلم تہذیبوں کے تصادم کے وقت جرات تھا لیکن گھریلو
 کا تہذیب اپنے ساتھ ایسی ہیوت، کہہ جیتنہ کے گھر، ان قومی جڑ میں بنی پرورد کی گزشتہ
 کی طرح نا تو آپ جیسی عقیم ہوئی تھیں، "جیسی دیکھ کر خواہ تو ادا ان تہذیب اور اپنے قدر
 کے کم تر ہونے کا احساس ہو جاتا تھا" مثلاً

ان فرنگی مغا ہر اہلانات کے میں پرہ، ایک نیا طرز اساس کا مکرر ہاتھ ہوا
 سے طرز اساسی کا گزشتہ نقطہ "تشیخ غصرت" تھا۔ مغربی طرز فکر حضرت کا نام بڑا عجیب
 نوئے گزشتہ جو ناچیت تھا اور میں گزشتہ کی پسینہ ستر صحرایہ کی کے پرہ کی
 مشکل پرستی کی گزشتہ صفا نہ رہے، جو قہن میں نے تخلیک: پھر گزشتہ کی قومی غلطی
 ۱۵۰۰ء کو ہندو تھا۔ مذہب اور قدر سپاہ کے کیے میں اب "عرب کا سادہ عقیدہ۔

ہم کو اور جاری قسطنطنیہ کو اور۔ پیش ہے۔ براہ راست کہنے میں ہی نہیں کر سکتے۔ ہم کو
اب اُن کیسے حکم آجین کر رہنا ہے اور اُن کیلئے وہ یہ تئیں پرسلطنت اور گنہگار کشنی
نکھ لے کر کارہیجہ یا مہم سے لے کر پچھلے شہر ہوں گی۔... ہمارے عرصہ امتحان کی پانچ ہفتگی
یعنی ہم کو یہاں ادا دل کر مجبورہ حالت سے کچھ مہم بہت نہیں رہ سکتی۔... میں اس وقت
ہمارے خلاف کچھ کاہل سے ہم کو براہ راست اس کے سوا کوئی سبقت نہیں دے سکتے
کہ ہرگز ان کی پڑائی پر نظر کرے اور اس شعر کے بعد ملتی ہو۔
ان اقتدار کے ساتھ باہر مفسر اس وقت۔ قلنا صدقہ دکن یقیناً سادہ لدا
ایضاً اُن کے کو پہلے بڑوں پر نظر ہے تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہوسے ہی منجھ سکر
اور دوسری پھر دیکھتے۔

... ہمارے سامنے میں انہوں کی صورت لدا نمودار طرزوں کی کچھ اُنہی ہے۔
وہ چاہیں یا نہ چاہیں وہ چاہیں یا نہ چاہیں یہ نہیں ہمارے ہی۔... ہم کو وہ زمانہ
نہ ہر کچھ یاد تھا اور وہ عرصہ وہاں کے مذہب پر کثرت میں تھا کہ جانتے تھے۔ آج کل کے گنہگار
کے کو گنہگار یا ہے۔ مذہب کا یہ لدا گنہگاروں کے یہ کچھ سے ممکن یا وہ آسان ہو گیا ہے۔
اور ہر گنہگار کے یہ کچھ اس کثرت سے اس کا اپنی طرف کچھ نہیں ہے۔ اور ہر گنہگار
مذہب کا کثرت ہو گئی کہ وہاں سے لدا نا چاہتا ہے۔ جبکہ ہماری حالت اس وقت
ہے اس کے بعد ہی ہوتی ہے تو ان کی بازگشت ہوتی ہے کہ ان کی حالت میں کچھ ہے۔
کی حالت کے بعد ہاں ان کے یہ کچھ۔ سمجھ کر ہر ان کے یہ کچھ ہے۔
سیرۃ النبی (۱) ۱۰۹ (۲) لدا غلامی (۱۰۹) ۱۰۹ (۳) دوسرے پر مشتمل ہے ایک راجہ اس وقت کیل
کی نشان دہی میں کرنا اصل میں یہ نہ ہو کہ ان کے ہر دہر ہر دہر سے شروع ہوتا
ہوتا ہے۔ لدا کے علاوہ وہ یہ کہ میں جگر ائی و فرہ کہ جاتا ہے۔ عمل ہو کر ہر گنہگار
مکہ یہ دوسرے کی تحصیل لدا کی ہے۔ ہم سے جو کچھ لدا رہے ہر دہر ہے۔ کہ تمام ان کی حالت
کی لدا میں موجود ہے کہ جس میں ان کے یہ کچھ ہے۔ ہر دہر میں جو حالت کے ہے۔ یہ لدا
کے یہ چاہے۔ یہ چاہے۔ یہ چاہے۔

تک اسلیم - میری عظمت عمر بانی کی لیسٹ لکھنا ایک بہت بڑا ہونگے کہ اس سے پہلے لیکن جس کے
ان کی لیسٹ اس طرح پر کسی جزو سے جو غمازوں کے لیے با اہمیت جریہ کی طرف پر
کسی جزو سے کہ با اہمیت آفت جویا اس طرح پر کسی جزو سے کہ غماز فرشتہ کی تہذیب کو بجز
گزریں گے اور کچھ حاصل نہ ہو۔

سب سے سچا بات یہ ہے کہ اس کا کھتے والے عیدہ تہذیبی تدوین مذہبیوں کا
یہ دستہ اپنے نہیں آباد کئے اور پہنچا بیسویں جن کر ان کی لیسٹ لکھے یا کر کے کہ ان
امہ کو اور ان کی اس شعلہ اور انتظامی قوت کو اور اس کی برکت کو لکھے جو ان کے اندر
خلافت میں اسلامی دنیا کو پہنچا جن سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا... جس ہم دہائی
تعلیمی اس راستے کو کہ جہاں دین کو بحسن و سیرت تہذیب اسلام میں داخل کر کے ان کی لیسٹ
لکھیں اور اگرچہ نہیں کرتے اللہ دان سے متعلق ہیں۔ وہ لوگ نہ وہ تہذیب اسلام میں
نہ ہونے آتے اسلام اور ہم تو کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے منوں میں خلیفہ تھا۔ اور ان کے ہم
تو کوئی بلندی تہذیب اور مذہب کے ہیں کہ اپنا سفر اہمہ منہ ترختہ کے بعد انسانی تہذیب
اس خزانہ کی کچھ دیں جو نہایت دلچسپ اور بچہ و عیدہ ہونی چاہئے۔

تہذیب اور تہذیب سے اللہ عز و وجل کا ہاں ملتا ہے کہ ایک تو ہر تہذیبی کے
تہذیب دان اسلام کو سیرت آتے اسلام تہذیب نہیں کرتے اور وہ اس سے دور کھینچتے
کہ دنیا کی سوانح جتنی مفید ہو سکتی ہے انہی جتنی بھی ملے ہیں جبکہ اس خزانہ کی آیت
کا ترقیب میں یہ تہذیب پر مشیدہ نظر آتا ہے کہ اس طریقہ فکر کی سوانح کے خلیفہ مطلق
و عیدہ تہذیب کا استزاد خیال ہو کہ لا دریں بھی خزانہ اسلامی تہذیب کی اس کے
باز رہے کہ مذاہب کا باعث نہیں ہو سکتے۔

تہذیب و عمل میں اس خزانہ اسلام کے کلاموں کو "خزانہ پادشاهی شخصہ" سے
ان کے ساتھ سید حسین بلگرامی بھی ان سے تعلق تھے اور اصلاح پرستی کو ایک
بہت بڑا خطرہ تصور کرتے تھے۔ "آج کل ایک تہذیبی شائع ہو گیا ہے جس کو
مکتبہ انتداب مستأمن المل محمد اسلمی ثروت عزت در تہذیب و عمل میں اس کے

مسلطہ پرستی شیعہ میں اگر انگریزی زبان نوچرین ہواسے فہم نہ مل کر تھکے تھے اس میں
بکرات جیستہ میں اور ای برنی کی شامت کے دل و دیار این بین مزارش ہیں۔۔۔ اصل
طریقہ ان کی بڑا گیران کی، خودیستہ اور شہ کریتہ کا رستہ کہ ہم ان کے حق پر قدم و کھین
دیا کہ چند سے بڑا گواری چھ پتہ و قسطنیہ کو گئے ہیں ان پر طریقہ کہ میں اور مثل فلان ہر
کے ان کے نام پر لکھ رہی ہیں۔۔۔ ای شخص سے آریخ پر بہ شکل کو راہ تعارفی ہے
جو یہ طریقہ کو تا بہت کہ اس وقت کے لوگوں میں کوئی عیب نہ تھا اور ہنایہ نہایت بزرگ
سے عبارت ہے۔

بعد ازاں ۱۸۵۷ء کو مہیشیہ بمبئی پر غلامی سیرت و سوانح نگاری میں یکے چلاؤ
کے کرانہ اگرچہ تہذیب فراموش تھے بلکہ ستان کے باشندوں اور خصوصاً مسلمانوں کو در
لبھوں میں اشتہار دیا تھا ان میں سے ایک نے طریقہ مساوی کو خوش آمدید کہنے اور بڑے بھر
کو قبول کرنے کی دعا کی تھا اور دوسرا پتے اسلاف کے ذریعہ کار آموں سے اپنی نشاۃ ثانیہ
نویس ویکھتا تھا لیکن - ذریعہ جزیروں کے مقصد ایک ہی تھا نہایت طریقہ کار مختلف تھا -
اور ان کا مقصد بڑے بھر میں مسلمانوں سے دہا کہ ایف تھا۔ چنانچہ ان میں سے کسی نے بدست
زبان شیعہ عز کی سیرت و سوانح کی بددیکھی۔ تب سیرت کی کتاب میں میں نے منظر اشتہار دہ
اعلیٰ و غریہ و غلی کا مقصد نامہ نظر آتے گئے تھے ہنایہ غلطیات عمدہ سے لے کر مال کی
برسات چا دیہ تک۔ اور خلیفہ الامارت "فران سے لے کر مال کے سحر و جگر
مٹا دیا تک اور سلطان منصور پوری۔ غرض اس میں نہایت کرب و بلیاں نہ دی تھیں بلکہ یہ
چوہا دی تک سیرت و سوانح میں ایک نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہے۔ جسے جس میں سیرت کو افادی
پسوسب ہر طرف سے جہت سے معاً وراحتیں کا گردہ اس باب میں آجئے آگے لکھتا ہے
آریخ نگاری کے اندر اس کے قصور کو اگر کوئی جھوٹے دوا دیا بدیستہ یہ مسلمانانہ کی
سیرت کا۔ اور اپنی ایک غلوں "سیرۃ النبی" صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتا ہے:

اب میں صلی اللہ علیہ وسلم و شہادت پر چھ تھا۔ اب غلام باج لیسید کا نوی و شہر
فہم دہ چٹا جو گیشک کا غرض۔ ملازمین۔ اب ہم کو دہا پر دہا۔ ۱۸۵۷ء۔ ۱۸۵۸ء۔ ۱۸۵۹ء۔

ہیے کار تمام۔ آپ سیرت نگار کی تاریخ کے دائرہ سے نکل کر طر فاً اولاً ایک مستقل تاریخ
 بن چکی تھی۔ وقت کا ضرورت میں مصداق بنا رہی تھی اور کوئی کلام نہ تھا کہ اسے سنبھالے۔
 شیلی نے اس کی تہمت کو افسر ٹھنڈا رکھے کہ محصول معاصرین مزار کو سنا، دولت کا عہدیت کو
 بکھے اور منصب سے پہلے سیرت کو گھڑ دیا۔ ان کی مختصر سیرت اچھی دیر اچھے نام نہ نہ
 کہ تاریخ پر مبنی تھی۔ افسر کئی مرتبہ تہذیباً تفسیر رکھ کر کہ نہیں اور ولایت پر تہذیب کے
 دولت پر نہ مبنی تھی۔ مگر اس پر کیا کیا نہ گئی، ایسا ہی کہ اس کا قیام، دیکھتے ہو تو دیکھتے
 کہ عرب کی اصلاح اور ان کی تہذیب، مصلح، اپنے فہم مستقیم، ہم کس طرح کر گیا اور جو چیز کے
 جو رہا نہ کہ۔ سخاک، رطلاد، حرام کد اور شراب نوشی۔ سود و زراعت، ہانڈھے، انیس
 اس کی نظر یکے اور کس طرح میں دیکھنے ہی دیکھتے تھے، پاگاندہ، مہنت کو اور احباب پیدا
 درمیان، غم و غم، متدین و بیگمراہ، بنا گئی دشت

۱۰۔ یہی سیرت نبوی پر مبنی تھی۔ اور مثلاً سیرت جو سو، تاریخ محمدیوں سے متعلق تھی،
 ان میں عبد اللہ نے حق کی تقریر سے اسلام سیرت محمدیہ، اہل کلام کا علم، عبد اللہ نے
 لایا ہے کہ "نظام اسلام حسن"۔ یہی سیرت طر فاً اولیٰ فیروزان کی ذکر نہیں نہ سیرت حدیثی نہ
 علم و سوال، ترک غالب، میں ایم کریم کی شیلی کا مہر اور کلام غیبی، شیخ ہانڈھے، سودا
 قاضی نے عبد اللہ نے کہ "عبد اللہ نے اللہ کی طرف سے" اور "ابو اللہ" اور "عبد اللہ" اور "عبد اللہ" اور "عبد اللہ"
 یادگار ہے۔ اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"
 کہ "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"
 چاہئے۔ کہ "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"
 سیرت پر، سلطان، محمد، سیرت نبوی کریم، حکیم، تہذیب، نشو و نما، اور "اللہ" اور "اللہ"
 و "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"
 سے "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"

۱۱۔ "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"

۱۲۔ "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ" اور "اللہ"

اس میں "خود سے بھلائی کے لئے" میں خود تو ایسی سوانح نگاری کا قائل ہی نہیں جس کا
 دماغ نہ کھلے اور نہ ایسے "خود سے بھلائی کے لئے" ایسے، کسی کے بیٹے کے، کسی کے
 والد، کیا کیا کام کیے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 کرتے تھا جس میں "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 خود سے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 کے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 خود سے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 خود سے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے

عبد المجید، "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے

"خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے
 "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے

خود سے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے

خود سے "خود سے" اور "خود سے" کے طریقہ پر ہی "خود سے" ایسے خود سے

تک قادیان اور شملی دونوں میں اس اچھے داخل جذبہ مستشرقین کے بحال سے وہ دلیلی ہی ہے، صرف اس کا کہیں ہی ترخ و تٹا فرشتا بدلی، ترکہ پتا ہے۔ بعد میں اس کے شیعہ مستشرقین کا مضرب کردہ کی حالت، قادیان کے پاس سے میں درج کیں تھا رہا ہے، آئینہ جہانۃ تھا، اس کے ذکر قلمی کے حقیقی تھا ایک حد تک کی صورت میں رکھ گیا ہے (نقل کفر اظہر نا شد)۔

"Such was the intellectual anti-Mohammedan climate that any stories, no matter how fantastic, weak Kelt or no basis in fact, could be accepted and transmitted. A bishop of Cordova, Esglun, one of the most learned of his own records on the authority of a Latin manuscript by a monk that on Mohammed's death, his disciples watched for angels to descend and carry away his body, but, instead, dogs came and devoured, hence the satirical passages by Moslems a large number of these animals." ۱

مستشرقین میں سے بعض لوگوں نے ہمارے یہاں عوام یا عامیہ، جن میں ایک نام کا ہے، کی کاجی سے جسے ہمارے پرانے ڈھونڈنے کے علاوہ میرت نگاہیں نہ ہیں دیکھتا ہے، بل کہ قریب قریب اس کے منصفانہ نقطہ نظر کے طور پر تسلیم کر لیتے ہیں، لیکن باوجود اس کے کہ اس نے یہ ہے کہ ان کی تمام تر نظریاتی افواہوں پسند کی گئی ہے، بلکہ یہ میرت کی کج فہمی کی ایک تعصب کا فرق ہے، جو بالعموم مستشرقین کا خاصہ رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ عموماً اس کے بعض مضور، گردان کی کیا حال پر نظر کی جسے شکوہ کر وہ جو عین گردان کی طرح فحش اور پر غشوی تھے۔ مضور کی قیادت کردہ سرسبز کنہ تھی۔ ایسے افواہات سے بغور یا بعد حکمت بہت دل سے مٹتی ہیں، یہ ہے کہ مسلمانانِ قریم رسالت منصفانہ ہیں یا پڑھتے ہیں، بلکہ پھر قرآن کے اسلوب کے باب میں جس سے میں جیل کا شہرت دیتے ہیں، انہوں نے اس کے غلبہ کے حقیقی تھے، بلکہ یہ کہ ان کی مٹی پسند کی کہ قریب کے کی ہے، لیکن وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کے طریقہ تہذیب پر طبیعت طرز کرنا سے باز نہ رکھا۔

۱۔ تعصب کے حقیقی (Islam and the West) ص ۲۱

۲۔ مزاراں کی مسجد، ص ۱۴

'[In fact (Macham, 1993) could not be other than true
Mohammad might not have felt offended by the British
lecturer's treatment but he would have felt uncomfortable in
the company of Deane, who was known as one of the lowest helli-
hed of Luther, who preaches hell was against his brother
followers'.

سیرت نگاری کے حق میں باب کا اگلا ہم کا نام سیرت نبویؐ پر آتی ہے۔ نبویؐ رحم
سے سیرت نبویؐ کے تمام اہم ہمنوں کا استکراہ یا ہر ایک سیرت قابلِ غور کو مانا ہے۔
چنانچہ انھوں نے علوم و فنون، طب، شریعت، فلسفہ، ریاضی، فاضل، معاشی، مشاہیر،
رحالت و بشریت، ہجرت و عزیزات و محبت، اخلاقیات، معاشی، ریاضی، فاضل، معاشی،
موسیقی، صحافت و دیگر امور عالمی و از دنیا میں زندگی جیسے اہم ترین عزیزات و دہلیہ کے تحت
آپؐ قرآن سے یا سیرت کی روشنی میں اہم ترین عزیزات کی تفصیل مرتب کی اس سیرت
اختصاصی میں ماہی سرایت اور آپؐ قرآن پر نبویؐ نظر کا قدرت فراہم کیا ہے۔ ان لواحق کے
طریقے کے اہم امور اور اہم ایک قید ہمارے شاہد بہشتیہ خیر احباب و اہل علم
اور ان کے طور پر تحریر ہے۔ پھر بعد از اہم مسائل اخلاقی، سیاسی و علمی استخراج کو تھوڑے
کچھ ہیں۔ نیز ان امور کی یہ بھی بہشتیہ اور ان کے طریق انھوں سے ضروری اور ان کے بعد
ہمنوں کو نہ لانی کرتے کی کامیاب کوشش کی ہے جو بعض سیرت نگاروں نے نظر نہ لائی
ہیں اور ضروری کے مدد سے اس پر اس قدر زور دیا ہے کہ یہ سیرت کار کا بھی نہ نہیں تھا
باب کے وقت کی طرف ایک مثال ضروری۔ سیرت کا تحریر ان کی جن آیات میں مذکور ہے
کھینچے ہیں۔ اگر ان مجاہد کوئی یا سیرت کا مقصد نہیں بیان کرنا اور اس میں ترغیب و نصیحت کے
آیت سے سبق آئے ہیں کوئی نہیں لکھتے ہیں۔ چنانچہ پہلی قرآن میں لکھی کہ آپؐ کا معنی اللہ کا
رنگ و جہت کی نہیں بلکہ اللہ کی رنگ و جہت کی بشری کے ہر فرد کے لئے نور کا
کام ہے۔ سیرت کے قید گیر لکھی ہیں اور یہی سیرت کی قرآن میں جو ہر انسان کو اپنی نافرمانی تک
یک پیش آ سکتی ہیں اور ہزارہ کی انتظامات اور اجتماعی معاملات میں اہمیت کی اور ان کے
کے تفصیل کے تحت ہے۔

بیشتر دیکھ آئی کہ آپ کو فاشی سوشلسٹ کے مصلحت سے کن لانا تھا کہ بغیر اس کچھ اسوۂ حسنہ کے کمال و جامع ہو سکتے۔ کوئی صورت نہ تھی۔ اور اس سبق یہ ملا کہ عین مباحثہ سوشلسٹ گویا آپ پر ختم تھا۔ عین ناگوار دیکھ کر کہ عالم پر بھی نہ تھی و ملاطفت کو سر پر نہ تھا تاہم سوشلسٹ نے ہوا۔ یہ سمجھا پہلوؤں کا منظر ہو کہ تریق سے یہ نہ لڑنا دیکھا کہ غیر مجھے کہوں؟ جو بھائی وہی ہے حال ہی میں اس سے کہ پیش فرمادے آپ کا طریقہ و کشف کو۔ فرمادے کہ ایک عید کا دن کہ گھر میں نہ لڑا کہ اس خدا کے عید پر غیر خیر نہ لڑا۔ . . .

پھر جس طرح باوجود سچائی و تقابلیت میں خدایاں سب سے باقی کے باب میں اپنی حق تعالیٰ کا ثبوت دیا اس کے کچھ شواہد و ثبوت بھی دیکھ کر سب میں بھی مل جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں مختلف مواقع و موارد پر ایک ہی لفظ کے مختلف معانی و مقامات پر بھی اچھا لکھا ہوا ہے۔ مثلاً انھوں نے کہا: یاد رہے تفسیر قرآن ہے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ حضور اکرم کی ولادت قبل ولادت والد یا بعد ولادت والدہ کا مسئلہ مختلف ہے۔ لیکن یہ حدیث سورۃ النحل کی آیت "السمیٰ یحییٰ" پر مبنی ہے کہ قرآن میں موجود لفظ "یہیٰ" جو تفسیر میں کہ ہے اس سے یہ اختلاف جاتا رہتا ہے۔ سمجھتے ہیں کہ یہی "یہی" اس کو کہتے ہیں جس کے باپ کا تعلق اس کے چرچ سے قبل ہی ہو جاتا ہے۔ اور قبل ہی پر رخ نماں ہے قبل ولادت کے کہ لفظ "یہی" کا یہی ہے کہ "یہی" والدہ یا چھٹی ولادت آتے ہیں۔ یہی لفظ "یہی" ہے جو قرآن میں ہے۔ "یہی" کے لفظ "یہی" سے وہی نکلتا ہے کہ یہی ہے یا آپ ہے تو حق تعالیٰ ہے تو حق تعالیٰ ہے۔

ایک دفعہ قرآن مجید کی سورۃ مائدہ میں جہاں آج سے ایک لفظ "یہی" ہے کہ "یہی" آیات میں حال نکال لی جاتی ہے سیرت نبویؐ پر کسی کسی نے لکھا ہے کہ "یہی" سیرت نبویؐ کی آیت ۲۰۵

۱۳۱۱۴۰۹

۱۳۱۱۴۰۹

۱۳۱۱۴۰۹

۱۔ نسبت۔ فہم کے ۱۰۰ سے مراد سیرت ابن صفہ، جس میں یہ بیان کیا گیا تھا۔ لیل و نعلین کی
میرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
سے بعد مدخل۔ عربی میں اس میں موش پر ایک مقلد کتاب محمد و ہمدان کا ہے لیکن
کتاب ہمدان کے ۱۰۰ میں اس وقت کے قریب وہ یہ نظر کتاب محمد رہتے تھے۔ یہ کتاب
انجیل بنی کتاب کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔

۲۔ کتابی سے مراد سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔

۳۔ کتابی سے مراد سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔
سیرت نبوی و سیرت ابن عبد اللہ کور کھنڈ کی سیرت۔ سبب خلیفہ بن کتاب و حریر و مویہ
موشیف کی قسم و موشیف کے کچھ سال بعد ان لفظ وہ جس سے استفادہ کرتے تھے۔

و اہمیت کا اثبات کو تحقیق تو نفرت نہیں ہوتا اور حقیقتاً ہر مذہب کے اہل کی نظر پر دیکھنے کا
بھروسہ رکھ کر گزرنے ہوتا ہے۔ لہذا

میں سوچا کہ مستند جو شخص کا ایک ثبوت یہ ہو سکتا ہے کہ وہ حقائق کی اس
اندر یا کتبہ تصدیق کر رہی ہے، اس کوئی پر مہم ہم اہل کی نظر پر دیکھنے میں کوئی رکھنے میں تو اپنی
آخر آئے ہیں۔ اس ضمن میں ملاحظہ فرمائیے کہ صاحب کی کتاب کے بارے میں میں نے کئی بار
قرآن و احسن فوری کی کتاب "اثر و اثر" سے "عظیم حضرت و نقوش و آثار" کا نقل
بستہ ملیدہ پڑھ کر کتبہ جو کتبہ ہے اس قابل سے پتا چلتا ہے کہ خیر صائب سے
حقیقت کے بارے میں فوری صاحب کی کتاب کا کتبہ ہے۔ یہ بھی پتا چلتا ہے کہ
یہی سوچا کہ کتبہ کے مدارج و درجہ کی عظمت و عظمت کے ثبوت میں دلائل پر مدد ہو
والشہرہ: کہ درمیان میں کتبہ ہے۔ یہ کہ قید کی کتاب میں "تیسرے" کی عبارت ہے کہ
"دیکھ" ہے۔ پھر "اثر و اثر" غنائی صاحب کی سوچا ہے کہ "رنگ و رنگت"
جتنی قدر فوری کی سوچا ہے، ہی خود ہے کہ بھی دیکھ کر کتبہ کو بھی ایک بڑا تیار
ہو گیا ہے ایک بڑی فکر دہی بھی لیکن اس میں تم فرق ہے بارہ کہ اثر و اثر کے لفظ
سے صاحب کے لفظ کی کمال تصدیق ہوتی ہے۔ پھر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جو صاحب
سے بھی صاحب کے مدارج کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ لفظ تفسیر و تفسیر کے لفظ ان کے بارے میں
مدلول کے ثبوت کے ساتھ ہے۔ لہذا فوری کی اثرات کہ تاثیر کے ضمن میں دلائل کے ساتھ
ایک تھے۔ ان کی نقیض عظمت کے لفظ کو امر ہے تھا۔ ان کی نگاہ تھی کہ وہ نقل و نقل
تھے۔ لہذا حلیہ و حلیہ کے لفظ ان کی تصدیق میں مولانا عبدالباقی نے بھی کہا کہ
و الحمد للہ "کوین الشہرہ" سے پہلے کیا جاسکتا ہے۔ یہ عہد ہی تھی کہ لکھا گیا کہ
عظیم اثر تھا اسباب سے نااہل وصف تھے ظہور میں رہے ہیں لکھا گیا انسانی عظمت۔

لکھا "عظیم اثرات و آثار" (طبع دوم) ص ۲۵۱

تہہ تفصیل کے لیے دیکھیے "حیات اثرات" مولانا اثر نظام لکھا، ص ۱۵۵، ۱۵۶

مولانا عظیم حضرت تحقیق و اہل و عہد میں بھی لکھا ہے ص ۲۰-۲۱

”مجموعہ“ کہتے ہیں۔ ایک طرف جتنا حق و انصاف کا پرست کردہ وہ واحد و یکتا ہے
 بحرِ اغیار اسلوبِ مکھا فیضیت سے بھی غنی ہے۔ جامعہ کے حوالے سے لگا کر وقت
 آخر کی ہر صورت سادگی میں یہ طویل اور عمل تھا۔ کتاب ہی ایسے ایک در نہیں دیکھیں مگر
 یہی وہی محض تین مختصر و قیاساً نقل کیے جاتے ہیں۔ ایک کتاب کی بائیں اڈا
 کے ایک پندہ سے جو گزاردہ ایک آتا ہے:

”میں نے یہ لکھا تھا۔ بیٹے! میں نے یہ پندہ سنا ہے جو کہ سنا ہے جو کہ سنا ہے جو کہ
 کر لیا۔ اور شروع ان کے وقت کی اولیٰ جمیعاً۔ مجب حیرت کر تیس جونہی کہ طلب ہو کر
 صون پر۔ خدا پر وہ حق کے خیر و استیصال تھا۔ جہوں پر تین سالہ لڑکا ایک مختصر سا قافلہ
 سادہ تھا جو کہ حرف سے کوئی دس سادہ سے دس بجے آراء سادہ و قافلوں کے طبع کو
 دلا تا حسین احمد صاحب الدہاں میں ایک مولانا عبد اللہ صاحب الدہاں ۱۰۰۰ اور ۱۰۰۰
 ”خطا گیا کہ کوئی حضرت درختہ زنی الٹے میں ایک چار صوف میں دلا تا حسین احمد
 صاحب پر پڑ گئی۔ ان کی طرف تو دہائی کے پہلے سے پڑھے پڑھنے والے تھے۔
 ”میں نے لکھا تھا کہ یہ ہوتا مسکرتا بشرہ کسی شک کے مزاج کو ہو سکتا ہے ہو کر پھر گئے
 تھے کہ ان کے لہذاں کے پہلے سے لکھا ہے۔ اچانک سے۔ لکھا تھا کہ ایک ہی تھا کہ
 اور وقت: تمہیں یہ دیکھ۔ یہی نہیں کہ وہ وقت میں اسے دو دست لکھے لکھا ہے۔ یہی
 اعلان و تفسیر لکھا گیا ہے۔ یہ برابر حق ہے۔ اچھے طریقے سے لکھے گئے۔
 ”پندہ میں کہ قویہ یا مذہب یا ہوا۔ ہوا میں یا نہ کہ پندہ یا آواز ہو۔ اس میں
 سادہ۔ انوس آج کا دوس تھا۔ یہ یا حضرت کا کوئی غلام اس میں پر حق و انصاف
 موجود ہو یا خدا کا ایک آدم یا تو حضرت کے کہہ کر ہی ہو کر ہی کہہ کر ہی نہیں
 آتے تھے۔ آج سب قریب و بیدار تھا۔ اس میں سے ہر ایک کا نام لکھا ہے۔ یہ
 فرزند بھی نہیں ہو کر۔ یہ ہوا میں نہ کوئی پندہ نہیں۔ کوئی لکھی نہ جہاں رہا۔“

”مجموعہ“ کہتے ہیں۔ ایک طرف جتنا حق و انصاف کا پرست کردہ وہ واحد و یکتا ہے

مذاہب کا ذکر بھی قرسی سلو سن سے کیا جائے گا۔ اگر میں وہ مقام ہے یہاں تو ہے لیکن کہ
 ہمارے ان شائع ہوتے ہیں۔ یہ تصدیق کیا گیا ہے۔ انمول کے پیشتر ایک بے فکرہ سوانح و سیرت
 نگار کی طرح نظروں سے اٹھاتا ہے۔ انکار و تباہی اور سب سے بڑی قدر آدمی کے نام آغا تھو کی تصویر
 پیش کر دیتی ہے اور کتاب کا کل رنگ زبانت پر چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ایک کمال کا کام ہے کہ اس نے
 نئے قاریوں میں ایسا فوٹو راج کر دیا ہے کہ چری سر لکھتے ہوئے ہر کام محنت و ذہانت اسلام
 کے انکار کی طرف مائل ہے۔ یہ ہاں واصل گفتاری، بطور متوجہ زمین خود نیست و برقی کمال
 اقرار ہے کہ اندر کسی نتیجہ پر نہ پہنچی ہیں۔ مکتبہ صاحب سوانح کے مصنف کی یہ گہری محنت
 ہر حال اس کے لئے کسی طرح بھی تجاہل نہیں بن سکتا۔

سید زبیر حسین صاحب کی کتاب "The Discovery of Muslim Mysticism" کا
 ترجمہ لکھنے والا گریسی نقطہ نظر سے بھی لکھی ہے، جو ہرگز ایک ایسے شعور کے حامل ہے جو
 ہمارے ہر حق ایک مسیحی ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا ایک ذہنی لہجہ ہے۔ اسے انوار
 دیکھ رہا تھا۔ اندر میں کائنات اسلام کے اشعار کا خواب محض ایک بڑے کا خواب تھا۔
 یہ مسودہ نہیں مختلف ہولوں کی نگاہ میں کامیابی لکھ کر کامیاب کیا ہے۔ ہر لکھنے والے کی
 فوری کامیابی ہی کو سمجھتی ہے۔ کچھ میں میں کھڑا تھا۔ اسے انتہائی سے سے جسے یہاں نہیں ایم
 تر ہے۔ یہ ہے کہ ہر ہو کے یہاں لکھنے ہی ہرگز مقصود بالذات ہے۔ وہ قلمی بلکہ اسلامی مسابقت
 کے اعلامیہ بالذات کا ایک اگر قلمی، اگر قلمی کا قلمی عالم اسلام کا توبہ بقول مصنف "Allah
 is merciful" جسے میں نے انوار کے ہر حال میں لکھنے کی ہے۔ کہ میں نے لکھا "Allah
 is merciful" چند ایک خاص لوگوں نے لکھا تھا، ان میں ایک ہی جو ہر حال میں لکھتا ہے کہ عالم اسلام
 اس قلمی کی تصویر کی کشتی میں مصروف ہے۔ اسلام کے ہر کی اس طرح لکھی ہے۔ جب باقی
 عالم کی کو دیکھتے ہو تو امید کے زیر نظر صاف عالم کے یہ عالمی، چند قصہ آئینہ بنگلہ
 درہم کے ہیں۔ یہ ہاں واصل کے متفرق اسلوب اور مکتبہ کا نشان دہی کرتا ہے۔ ہر
 ترجمہ کے انکار و تباہی کی ناکامی ہی اسلام کے ہر دو مسودہ برائے دیکھنے والے کا ہر حال میں لکھنے
 کے لئے دیکھتے کتاب مذکورہ ص ۸۵

کے کسی نہ لڑنے پر اعلان تھا۔ جو رول کو مستبعد۔

"I doubt whether the menacing character of the Pan-Islamic propaganda has yet been sufficiently appreciated. Had it had another ten or twenty years to extend and consolidate itself... it would have constituted an extremely serious danger to British Power, and every scheme for dealing with the remnants of the Ottoman Empire after the war should, in my opinion, be very carefully studied from that particular point of view".

ہمارے ملک الائنڈ کیسٹا کے متعلق ہے۔ جنہیں کہہ دیتا ہے کہ یہ لڑنے پر نہیں لگے۔ بلکہ یہ سب سے پہلے کہہ دیتا ہے کہ یہ لڑنے سے اکتا ہو کر نکال ہے۔ جھٹیل کے دیستان کے سوانہ نگار قیودی طر پر سرور غفر سے یہ کہہ کر بھرتے تھے تو یہ کہہ لے لے کے سوانہ کے خطوط دریافتی ہذا قتل کی حد سے کہہ جس ان میں ایک ایسے اسلوب کی جانتی ہو ہے جس سے صاحبان سوانہ کی شخصیت سے ایک خاص طرح کی گیس رائیسی پیدا ہوتا ہے جس میں ان کی نفی کا اثر آتا کرتا ہے۔ یہ اصل میرٹ پر ہوتا ہے۔ ہر اٹھ توئی دہائی کی سوانہ... جس نے ان میں ان کی شخصیت کے بارے میں سمجھ لیا ہے۔ دکان پر سوانوں کے سوانہ... جس نے ان کے سوانہ پر سوانوں سے لیا گیا ہے۔... نیپہ کی بطور تہ پر تریوں بھی انھوں نے کہہ سکتے ہیں۔ کہیں ہے جس کو انھوں نے لڑنے میں ان کی دیر مذہبی و عربی تعریف کے اگے باب میں لیا جائے۔

پہلے عمل دہو اگر عمل توئی دہائی کے چند دن۔ کہہ یعنی سوانوں کی لڑنے میں
کروں ہاں

۱۹۱۶

Secret Memorandum by Political Department, India Office, on war with Turkey, No. 1253 dated May 25, 1916. P. 4

مضمون "The Times" ۱۹۱۶ء

ماجد نے روزِ جمعہ بعد اس کے قبل ایک دن "نقیبِ ہمد" کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ
 جس کا "کچھ جوہر کے بعد نقیبِ ہمد" ہے اس کا ترجمہ مادہ "نقیب" سے ہے۔
 دیکھو انکی اس ۱۵۱۸ء کی کتاب "نقیبِ ہمد" کے بعد سے پہلے تھیں ان کی پہلی کتاب
 کی تمام اس لیے اس کے بعد "نقیبِ ہمد" کے بعد ہے کہ ان کی اس کی کیفیت ہمد کے
 ایک نقیب کی تھی، مابعد ۱۵۱۸ء سے ایک ترک نام لکھا ہے، اسی جلد اول میں جو ہمد
 کے ایک مانی کے چھٹے (مستند) ہمد کے نام کی تھی، ان کی تھی ۱۵۱۸ء کے تھی (میں ۱۵۱۸ء)
 جس کے بعد ان کی تھی ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 کہ ان کی تھی ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 ۲۹ اگست ۱۵۱۸ء کو ۹ کیے گئے، جس کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد (۱۱۰)

جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد

"The place of acknowledgment shall go to the
 octogenarian scholar who is by far the greatest living
 authority on Mohammad Ali".

مغرب کی طرف سے اس کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد
 جو ہمد کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد ۱۵۱۸ء کے بعد

"محمد علی کا سربلندی ایک فرد کی سربلندی ہے، یہ سربلندی اسلامی سربلندی ہے"

"Mohammad Ali .. His Life & Times"

تدوین ادا کر لی و سر پہ نہی پہچان کر کے گھیر کر پاؤں سے ایک پودا غنیمت سے تو لے کر گھر سے بند رہا۔
 ایک دہائی کے بعد شریک درویش کی ہوا۔ مہاشیہ نے پھر میں مشورہ کا لپٹا کر میں کی عرض کی کہ اپنے ڈاک
 بھائی کو ڈاک میں لے کر جس کو بڑے صاحب کا خط لکھی ڈاک، مگر میں ایک طرف تھپتھپائی میں سے
 سوسے کی پلٹ کر لے کر اپنے جیب میں رکھ کر غفلت میں داخل ہو کر خود شکر سمجھتا ہوا خانہ
 نئی تراشیں، ہاتھ سے پڑھتے جہاں میں نا اہل ہیں دیکھ کر سب بھینٹے گئے۔

لیکن اب یہ سب سن کر ہم سب کو نصیب ہوا کہ باوجود اس غلبہ والی نصیرت کے تحلیل
 سے جس پہنچے قاتلے یا غصے کا طرہ نہ کیا اور آہستہ۔ مسودہ میں درویشی دیکھ کر تمام
 تہذیب کے باوجود نہایت پرکاش کہ آواز جا بلند آواز نہ سیکھ لیکن اب یہ بات سن کر وہ
 حاضر قاتل کی پرہیزگاری اپنے دینا اثرات جو شہ میں سکھارہ تھے جاتے تھے تو غصہ نہ لے
 بلکہ کہ "تذیبا علیہا کفنی" اور "وہی کو دیکھو شاعر" ہیں، میں نے ستر روز سے شریک کا
 گفتگو نہ کر کر رہی تھی کہ اب یہاں پر ہے۔

ایسا ہی نہ کر نکال کر کہ اب میں سوزی جلد النقی کی چند ہم عصر لکھنے والے صوفی
 کی "مخ" نے لکھ دیا۔ "بسم نقیہ ہفتہ" ہاں کہہ کر صاحب کا کہہ دیا جی صاحب
 ہے۔ سوزی جلد النقی نے اپنے جوش میں لکھ دیا کہ بڑے میں کہہ دیتے تھے، میں نے کہا ہاں
 وہ سوزی کے اصل زلف کا بھنڈو کر لیا ہے۔ شرافت، لیکن انہی نے ہر حال میں غائب نظر
 تھے ہیں لکھ دیا جی صاحب کو تہذیب سے کہہ دینا، شرفیت، لیکن اب یہ بات سن کر
 یا مگر یہی جاگیر نہیں۔ "ہم دیکھیں" ان کے میں توقف کر دے وہ لکھنے شہادت ہے۔
 شبہ ایک بات واضح ہے کہ ہم میں حقیقت سے من کہہ دیا کہ ہم جلدی کی غلبہ غالب
 ہے اور سیرت نگاری کی منظر کشی لکھ دیا۔

وہ لکھ دیا صوفی انداز لکھ دیا کہ ہاں میں ایک لکھ دیا غلبہ نقد و نظر کہتے
 تھے۔ بات سے بات پر پکار کر ان کا غریبہ کا خاص جوہر تھا، خاکہ نگاری کو کہتے
 جو کہ وہ نہ لکھ لکھ کر لکھتے تھے۔ وہ شخصیت کے باطن میں نہ لکھ لکھ لکھ

یہ سب کچھ عرض کیا گیا اب یہ کہ سنا میری کچھ بات سے یہی باخبر رہا احمد بن محمد کے
 اہل سے کیا شہما انطاکیہ کے لئے نہ تھکے نہ آئیے خدا شروع میں یہاں بہت پرہیزگاری اور
 ملکہوں کا ہم ہے۔ مثلاً رخصت نہ کیا دید میں "سوانح نگار" کے قلم میں کچھ تھا کہ بھی کرد
 کی "بہرہ علی" طرز پر سوانح لکھنے کا وقت نہیں آیا لیکن یہ بہت مختصر نگارہ کہ وہاں یہاں
 انہی کتاب کے جسے ہم ملے۔ ماسرے کے قلم میں "فرغ فرات و جہان بات" کے نام سے بہت حد تک
 نصیر میں اور یہ کہ الگ کرنا تھکے تھکے ہیں جائے دیا۔ موصوفی جہاں موصوفی نے چند ہم عصر میں لکھا ہے
 "نصیر پر میں نے ہر شے شاہد قلمس" ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ پیچھے بیٹے کے جھگڑا ہے
 تاکہ اس کے تہذیبی و ادبی طرز پر نہ لیں جو کہیں۔۔۔ میں مولیٰ کے لکھنا کہ ہے۔ ہم عصر
 کے ساتھ ساتھ دیکھتے ہیں خدا احمد بن محمد ہیں۔ الدین موصوفی جو کہ میں قراہت میں لکھنا
 ہی کیا میں نے کچھ لکھا ہے (تہذیب نگار)۔ موصوفی احمد بن محمد کے تہذیب نگار میں لکھنا کہ
 بہرہ کچھ لکھنا ہے۔ یہی دیکھنا چاہتی ہے۔ ہم عصر کیسا ہی ہے لکھنا جس اپنے زمانہ کے
 حالات و دنیا کے اندر لکھنا ہے۔ خدا احمد بن محمد کے طرز پر نصیر میں لکھنا کہ بعد میں
 لکھنا جاتا تھا نصیر احمد بن محمد کے کا بعد چھٹا ہوتا ہے۔ اصل میں لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 اس طرز پر لکھنا کہ یا احمد بن محمد کے ساتھ لکھنا کہ لکھنا کہ احمد بن محمد کے یا احمد بن محمد کے
 جو کہ لکھنا کہ احمد بن محمد کے یا احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے یا احمد بن محمد کے

اور لیکن ایک جہاز میں لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے

اب یہ ہے۔ یہ ہے احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے
 لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے لکھنا کہ احمد بن محمد کے

امید کے صواب نظر پر، ہم میں مٹانے کے قریب۔ یہ بھی گفتگو کر رہے تھے اور نچے دیانت
 آدمی کے ہتھ پڑے۔ پھر اس صواب پر محنت سے زیادہ بڑبڑا نظر کر رہے ہیں۔

فصل سوم ، عبد القادر دہلوی کی بحیثیت خود نوشت سوانح حجاز

سوانح شریف فقہ الغدق لکھے وقت عرب کی۔ بن میں شیعہ کی تھار ج مسلحانہ
 رہبروں پر پہنچا ہے۔ لیکن وہ تحریر ہے کہ خود نوشت سوانح غلامی کی مشکلات تو
 سوانح دہلوی سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ اس لئے۔۔۔ زیادہ کہ بعض علما نے بن کا قول ہے کہ
 "میں بہت دانا، غلامی پر کچھ سمجھ گیا تھا۔ لیکن میں نہیں جانتا تھا۔" تو میرا قول ہے کہ آپ بچا
 لکھ کر اپنے آپ کو کچھ سمجھا رہا تھا۔ کیا ہے۔ زیادہ شخصیات کی لغوی توجہ پر ہم اپنے یا
 میں سے الجھتی ہوئی توجہ سے متاثر نہ ہوں اگر ادا ہو جو ہم ہے تو جبکہ لاہر بعض سے انداز
 صواب کے سبب گلا ہے تو اس کے سوا کچھ دالہ لکھتے ہیں۔

خود نوشت سوانح میں دہلوی کی مشکلات میں یہ تحریر ہے کہ "میں نے غلامی اور
 "کتابہ لکھتے ہیں۔ بن جاتی ہے۔ کتاب نہاں ہے۔" "میں نے غلامی کی کثرت اور لغوی
 سے کہنے کا کام ہو سکتا ہے۔ لیکن غلامی میں نہیں کر رہی ہیں تمام غلامی لکھ کر پاپا ہے
 شاعر نے کہا تھا۔

اس میں سب سے بڑا غمناک ہے کہ غلامی غلامی سب سے بڑا غمناک ہے
 "غلامی سب سے بڑا غمناک ہے کہ غلامی سب سے بڑا غمناک ہے کہ غلامی سب سے بڑا غمناک ہے
 سوانح لکھ کر اپنے غلامی کے تاروں کو رسا فخر ترقی کر کے۔ یہ دیکھ کر سب سے بڑا
 غلامی کے غلامی سب سے بڑا ہے۔" "کیا کوئی شخص پاپا ہے۔" آپ (۱) لکھ کر
 ہے۔ شاید لکھ کر کہہ گا۔ کہ غلامی پر کچھ۔ یعنی بنے کسی کا صیغہ دہلوی بھی عجیب
 ہونا کہہ دے۔ بنی رہیں کی نظر سے کسی کی آپ بھی کہہ گا۔ یہ تو قرآن ہے۔ یہ
 ہر ایک کے لیے غلامی ہو رہے ہیں۔ یہ سب سب لکھ کر دہلوی کی غلامی لکھ کر
 بن جائے۔ غلامی لکھ کر دہلوی کی غلامی لکھ کر دہلوی کی غلامی لکھ کر دہلوی کی

انھی شکوک کے باعث اخلاقی مایوسہ عمر گزاری کے ساتھ ہی آپ پستی و تنگیوں پر غرق ہو جاتے ہیں۔ بعد ازاں آپ کا یہ حال کہتا سب تو اسے بھی تم ہے تو یہ
 ذکر آپ کے زبان میں سیدہ امینہؓ کا "میرے کان پر میری بیعتی" پرستہ دل کا "امینہؓ
 و یوں مسکے منتقل کی" ناقابلِ ترجمہ "سنگ کی" سرگزشت "حمیرا احمد علی" نقل شدہ
 سے علی گڑھ کی "مشاورت" - نڈیہ احمد علی کی "میرگشت" و رشید احمد علی کی "آشتی و یاف
 میری" "احسن و خوشی کی" "بہانہ و اعلیٰ" "میرزا اور بک" "نئی کاری" "اقتربین المسدود کی
 "میرزا" "و خوشی کی" "یا علی کی برکت" "راہی قیام از غلط و غلط میرزا کے یوں نہایت خود
 علی کی "غلبہ زمرہ" "امید و بعد و یاف کی" "نپ بیٹی" "خود خوشت سراغ و ایک قابل
 قبول سیوا و بخیرگی ہیں۔ یہ محنت و کامیابی میں نہ چلتا پستیوں کے گہر و علی
 جتنی ایمان کے ساتھ آ جا کر کر دے جائیگا۔

وہاں رہنے والی ہم گزشتہ آیت کے منظر کا اہل گشت جہ جہانی شخصیت کو کیفیت دینی
تو نہ تو شکارِ حیات سے رہی کرنا چاہتے ہیں۔ مہرِ زندہ دل حضرت سرکشان سے
اپنی شخصیت پر گور سے ہونے واقعات کا ذرا آفرین کہتے ہیں۔ وہ آپ اپنی مکہ تہ قرآن
سے عبور ہو کر کچھ بڑے بڑے ہی مکتبہ محمد الفکر بدایونی پر درگاہ بھی کرتے چلے جاتے
یہ کہ انھیں اپنے اس آفتابِ حق کے جلالتِ ظہر کا ذکر دیتے ہیں خدا تعالیٰ منہ دل لگا دے،
اور ہر سب کچھ وہ نصرت میں اپنے گزشتہ کے گردن کھنڈ اپنے میں چھاپنے کا فن ارجا دہ ہو گا۔
اگر آپ اپنی سب جہاں اعلیٰ مستقل مزا میں توازنِ ذہنی نہ لے لیں، وہ اور کی اور
قیمت میں منظرِ مزاج کا اندازہ ہو کہ کتب کے میں پہنچیں۔ لفظ میں مسیحت و نور و مسلمان سے
الذکرِ نبوت کی شدت کا بھی اقاوند برتا ہے۔ یہی بعد میں دلیلی دہن ہیں، مگر طوطی المس
داعیِ فداقتہ سے نہیں، اور نہ کہ جس سے بعد لکھ کو ان سے محبت نہیں، شوق تھا وہ آقا
نورانی میں مگر ہر بعد ازِ مہر۔ خود یہ جہلِ کم نہ کہ وہ گردِ دلالِ بند ہیں
جو فیصلہ شدی سے قبل وہ لکھے رہنا دشمنان سے ڈر بن ہو ان کے سے جیسا کہ ان
قصصِ زمان کی سوسنیں دیکھنے کے جو آپ شمسِ مہر سے ہیں محفوظ ہیں، عالمِ بقیہ میں ہر روز ایک

خواجه میرزا محمد... دہریہ کے لئے ہر دم غلجی لا انساب نعیمیہ: ۱۸۷

گواہی کہ اس فریبی لڑکے سے نہ تھا نہ تھا مل کے مرنے کا بھی موت بگاڑے۔ پھر علی
اور ممتاز خاں سے تصفیہ کیا، اور دوان سکھر میں کسی قتل، اغوا و جتا جنگی تھریس
آئی۔ ان کے ہاؤس کے قبضہ پر اور سے پہلے کا بدلہ مل کر ان کے گھریلو تھریس۔ جیسی کے
و اور ایسے ہی بعض اور بڑے بڑے، مگر، جیسا سے پہلے کی تو اقبال کا ذکر کیا کرتے تھے
مردانہ کے جگہ کا نال کا ذکر اور ایسے شریا کہتی کے قتل کو تو روایت تھے۔ جیسے اس آپ
بڑی میں رہنا مل کے جو ان میں اپنا اختلاف فیہمات میں اس منقہ تبدیل کیا جانیب میں ان کے
کچھ میں جیسے ادنیاب یا انکیکب تھے ہیں۔ لیکن ان کے در سے کھا ہے مگر طلب حقائق پر
تو خدائی کی رہتا ہے۔ اس پر اس کے میں بعض اتنی یا ان کے نامیہ میں مطلقہ ہر کی بدلہ پیش
اور صاحب دہلا سائی پر رہنا مل کی تحصیل سے لکھنؤ رہتے ہیں۔ پھر یعنی والدہ کی تہہ تربیت
میں اخستے ہیں لیکن میرزا علی بہا کی طرح (دینی کا دنیا) اصل اور بڑی نشیے کے پہنچنے پہنچنے
تا وہ جانب جنت میں میرزا میرزا بہا کے ہیں۔ یہ سب اس کی کھا غار کے مسلم گھر تو رہے ہیں
ان گھر کا تربیت کا۔ آخر ہم ہم اللہ سے ہم خدا، رہنا مل کے، جیسے کہ ان کے شفا ماہ
صاحب، میرزا حسن علی خاں (خیر) نے اس کا ذکر تو کر دیا ہے مگر معنی میں ہے۔

[illegible]

میں نے تو سچ کہا ہے۔ میں نے سچ کہا ہے کہ میں نے سچ کہا ہے۔

جوش کی "یا دل کی برسات" ۱۹۷۰ء کا اہم افسانہ جوش کی "جہانِ باغش" ۱۹۷۰ء کا (اردو نہیں)
 نکلے گا نہیں۔ ۱۹۷۱ء میں بعض افسانوں کا مجموعہ طغی جی نگران سے ملے گا اور ۱۹۷۲ء میں
 جہانِ باغش کا نثری حصہ۔ ۱۹۷۳ء کے مقتدرت اور زاریہ پائے نثر کے افسانے سے عز
 کی نیکو المیرہ نہیں پیدا کیا ہے۔ "یا دل کی برسات" میں جوش نے اپنا پورا زور بلغم صرف کر دیا
 جسے دور یہ ان کے ساتھ ساتھ نظر نگار جوئے کی پاک ٹوکی پر ہونے لگا۔ بھاری بھانڈ
 آئی، غافلہ میرا، غور جوش نگار ہی نہ اس کی یہ نقد ہے سے گزرا ہے۔ آٹھویں کتاب ۱۹۷۳
 میں "احقرات" کے باب میں کسی اپنی تفسیر کا حصہ لیا اور اپنے معاشی و سماجی طبقوں
 کا بڑی تفصیل کا نقد پر مبنی کر دیا ہے۔ دس تفصیل سے بڑی کی شخصیت قشع، جباری، مجبوت
 پان ایف ایل ایف، ڈیپا، جین، خود پر یہ لہ آؤ، جباری، مانتقت اور سلمیہ سے نکل
 برآں معرکہ جیتی ہے۔ بہر حال چند نقد انتہا سادہ دیکھیے۔

۱۔ "ان کا تیرہ دہندہ داستان کا آغاز" ۱۹۷۰ء کا "ان کا تیرہ دہندہ داستان کا آغاز" ۱۹۷۰ء کا

(۱۹۷۰ء کا "ان کا تیرہ دہندہ داستان کا آغاز" ۱۹۷۰ء کا)

۲۔ "میرتے تیرے اس لیے" ۱۹۷۰ء کا "میرتے تیرے اس لیے" ۱۹۷۰ء کا "میرتے تیرے اس لیے" ۱۹۷۰ء کا
 قدر زائد سے ڈرنا ہے۔ ڈرنا ہے کہ اس کی آواز کی دھمک سے زمین کا پتہ نکلے گا۔ وہ جگہ
 کے بلاسٹر کے ٹرک سے ڈرنا ہے کہ یہ تیرے پر گھر سے ہے۔ ۱۹۷۰ء کا

۳۔ "ایک بار لکھو" ۱۹۷۰ء کا "ایک بار لکھو" ۱۹۷۰ء کا "ایک بار لکھو" ۱۹۷۰ء کا
 کے تیرے پر دیشاب کیا جائے۔ چنانچہ راستہ سے بار بجے، ہم لادنا چھت پر رہ گئے۔ ہم
 اور توں لکھو بڑے مشورے و مشورے سے دغا دے دے کھلے نقد تھا۔ انہر کر کر کر ان
 کے تیرے پر دیشاب کیا جائے۔ ۱۹۷۰ء کا

۴۔ "برہنہ کے تیرے ہنسی" ۱۹۷۰ء کا "برہنہ کے تیرے ہنسی" ۱۹۷۰ء کا "برہنہ کے تیرے ہنسی" ۱۹۷۰ء کا
 ہے۔ ۱۹۷۰ء کا

۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء
۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء	۱۹۷۰ء

تکلیف و تشکیک والہ الامور اسلام کی طرف ہر گشت و جست و خیز اور سعی و تعہد و زحمت
 ظاہری، معافی و مال و زندگی، انھیں جلاوت و صحت و کسرت و تسریر و مفاد و تحقیقیتیں، جلال و
 سادگی و غرابت و خلل کا پورہ اور ذلک کا بڑے مست حوالہ (وہاں اہل مابعد) جیسے اہم
 مقررہ صبر و سیر و حاصل و فانی مطلق ہے۔

ان احاطہ کئے مطلقہ سے جامعہ کی خصوصیت ایک ایسے فرد کے طور پر سامنے آتی ہے
 جیسے ابتدائی ماحول نہ بین الملکی جن میں ظاہر پرستی اور اسماء برتری کا نقشہ بھی تھا اور
 لغوت میں جہر لبائل شیریں سے جہم ہے۔ اسی قصہ، اگرچہ ایک نئی تفسیر، یا طرز و اسماء
 اور نیا طرز اور بلائے کر یا تھا، اللہ یا فزیز اسماء اور سلوب شدت صاحب خاص کے ہر طبقے
 کو سزا اور موجب کردہ تھا، یا غیر خارجی ختم کو پھونک کر اسکا دل لہجہ کالج کی زندگی سے، جدید
 کو گیس فراہم کر دیا۔ کیننگ کھلی کی تعلیم تکلیف و اہل کا مسئلہ، بنی اور جدید اس زندگی
 میں زندگی کے دوسری صفحہ سرحدی پر نمودار ہے، لہذا جدید و بنی اسرا، بل بھی کی طرف
 جو ایک زمانہ میں جب نئی اسرا، بل میں دشمن، بڑی پر نمودار ہو گئے تھے۔

لیکن نہ انگریزی تعلیم اور نہ کل تشکیک و اولاد کا دورہ اور ہر چیز میں
 ہماکت جیسے کہ ہستے اپنی آپ دینی میں اور متعدد و غیر متعہد پر مبنی ہے۔
 دین میں تشکیک و انساں زندگی کا ایک اہم مرتبہ اور کوئی بھی سو چند اہل صالح
 والی گاہ اس وقت سے ہی سے بغیر منزل سے ہم کنار نہیں ہو سکتی۔ ان کے تشکیک کے بعد
 کے تمام علمی و دینی کارکن حاصل میں ہی تشکیک و اہل کے مختلف جدید و عمل کا نتیجہ
 ہیں لیکن جدید اس تشکیک و اتحاد پر کم و بیش ہر جگہ درست کا خدشہ کہنا سنا، خلل
 یا دور کہ ہے اس تشکیک و اتحاد سے فائدہ نہ ملے گا اور اہل انکار و کفر و ہستی اور
 کا نہ ہی ہرگز وہ تمام ہر دہم و جملہ گزشتہ جنس قدس سے فاصلہ اور فاصلہ کی طرف
 سے گزشتہ کی اپنی لغت و لغت کو ایک گزشتہ کی فعل میں ہے۔ لہذا اس کے خلاف
 سے شہدائے ہر دہم کی نفس کشی، اور فاصلہ و فاصلہ، اس میں اس کے خلاف
 میں ازمنہ و جگہ میں کی تعلیم اس سے اس میں اس کے خلاف۔

ابن کعبہ پر شکس مولانا عبدہ علیہ الرحمہ ایک ایسا گزیر بگھتے ہیں جس کی عقلی شخصیت سے ہر منکر اور پلیدی کا سسٹل اکھٹا ہوا ہے۔ اس شخص کے عقائدوں کے مطابق وہ نہ بد ہو گا ہے۔ نہ جنت

[illegible]

جس نے اپنی عمر بھر یہی دعا پڑھ کر اپنے دل میں یہ دعا لکھ کر رکھی ہوگی کہ میں اپنے
 لئے ساری دنیا کی دولتوں کا حصول کرنا نہیں چاہتا، بس یہ دعا ہے کہ میں اپنے
 نفس و جان کا غم نہ کر سکوں، نہ اپنے دل میں غم نہ آسکے، نہ اپنے دل میں غم نہ آسکے۔
 مسئلہ - جس نے یہ دعا پڑھی ہوگی، وہ اپنے دل میں یہ دعا لکھ کر رکھے، وہ اپنے دل میں
 غم نہ کر سکے، نہ اپنے دل میں غم نہ آسکے، نہ اپنے دل میں غم نہ آسکے۔

جسے لٹاکر غور شدہ علیہ تجویز پر جواباً "مفتوحہ" پر فرما سقند و غرض فیبر ۱۱۲۷ھ میں صدر المجلد
 دہلی دیر جسے کہ میں نے دیکھ کر شک کیا کہ وہ غلط ہے میں نے اسے اسلام کے ساتھ ساتھ جبر کا عقل کو نہیں
 لیکن میں نے بالی تعلیق پر غور کیا کہ وہ "دیر" کا جوتو ہے کہ کہ میں نے اسے نہیں دیکھا وہ منظور
 مستشرق اور سنہ ۱۲۷۵ھ میں ۱۲۷۵ھ میں اس کے ساتھ ساتھ اس کے اعتراضات کے جواب
 میں محمد کو کہ اس کے حق میں ہوا کہ وہ ہے دین کے مطابق جو آپ "یعنی" ۱۲۱ھ

بدیاد و شیرازیا جاکہ ہے۔ دھامی کے درجہ و درجہ میں کا اس طرح اہل بن جانا ہے کہ پھر اس کے
 مصائب کے فکری مشکل پر جا کہ ہے۔ آپ مہر سرخو میں رہے ہیں حساب میں تا ۱۴۴۰ ہجری
 اس کو اس کا فکر برسا کر ہے۔ "ساتویں میں آیا تو لپٹھ ہی بجایا سول منہ چھوڑا شراخ کیا کہ
 اب تو سترخان میں لکھی نام آئے کا اصل معلوم ہوگا۔ اب اور غیب تک کے ساتھ الحیرہ لکھ دیا گیا
 یعنی جتنا اس وقت تک جہنم کے ہیرو کے لکھ لکھوں میں داخل قہر (سلطان) کو نہ لکھ سکے تو
 آئی نہیں۔ "تو یہ ان فقروں کا نام نہیں اپنی ان کی زبان سے کہ لکھا کد داغ جہنم ہشت سہائی پور
 نام مسلک کا آپا کر آدھو ہشت شریعہ برحق۔ سہل سہل سے کہہ کر علی دھڑلے لگا۔ انہوں
 دہی جمار جوتا تھا۔ ساتویں کا اسم کی بر تو اور سب میں جہنم کے نیز سب معلوم ہے اس کے
 لئے لیکن حساب میں آپس بھر کے بھی نہیں۔ ذیل ہما اور صاحب علی کی زندگی میں پہلی بار لکھ
 ہوتے سے دوپہ چوڑا شراخ

ماہ کے شریعہ علی بن ابی طالب اور شیخ کھنکھان کا سراج ان کی آپس میں متعلق تھی لگا پا
 یہ سکتا ہے۔ ان کے سراج اللہ کے نام کا گہری میں ان کے بچوں کی بھڑا لادنا اور ان کے
 سے قریب سے دنیا نام نہ کہتے ہم میں۔ انہیں بھی رائل کھنکھان ان کی طبیعت کا ساتھ تھا طبیعت
 شراخ ہی سے عکرائی کا حامی تھی۔ تو غل بھر خود و خشب، سنگھ آرائی اور جلسہ دہے
 ہمسہ گر پر لکھا سب اصل میں ان کے بچوں میں کھڑی کر کے پائیں۔ زندگ بھر کے
 اپنا مرکوزہ علی حد نشوونہ فکر میں بعدوں اور فکری رہا شوق اداس کے لیے طول مدد
 منصوبہ بندی کر تیار جیسے تھا کہ میں پیگ میں مدنی نامہ رائل کرتے پر پورے ہوا میں ان
 سب کی تیار ہما بچوں میں رہ کر ان کے بچوں میں زندگی بھر تو خدا اقبال اور شہید و فدا کی تہ
 اہل کا عاطفہ کے سب سے کہ مرگرت بچوں میں ان کی شخصیت کا عقد بن گئے تھے۔
 چاند لکھ ان کے سب سے سب سے

۱۔ "تو پھر کاتر جیڑا تھا خدا لکھا ۱۴۰۹ ہجری میں آگیا تھا۔ بڑے بچے کو کرچہ جیڑا سب
 کہہ کہ فزاح میں نہیں لکھ ہی لکھا نام اپنا لکھا۔ "تو بوقت لکھ نام لکھے
 شراخ 'آپ ہی' دہی ۱۹۱۰ء

معدہ صحت و بقاوت پر اثر کرتی ہیں اور ہر کسی کے ذہنی سے کلام پیدا ہو اور اس کی طبیعت بھی حرکت سے رہ گئی۔ ہر طرح کی طبیعت کی کوئی قائم رہی اور ہر طرح کے آثار و اشکال کے جوہر سے ایک اور یہ ہر طرح کی چیز کا اس طرح ہر طرح کی آخری مرحلوں پر پہنچے۔ اس کی کرکٹے پانچ

بڑے صاف گاہے تھوڑے قلم بہتر شست کو - ستہ

طبیعت میں اس مختصر حد فطرت کا اثر ان کی قرینہ ان میں بھی نظر آتا ہے اور خصوصاً ان کی طرز پرانے پر اس کی بھلائی بہر حال ماضی و کمال دیتی ہے۔ طبیعت انداز زندگی کی اس طبیعت میں اگرچہ کسی قدر کم ہے اور انفرادی واقعہ ہر حال خصوصاً صاحب وہ شیخ تھوڑی کے مطالعہ سعادت میں داخل ہوتا ہے۔ اس سے اس شخص کو اس کے رنگ کے پتے ملے اور اس کے پتے رہے لیکن اس سے مکمل طور پر بے شکار حاصل ہوا ہے جس کا یہ سب انہیں ہر طرح پر آمدور

جس کے ساتھ آپ ہیں - گئے تیرے نظر انداز ہیں ۔

ماہیت انہی نظریات کا آقا تہذیب سے کیا ہے ہر فلسفیانہ اور نفسیاتی غریبوں سے لیکن جس وقت انہوں نے اپنی تپ بڑی کھنڈ شروع کی ان کی مسموم حیثیت ایک نیا عالم ہوا اور مستقیم تر کن کی تھی۔ اس کی آواز سے شہید و عابدی اعلیٰ فطرتی انداز کے علم سے لکھا اسلم تشاد پر نیکو انداز۔ سعادت اور شرافت کی علامت وری، سعادت نگار و علامہ سعادت گھنٹا کی ان کے قلم کی پیمانی بن گئے تھے اس کو سعادت و سعادت پانچ سے کہہ سکتے ہیں آپ

بہت ایک کے نکل اٹھا پر راز کی پیمانی کی پیمانی کے مصلح انداز میں ان کی تپ بڑی سے۔ شاید یہی سبب ہے کہ ان کی اولیٰ و الشائق تحریر ان کے مقابلے میں وہ تپ بڑی مدھی ہوئی ہے۔

تہذیب و اسلوب پر یہ بھی نام سامع ہو جائے۔ بلکہ اگر یہ کہنا ہے کہ کسی قدر تھکا تھکا ہوا پر موزہ موقوف یہ تصور ہوگا۔ رہنمائی قیل میں کہ ہے وہ کھنڈ اسلوب میں۔ قیام یہ سب کچھ اس لیے کہ یہ حد تک اس کے سرسبز ہے کہ ان کے اندر میں ہر مضمون پر گئے ترقی و تھاپ کی ایک غریب۔

یہ سب ایک شخص ہونے کے پرانے سے ناظر یہاں بھی کسی میں ہر گز کا اثر پیدا کرنے میں

مہینہ جو گئے ہیں۔ اور اس میں اس تپ بڑی کے پرانے ہفتات وہ ہیں میں انہیں سب

ستہ "آپ بہت" - اس

آمدہ ہیں مگر کچھ ایسے سفر تھے جن میں مخلصان شیر بہ خود کو ہوا تھا شاکر " بعد
 سے معلوم ہوا کہ یہ وقت بھی سپردی - یہ نئے نوید ہوا باشم تو وہ ان دیدہ باشا ۱۱ کا
 ٹیپو کے نیکو کار و بھیکاری کے انھیوں پر گئے ہا شکستہ ہیں۔ ان سفر پر سورجی جہت سے میرا نوری کا
 "بھلی حرمین" سے نقل ہے میرا "یہ کہ" اس بار میں "شور و غلہ کا شہری کا" شب ہا شکستہ میں ہوا
 ہر مخلصی کا "لاہور ان جہاز" "مخلصی" "لیک" "لاہور ان جہاز" "سفر جہاز"
 اہم ترین ہیں "مخلصی" "سفر جہاز" "مخلصی" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 اور نرسٹ کاٹل میں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 ۱۸۴۸ میں جہاز ایسے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 ۱۱ ان سالوں کے لئے اس لئے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 ان کے اصحاب نے مسرت کی نو لہر چکر دی ہے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 فردی تھے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 کے خوب دیکھتے تھے ایک عالم دین کے طور پر نظر آتے ہیں جو مسرت کے لئے الہ سے ہے
 دلی گزرتے ہیں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 ظاہر ہے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 مصائب گزرتے ہیں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 اور امداد کے "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 جس آستانہ پر پہنچے ہیں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 رہا علی پر کر کے دیکھتے ہیں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 کا ایک ایسا "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 ایک (مخلصی) "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 میں مقامات و اطرار کا اٹنا نہیں جتنا بہت لہر و لہجہ "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 کا "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"
 لکھتے ہیں "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز" "سفر جہاز"

شاید محمدؐ کو جو ان کی غلطی دیکھ کر جو اسے سبیل جو نہ تھا

نہایت مسرت ہوئی

اسی طرح لوگ ہمسعد و طافم خدائی تھے مولانا محمدؐ کا "سفرِ حجاز" مکہ کی طرف روانہ ہو کر
 وہ جگہ جو مستطاب و محبوبہ کے نام سے یاد کی گئی تھی

"صبح کو امیرِ خلیفہ اور سونے کا سفر کا دروازہ لا الہ الا اللہ نہ فی خاطر اللہ
 الا اندیس مطافہ پر گزرتا تھا۔ زبانِ عربی کی نوا کے گچا گچے جگر سے دور کی گئی محسوس
 ہوئی۔ مسفر کی دور دوری بہت پر صحتی ہی شہابِ عجب الہ و ما شہد تو افروغ تہجد اللہ
 دیا اللہ کے سفرِ ناز کے گچے و لٹکا امیرِ خلیفہ کی بے غمت خواہش کی گئی تھی

مکہ مکرمہ میں اور فطرتِ شہر کی طرح جس طرح کہ "سفرِ حجاز" کا سفر تھا اس
 حجت "تھانہ ہشتہ پاکستان میں باہر ملک مسفر کا یہی طوفانِ نفیست ہے۔ اس سے
 ۱۹۵۵ء میں پاکستان کے کئی گزرتے جزیرے کی رحمت پر پاکستان کا سفر کیا تھا اس کا پتہ
 بیشتر کو اپنی ہوا و باخشاہی اس وقت پاکستان کو درگاہِ شہادت تھا یہ مسفر اس وقت کا ایک سفر
 تھا اس میں کافہ فی فتنہ کی وقت کی سب سے صورتِ جہل سے نہیں تھا۔ تعلیمِ کتب سے
 قبل کہہ خود بخود گو کہ بہرِ ہلالِ پاکستان، رہے کہ ایک اعلیٰ عہد سے پر غارت تھے اور
 انیسویں صدی میں گئی وہ دور کہ ایک نئے گزرتے سفر کی ہشتہ میرا فخر سے نہ ہو تھا فی ایک
 منہ و لہجہ وین کو اپنے بیان میں کیا لیکن اس دور میں رحمت تھی اس آدابِ ہدایت کا دور نہ گھول دیا
 کسی سے نہ آواز جہد ہوئی کہ مجھ کو طبعِ اسلامی آجایا ہوا ہے اس کے ساتھ ساتھ جانِ عمل کو
 انیسویں صدی کی فتنہ و مایا جابا ہے مایک رومہ "آگشت" کیا کہ مسرت میں قسم
 کہ دستِ ہمسایہ کو جس گزرتا ہستی سے اس کی تو تسنن و شریعت ایک شہزادہ کے ہاتھ
 مطافہ ہے اور یہ صورتِ اس مسکن کو کی ہے۔ اور جتنے منہ ان کی باتیں بہرِ جہل
 ہوتے تھے پاکستان کے یہ سفر بھی پر پور نہ آتا کہ کھٹو سے شروع کیا اور ہر ماہ گزرتا ہی
 تھا ان ہفتہ خیر کے بعد ۱۹۵۵ء میں ۱۹۵۵ء کو اپنے وطن کو رحمت کی ماری تھیں اس میں
 شہدائے حجاز و عرب کی چند ہوا "اس سے

ملک و پاکستان کا جانی واپس سنبھالیں بھلا آئین نامہ و پارلیمنٹ نہ چاہئے یا ایک ملک کسی ایک مسافر
ایک مملکت سے نہ رہی میں منتقل ہو گیا۔ اس سوائے اتحاد سے اس کا فائدہ نہیں ہوتا۔
وگرنہ وہ کسی غور پر غور سے تکیہ درجہ رکھتا ہے وہی لکچر کو نظر میں رکھیں۔ مگر وہ غلط
کرم و برطانیہ کے مال سے اس قدر فائدہ پہنچا کر کہ اس سے درستی سے ترقی ہو کر کسی غریب و محرومی
یعنی نہ جو شے ہائے گھر سے کہ نہ اس کے منزل کسی وقت ختم ہو جائے۔ روح امر عالم کی ایک کم
سے نکل کر عالم آخرت میں داخل کر گھڑی کر گئی؟

اب جب کہ سفر اس کی گزری ہو وہ سب بہت بامدادی یا بامداد سفر ہے سفر بہت دور کا
بحر و دریا میں آٹھ گھنٹہ کی سب سے زیادہ ہے یا ایک دن اس کے بعد ایک عید یعنی
صدا ہے اور بامدادی شے خانہ کی یاد تازہ ہے و تقریری شے صحت کے لیے ہے گئے ان سفر پر یہ
کا اظہار نہایت ہی ہے جو سکھ سے بیرون حال طرہ ماجہ کو تو اس پر میرت ہو رہی تھی کہ وہ لگتے
سفر کی شے یہ ہے پناہ و غالب کے ایک حصہ میں ان کے طرف کر لیتے ہے اپنے سفر کا
میں کے آغاز میں یوں ایک دستہ ہیں۔ یہ غیر کیا نہیں ہے کہ اس سفر پر اسے
یعنی بہت دور و دور کا ملک نامہ جو وہ درجہ اور میں ہے تو وہ ملک سفر پر اس کے
گفتار و اظہار طرہ کی گزری اس سے ہے کہ اس لیے ہے سفر نہیں کا یہ میرت سے ہے گفتار
یا ازراہ میرت سے ہے کہ

یہ سفر بامدادی ہے مختلف مقامات پر پہنچنے والے افراد سے ملنے کے بعد مختلف
کے چلن کر کے کا گزرتے انہوں اور اس کے طرہ کی (CHANGING) کے مولیٰ میں
کار اور ان کے اور ان کے طرہ کی اس اور اس کے اندر سے ان کے رنگ و اور سے چلے
شمار کی نہتے ہیں۔ میرت کے بعد ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے
مردم کا یہ کہ اس کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے
اور ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے
پہنچنے والے اور ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے
میں ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے ان کے

مکہ پر قدموں پر یا مناظر احسن کی نظر کا وہ ان کندہ پتھر پر ہے جو مسلمانوں کے شہرہ مقدسہ سے
 قریب کر رہے ہیں۔ ان تمام سفر ناموں پر مذہب کا رنگ بہت گہرا ہے۔ اسی بنا پر یہ سب
 نظمیں عجیب تھیں۔

پھر گزیریں ان طلبہ ان سفر ناموں سے بھی۔ کوئی نذرانہ کچھ نہ ملتا ہے نہ کدبانو نہ کسی
 ملک کے بعد کے ہندوستان سے کسی کو نہ قریب مصلحت تھے نہ فیس دیدار بلند نہ ان پر اس قدر
 ہر آواز، مسلمانوں کے سفر پر ہر کام کا اور وغیرہ ہے۔ یہ لکھنا کہ یہ تمام دور و دراز ہندو طلبہ
 اور ہر مسلمان کی نسبت کی نہ اکت کر رہے ہیں کسی دور و دراز سے کام نہیں لیکن تحقیق یہ ہے
 اور نہ میں کسی انہیں اسلامیت کی کوئی چیز کہہ سکتا ہوں۔ لیکن یہ ہے تو وہ انسانی مسئلہ کا انکار
 کیسے لیں نہیں رہ سکتے۔ چہ کہ آج کے دور میں انہیں اپنی رہائش اور اپنی زندگی کے غایب
 رہا کیوں پر کھٹک رہی ہے کہ یہاں مسلمانیت بننا اور شریعت سے غافل نہیں اور
 اس کے تشعب کا نشانہ نہیں۔ لکھنے پر بھی وہ لکھتے ہیں کہ وہ کوئی قسیدہ نہیں لکھ رہے ہیں۔
 ہر کام ہے لیکن یہ نذرانہ شرافت کیسے بڑھتا ہے اور اس کو بنائیں یہاں کا دل بھلاں سے
 یہ کہہ کر کہ یہ بنی ہوئے انہیں اس لیے کہ یہاں رہا ہے کہ وہ انہیں اس لیے کہ وہ انہیں اس لیے کہ وہ
 لکھ کر شرافت کی جوئی ہے؟

ان سفر ناموں میں خصوصاً سفر نامہ سیدہ ماہدی یا جہتہ اہل ہند کے کتبہ منافع
 سے بڑی دلچسپی ظاہر ہے جسے وہ ان کا قرآن مجید اور مطالعہ کیا ہے اور اپنے تمام
 دلائل لکھے ہیں۔ کتب خانوں کے بعد کے یہ شہرہ و شہرہ کی طرح تھیں کہ انہیں ان کے
 سفر نامہ مصنف نامہ دہم کہ ان کوئی قرآن مجید کی قرآن مجید ہی دور و دراز کی زبانت ہے۔ ان کے
 اسلوب تھا۔

پہلے اسلام کے انہیں سے بھی سفر نامہ لکھے گئے ہیں۔ انہیں گئے ہیں یہاں پہلے
 انہیں بھی یہاں پہلے لکھتے تھے۔ یہ طرح کام کرتے ہیں کہ وہ ان کے حاصل کر رہے ہیں اور
 انہیں ہر جگہ آگے ہے۔ پھر ہر جگہ انہیں کے وہی کہ وہ انہیں کے وہی کہ وہ انہیں کے وہی کہ وہ
 لکھتے ہیں یہاں پہلے لکھتے ہیں یا انہیں کے وہی کہ وہ انہیں کے وہی کہ وہ انہیں کے وہی کہ وہ

فصل پنجم و عبدالباقی دیوبندی بحیثیت مکتوب شہر

[illegible]

فرد" اظہار" حسین پر کیا۔ اتنا تو اچھا انسان تھا کہ مصلحتاً کسی پر غصے و ابدان کی

[illegible]

آورد کتوب فخری ستمه قبل مشدہ بنده مستعار میرزا محمد علی زبانی میر کتوب فخری
عاج راجتہ لیکن وہ "الحی زخمی" ہو "وعدت علیگری" یا "استمعتہ علیگری"
ان میں لائق و غیر مختلف اند معنی و شیعہ سلطوب اخیر کب گنہ ہے بیکہ شاد صلیبی
شاد مکتوب علی علیہ السلام آزاد در حرمہ الاسلام شاد بہ بنوی ۱۰ ص ۱۱

[illegible]

ماہدیکہ کا تیسرا کتب خانہ جو کہ ایک شائع ہونے والی "رفعت" نامی ہے۔
 (پہلی کتاب) "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔
 "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔
 "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔ "مکتبہ" نامی ہے۔

آک مسکیت، پورہ، ۲۵، ایپرل ۱۹۶۹ء، ص ۱

۱۱۱ کنواریت، بهیسی در عیار، و لنگر و طوطی، ص ۳۴

بڑی خوش حال تھے۔ یہاں لڑائی نہیں ہوئی۔ ۱۲ اگست کو سب سے اوپر بڑے صوفے پر بیٹھ کر ان کی شخصیت کے بعض کمرے میں بیٹھ کر ان کی باتیں کر رہا تھا۔ پھر بعض ایسی شخصیات کے ساتھ ان کے ملاقات پر بھی ان کے ملاقات کے بعد ان کے ملاقات پر بھی ان کے ملاقات پر بھی ان کے ملاقات پر بھی۔

ان مکاتیب میں بہت سے قلعوں پر بغاوت خانوں عربوں کی غلبی شالائیں ہیں۔ کچھ ہونے پر
صورتہ بعض خاں بہادر جنگی فتوحات کے حسن پر ایسے بڑی بصیرت کا ثبوت دیا
ہے۔ جیسے کہ عاقلیت، نصرت پر انیس ہزاروں عسکری، اس کا شہر میں کوئی بہت
آپا اتار دینے کا بجائے۔ سہارا کا کرلف کو ایسی سے خراسان میں بھی۔ مجھے اس کا ذاتی علم
اگر آپ کو دے کر ہے کہ اس سے قوت ملتا تو وہ ایک ایسا کو۔ کچھ نکتہ پر دیکھتے تھے۔
بعد کے خراسان سے کہ فتوحات پر ہم ہی علماء و دانشور ہا سات دیکھتے تھے اساتذہ
مہانوں کے علاوہ غیر معززات صنفی کی تعداد بھی خاص ہے۔

ان خطوط کا مشہور حصہ جیسا بھی ہے۔ وہ درجہ خطوط تقریباً ان کے تمام غیر متطبیق ہیں۔
 جن میں ابجد سے بعض تفسیری کتب کے بیان کے ہیں۔ یا پھر ان کی تفسیر انگریزی کے باب میں درج
 کی گئی ہے۔ جو دو کراچی کے ڈاکٹر عزیز علی صاحب کی دینے والی ہیں۔ ان کے نام
 کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۔ ہندو کرشمہ عربی، ۲۔ کراچی، ۱۹۲۰ء میں شائع ہو چکا تھا۔
 ۳۔ انگریزی تفسیر کتب ۱۹۲۰ء میں شائع ہوئی۔ ان کے نام ہیں۔ ۱۔ جیدہ جعفر انبائی، ۲۔ انبائی
 ان کا تاریخ عالم میں جو تھے۔ عالی حضرت، ۳۔ تہذیب عربی، ۴۔ عربی کے حاشیوں کا نام ہے۔ ۵۔
 ان کے نام ہیں۔ ۱۔ جیدہ جعفر انبائی، ۲۔ انبائی، ۳۔ کراچی، ۱۹۲۰ء۔

[illegible]

جو کہ فطرت سے بچنے اور کمزور بننے والے قہرِ ماحول کو کیسے جن مکان کی خفگی سے گدے بیٹھا
پہلوؤں پر حقیقت پرستی، اصرار کو لے، دینی طرزِ انساں و خیر و ایمان و شرفِ شرف ہے۔
۱۔ "گوئی بشری و کشتی کشتی ہی حیرت و ریزی سے کہ ہلکتے نہ میری، کو تائید لے سے
خالقِ برحق، تیسرا شخص، کا پرش سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ انجی کیچلے پختہ، سادہ دار
و معرکہ ہند، اسے فلکِ غیر معرکہ، سادہ صفت، درخشاں، اعتراف، گشتہ میرا ایک جوارِ کائنات
گھٹ کر بھیجی ہے۔ جوں جوں سن در سن اللہ تجرہ جو کا جانا کہ ہے، لڑنے لڑنے سے بڑی تحقیق کی یہی
حقیقت نفع نہ ہوتی ہے نہ فتنہ

۶۔ "مفسرین نے خود کو انسانی فطرت کے بارے میں زیادہ عقیدہ نہیں رکھنا کہ تفسیر کا ہر لفظ قرآن سے مشتق آفریقہ ہے اور ہر جگہ کسی بھی تفسیر کا نسخہ ہو سکتا۔ قرآن پر ہر شخص جو بڑے مفسر کے لیے جڑ ہے"۔

۳۔ دین پروردگار نے اپنے حبیب علیہ السلام کو حضرت سید سلیمانؑ (ع) پر ۱۰۰۰ ہجرت کی خبر دی ہے۔
 انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ اس کی وجہ سے علم کی فطرتی استعداد میں کمی نہ آئی۔

۴۰۔ "پروپیٹیشن کو فقیہ ہے، وہی رحمت خداوندی ہے، ایسا کہ محمد عبدالحق صاحب نے لکھا ہے۔ "نہ دعوتِ ابدی" کے نام سے جو کتاب تھی۔ "محقق حقیر" کے لکھے تصانیف کی وضاحت پر ملاحظہ کیجئے (اس کتاب میں اس کے تین سلیکٹ نہ کی گئی تھیں۔ ملاحظہ کیجئے)۔ "محقق حقیر" کے تین سلیکٹ کی جن تصانیف ہے، مگر یہاں شاید یہ لکھا ہو کہ "محقق حقیر" کے تین سلیکٹ کی طرف سے جس میں انھوں نے اضافہ کیا، ملاحظہ کریں کہ یہ کتاب بھی لکھی ہے۔ "محقق حقیر" کے تین سلیکٹ کی طرف سے جس میں انھوں نے اضافہ کیا، ملاحظہ کریں کہ یہ کتاب بھی لکھی ہے۔ "محقق حقیر" کے تین سلیکٹ کی طرف سے جس میں انھوں نے اضافہ کیا، ملاحظہ کریں کہ یہ کتاب بھی لکھی ہے۔

۱۳۹۰ هـ. جمادی الثانی (۱۳۹۰ هـ. جمادی الثانی) ۱۳۹۰ هـ. جمادی الثانی ۱۳۹۰ هـ. جمادی الثانی

الصفحة ٣٨٤

المصنف

افسوس کہ جس قدر کہ وہ اپنے اسلاف کے حال سے بھی اچھے نہیں تھا اور شاہجہان کے مسئلہ کو
 میں کر دفریب سے قدم قدم پر جو شہید رہتا چاہیے۔ کچھ غشیں لاد لیا اپنا نام کچھ
 میں ہم کو: ہر ایک کو کسی شخص سے نہیں جو میرا میں میں وقت بھی اس کے میدان میں نہ ہو
 وقت اس کے حاصل ہے۔

”شیطان میں فتنہ کہ بھی قیاس میں نہ کی طرف سے بھی دے کر نہ ملتا ہے و
 لیکن یہاں اس کا ایک اور بھی مستعد ہو کر کھڑا ہوا ہے، فرار سے بھاگتا ہے۔۔۔۔۔
 بات بڑھ کر یہ کہ کھڑے ہو کر اس کے دلی میں نہ لے لے۔“

”جی ہاں ہے تو کچھ نہیں کچھ میں لکھتے دے اسے اس کے اپنے کسی ہو چہ سے پوری
 عمل کو بھی نہ چھپا ہے۔ میں تو اس کے خلاف اس کا ہر ایک ہوں۔ اپنے بچے کی طرف
 سے یاد ہو اس قدر وہ میرے ہستی سے کچھ عذر نہ ہو بدردی ہو جائے ہے۔“

”اگر یہ کہیں اس کے حال میں جو یہ لکھنے کو لکھنے ہی کھٹکتا ہے اس کے حال میں اس د
 ہر ایک کو جو میں سب کا ہے۔ کلاں میں بھی اپنے کو جس وقت اس کے حال میں اس کے
 کی علامت اٹل میں۔“

”علم کی خدمت، وطن کی خدمت، دینی بڑی قدر میں ہیں لیکن سب دین کی خدمت
 کے تحت۔“

”اصول کا کام یہ بھی دیکھو اس کا کہ ہے کہ پھر اس کے صفات کو لکھیں اور
 ترجمہ لکھ کر ہے، غلط ہے یہ کہ میں اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں
 ہر حال میں ہے۔ اس کے نام میں ہر حال میں اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں
 ہے اس کے علم میں صفات میں اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں
 جذبہ و تخیل کرتے ہیں کہ، جتنا کہ ہے، بھری کچھ میں اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں
 نفس اور جیت میں خود کو جانتے کہ، وہ اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں
 ”اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں“
 ”اس کے علم کو اور اس کے کچھ۔ میں اس کے بعد ہر حال میں“

نقد و سخن قسم کی مثال ان کے معاصرین ہی نہ مشغول رہے ہی کوئی ہمکنار نہ ملے

ابھریاں ایک طرف مسند حسن و خوبی کے فروغ یا اللہ کے نام سے اپنی ہر بات کے پیشین گوئی کا اعتراف کرتے ہیں اور یہی سبب موضوع ان کے ادب و سخن پر جاننا اختلاف کا آنا ہے تو یہ بات کہانی سے کام لے کر اپنے ہونے کو اور حقیقت سے مرئی کر دیتے ہیں۔ چنانچہ صاحب کی "تھوڑی سا ہنس" ان کے جڑی گہر شمس ہے۔ گئی ہے تو اس کا خلاہ بھی اسی صاف صاف لکھی ہے صاحب کے نام نظر میں کر چکے ہیں۔ "دوسرے جرم کشے" دشمنی یا شیخ ایک کے لیے کہہ کر ان کی بدعنوانی و خبیثیت کے توہین اس کی بھی بڑی بڑی توہین اور ملک دشمنی اس سبب کا بڑا کیا حاصل۔ لہذا اگر خود بین چاہتے ہیں تو کیا مضائقہ تھا۔

"خوش" ہے چنانچہ کہ پنا سناؤ کر کہتے ہیں یہی ناظر ہوتا ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ہم کو قسم کی کچھ ہی تو آیا نہیں، کاغذ اختلاف طرز آپس کے کسی قلمی موضوع پر صرف کیا ہوتا ہے، اس جہت سے جو گہر کی کچھ ہی ہیں اور انھوں نے اپنے طبع پر جاننا نہ ملے۔ طرائف اور گہر کے ساتھ احترام آدمیت اور رازداری اور خودی کیسے چاہیے اور کچھ صاحب عزیز نے نہیں چاہا ہے۔ یہ پندرہ اہل قلم کی ہاں میں ہاں ملتی ہے اور ان کی توہین کی کچھ ہاں میں ہاں ملتی ہے۔ حذر کہ یہی طرائف نفس و جہاد الی امور تھی، اس میں تقویٰ کے نام ان کا خدو خدائے کچھ توہین فرمائی ہیں بلکہ وہ ضابطہ کرتا ہے۔

"اہل قلم کیسے ہیں کیا بہ حیثیت انسان ہے کیا بہ حیثیت صاحب قلم اور حیثیت خودی سے براہ راست اور جو دیکھتے تھے سمجھتے کہ وہ "توہین" تھے لیکن میں گمان کرتا تھا کہ اگر ایسے ہی توہین پسند سب جہاد قلمی ان کے ساتھ بہ حیثیت کچھ ہے تو یہاں پہلے اختلاف نہ سمجھتے تھے اور ان کے ساتھ نہ تھے اتنی صاحب قلم کی زبان و لہجہ اور ہر طور سے قلمی گہر اور ان کے ساتھ ہی چاہیے کسی کے نصیب میں آیا ہو، اگر کہ کچھ گہر تھے جس سے ہر ایک کے ساتھ

ہے۔ صحیح تک پر مدد شرمی پھر ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں صاحب لہو حضرت بلالؓ اور حضرت
علیؓ حضرت علیؓ کی بشریت کا خال جو کہ ہر وقت ہے۔ یہ مسلک جسوں کی ان شعریں صبح جو یا
اللہ ہر حال اپنا انوریت سے ہیں وہ صاحب حضرت عثمانؓ کی کہ ان کی زندگی میں حضرت
نیکو مقام پر ہیں تا کہ ان کو دوسروں کا کما ذکر ہے یہ کیونکہ

صاحب ان کے پاس ہیں ان کو نہ ان شعریں ہونا عموماً احتیاج اور تحمل ہی سے کام لیا کرتے
تھے لیکن جہاں تک کہ ان سے ہیں مسکرتہ ملکوتی کی کا جو ۱۸۱۸ء بعض ممتاز شاعرین نے بیان کیا ہے۔
۱۔ ان کے نزدیک کا وصف خاص تھا نہ شہرہ میں سے تھا۔ چنانچہ اس ضمن میں انظر کھنڈ
کے قریب ۱۸۱۸ء کے شانہ میں ان کا طریقی مکتوب میں ایک طرف جگہ کے مرقع سے فارغ
براقا ہوا ہے۔ یہ ہے۔ اس خط میں یہ ہے کہ اپنی شخصیت کے ساتھ جسے پہلے ان کی اولاد
سے رہنا صحیح کرتے ہیں۔ اس طرح لکھا تھا کہ جہاں تک وہیں کی تعمیر اور اس کا سوال بنیاد
پھر کوئی ان کی صورت سے اس میں آئے گی جس کے علاوہ ان کے دین کی حقانیت کی ضرورت
نہیں ہے۔ اس وقت ان کا اللہ متذکرہ کر لیا گیا اور پھر اس کے بعد ان کے ساتھ لکھا گیا۔
اس وقت ان کے قریب کر رہی تھے کہ ان کی آمد: ان کے اس دور کا حضرت سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ
سب متذکرہ شاعر ہی ہیں۔ چنانچہ ان کے ۱۸۱۸ء میں ان کے شاعرانہ زندگی کی گنتی کی گنتی
نہیں تھی۔ ان کے ہر اتفاق سے وہ کہہ سکتے تھے۔ ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب
ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب
کے۔ ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب ان کے قریب
رسول و ملائکہ قرآن کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ
ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ
ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ
ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ ان کے ساتھ

[illegible]

یہ اب مسیحیوں پر ہے۔ اہل کفر کہہ رہے ہیں کہ مسیحیوں پر ہے۔ اہل کفر کہہ رہے ہیں کہ مسیحیوں پر ہے۔ اہل کفر کہہ رہے ہیں کہ مسیحیوں پر ہے۔

۱۔ سر۔ صبر سے رہا، اور گڑا ہوا کی آواز، جس کا نام تنک یا تنک پیر بنتا ہے۔ ۲۔ بنگ
پتلی کی شکل، انھیں پیر بھول گئے، بالکل غصہ میں ہو گئے، آواز بنتا، قطعی طور پر دھمک،
موتی کی بات، ان کو لڑکے سمجھ میں نہیں آتی کہ پیر یعنی اور غصہ ہوتا ہے، ان کی کوشش
آواز بنتا ہے۔

۷۰۔ قصہ پر نگاہ اس صوبہ میں جا۔ کی دیکھی۔ اور اور کئی۔ لیکن فریڈرک گارڈنر نے یہاں سے جدا گانہ انتخاب
 دانستہ ہوا۔ تو فریڈرک اپنے صوبہ میں رہا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بڑے بھائی سے جدا ہو گیا۔
 لاہور آکر رہنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی سے جدا ہو گیا۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی سے جدا ہو گیا۔

مکتوبہ جدید ماہر داریا کی بنام، جس کے مصنفہ مخزنہ ابھی صدام، وزیر خزانہ بنکر و علی
میں برآمد عظیم القریب داریا کی لکھنے والی کا ذکر ہے۔ ابھی کی یہ نہ ہو، ابھی توجہ دانیہ
مکتوبہ واقعہ ابھی، ۲۳، ۲۴، ۲۵

۱۰ شرب جوزجید در ۱۹ گرام و یکس عدد برفی، فخره ۳۰ رجب ۴۲۷ = رجب سلطانی

کہ یہ نہ بالکل آدرہ تھنہ کھٹھنہ لاتی تھا۔ فریڈرک "۱۷۵۰ء" کا لفظ "فریڈرک" آواز نہ بالکل دریا کر
 ہوگا جو انگریزی "فریڈرک" میں "۱۷۵۰" نہیں بلکہ "۱۷۵۰" ہی مستعار ہو سکتا ہے۔ یہاں
 یہی آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ لہذا کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن "فریڈرک" آواز نہ کھٹھنہ کھٹھنہ
 آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔

۵۔ "Carion" کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 بالکل غیر ضروری ہے۔ یہی کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

۶۔ اب اپنے ترجمہ کو ۱۷۵۰ء سال کے بعد اسے سبب برقرار رکھنا تو سبب اور غلطی
 بدست ہے۔ ترجمہ انظر اثنی۔ شرم سے اسے ترجمہ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 ساتھ سبب ہی سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 Kill کے ترجمہ ہے۔ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 لفظ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

۷۔ "They another met him to the crown nor killed him".

تفسیر: "میں اور نقس" سبب کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان
 دوسری تقریر ہے۔ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

۸۔ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

۹۔ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

۱۰۔ کھٹھنہ کھٹھنہ آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان آدرہ ہیڈ لائن ہے۔ درمیان

یہی وہ مشقہ، شعر غلام، قیل کر چٹکے تھے، نزل میں ایک لکھنے میں فقط ۱۲ اشعار درج تھے جن سے بیشتر قہر کے کام کے مبادی و منہج کا پتہ نہ نزل، برہم ہے۔ یہ لکھنے والے ہندو ہی ہوں۔ نازن کا بھی وہ شعر کہ غنوج نے مکرر نقل کر دیا، جہاں اس وقت کی ایک بہترین شاعریت ہے اگر خوش اسلوبی کے ساتھ لکھا ہے۔ فرقہ کراچی، برہم حال رکھتے ہوئے، بعض سولہ صدی مشغوبہ میں آگے ہیں، جیسری و غیرہ، بعض غنوجیت میں آگے ہیں، جیسری پر میرت، جوتی جسکے دنا فریب اگر کا کیسے رنگ لکھتے۔ مثلاً

بہر نہ لپٹے بعض خط و جام، بر غلام و سرل مراد و خلقت جیواں لکھام لکھے، قہر یا نفسی
 مدد نسیبیت غلام پر بھی بھیرت غرور کھٹو کی سے لکھنوی صلی نصیب کے رقیع نہیں، درم صلی
 لکھام ایک غلام، دیکھا کہ لکھام بھی مشقہ خطوط میں، مثلاً لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 عزتہ کرین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے تھے، میں صلی لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 ہوں، غلاموں و لکھاموں کی لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 ہلکے جلسوں میں سالانہ سال سے لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 ہے۔ ... ایک من لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 دل سے لکھتے کہ جاننے والے ہی جھول جاتی تھیں، مثلاً لیکن، جہاں لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 نہ نہیں لکھتے۔ ان کی عزت اگر لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام لکھام
 ان کے طبع، نفس، ذہنی اور دینی توقیفیت کا ایک ہوتے ہوئے صراحت لکھتے ہیں۔

فصل ششم: عبداللہ بعدد یا دی کی بحیثیت شاعر

ماہد کے شہزادہ محمد ریح نثری بہرامی کے متعلق شاعرانہ کا شعری مجموعہ ہے۔
 یہودی لکھتے ہیں، دہلی سے۔ لیکن شہزادہ محمد ریح نثری بہرامی کی شاعریت کے گہرے نظر
 اذکار کیا جاسکتے۔ ان اذکار میں کہیں کہیں لکھتے ہیں اور جہاں لکھتے ہیں ان کی فکر دھماکے۔

مثلاً لکھتے ہیں، ماہد یا دی، طبع قریبی، غرور ۲۵، ریح ۲۵، (پیر محبوب)

مثلاً لکھتے ہیں، ماہد یا دی، طبع قریبی، غرور ۲۵، ریح ۲۵، (پیر محبوب)

ماجد خیر از انحصار برادرانکند و در ان کی فیض شد و آدم بر منی اندر یک مجلس مقرر بر منی
 کا زمانه نما یکن پر کر منی اس زمانہ میں فیض اپنی اکبر فرما سے یکین ہوگی تھی جو بعد میں
 ان کے تفریح میں آئے اس سے اس عقل پرستی کے مدخلی بدعتی جذبات و خصوصاً برکھن
 سرگشتہ کی تھی۔ ماجد کا یہ ڈنڈا انہی جذبات پرستوں کا ایک یادگار ہے۔ وہ جاکر دکان و
 احمدی ڈنڈا، ظاہر ایک۔ جس کے مضمون پر جہ میں می کوئی ہندت نہیں ملتا۔ سے پورہ شادی۔
 زہر پر ہزاروں کے یہاں تک شادی۔ "لیکن ماجد نے اپنے نکاحات و رازدانی کو، چڑا دے
 ان کی یہی ہر حال اتنی پہنچا کر دی ہے کہ مستندوں کا بد نظریہ و تحقیر کھتے جا چکے۔ جن
 پر مصنف نے اس کا ذکر فرما دیا ہے۔ انہی کے ذکر میں ان کی صفت میں اس کا اندازہ کر کے دیا
 ہے۔ جیسے منشا کا ذکر عبدالمعین کی تہہ اپنی صاحب آورد و قیصر و جلد سوم میں ان کا سبب شہرت
 و مافی نے پند کتب "آورد و آردا کا اور تھا۔" کہ پند صریحاً یہ ہیں ماجد صاحب کا ذکر
 کرتے ہوئے کہ ہے "آورد و آردا اور اس سے فرما میں خف ہے۔ رازدانی اسٹا اسلامی
 انداز میں ماضی کے راز داندہ شیاں گھب ہیں میں کہ کسی کے شہر کے تعلقوں پر ان راز سے
 خبر رکھتے ہیں۔ اس راز ۱۱ و ۱۲ میں شیخ سے کوئی اتفاق نہ تھا مگر کہ ان خصوصیت میں قدرتی کی طبیعت
 یہ معقولی راز سے نہ بدیدہ شیخ کے بعد سب ترہیم کے بعد کا تھہ بہت برکت مند۔
 منکام کی چھٹگی اور ان راز پر ان کو پ ہے۔ یہ نکاحات کہیں کہیں خرافات کے لادھارت کا
 رنگ اختیار کرتے ہیں۔ اللہ

یہی حضرت رموز کے کی طبیعت سے فرما دل و نقول سے کہ "نزد انہی ان کا شیخ کرنا
 سے کرنا متوی نہیں لیکن ان کا یہ آنا کہ یہ آڑہ کہ سنی کی شادی کے تعلقوں سے بحث کرتا
 ہے۔ جو سب نہیں۔ یہ آڑہ راز میں میں شہید۔ آپر منی کے لکھ شادی کا آئینہ ہے اور
 اسی طبیعت پر منی اور جو یہ مجاہد اور تھائی آڑہ کر دکانر "لیہ" کا تھہ۔ ایسے
 راز سے کو پخت مختصر ہیں۔

تو اب ہاں میں اپنی چوٹی کی منی کو راز کا خیر فرما دیا میں اپنے راز سے بھائی راز
 اللہ "آورد و آردا کا اور تھا۔" ص ۲۹۰

طسروی: "بسی مرتبہ اس کا ترجمہ کرنا اور انھیں مفصل فرمائے گا۔ تصانیف و رسائل سے
مترجم کر کے ان کے مرتبہ ہے۔ خود مایہ نگاہ ہے جس میں اندر سے کو چاہے ختم ہو رہا تھا۔ انھیں
کسی نظر و پیدہ پر تمامت نہیں کرتے ہیں۔ یہی ہے۔"

ذریعہ نظر اس کی تعلیم و تفسیر میں ہم سب کا تہیب کی اہمیت انرا اہمیت ان کی خبر کے کا
اہمیت انرا کر چکے ہیں اس کے بعد ہم اس میں نظر کا اہمیت کے بغیر بعد کے قلم کا تہیب
اور انظر و شاہر الیہ انکو اس میں نظر کے اہمیت و منہایت اہمیت ان کی اہمیت سے
بہت کر رہے۔

اس میں ہم "مظہر و شاہر" کر رہے ہیں۔ "مظہر و شاہر" کے ترجمہ اس میں
ادب کے مظہر ہیں اس میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
طسروی ان کے بعد "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
کے ترجمہ ان کی اصل "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
مساہلہ بنیاد پر تمام از تہذیب کیا اور اگر کہیں کہیں ہندو تصانیف کی جمعیت پڑی ہیں تو تمام
ترجمہ کر رہے ہیں۔

ذریعہ نظر اس میں ہم "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
اکبر الہ آبادی کے ۱۹۰۱ء قمری میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
کے ۱۹۰۱ء قمری میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
کے ۱۹۰۱ء قمری میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
مظہر کے ۱۹۰۱ء قمری میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
مظہر کے ۱۹۰۱ء قمری میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ

ذریعہ نظر اس میں ہم "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
بہت اہمیت ان کی اصل "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
ان کے ترجمہ ان کی اصل "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
سے لیا اور اس میں "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ
ان کے ترجمہ ان کی اصل "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ "مظہر" کے ترجمہ

بہا تھا، لہذا جب جلیان کے نام سے قہوجی ان کے شاگرد مولودتہ قرانی اسکا رسورہ و شعر
کہہ کر قہوجی کے لئے، یہ لکھوئی اگرچہ مختصر تھا مگر مینندہ ہے۔

کتور باہتہ طیلانی (احمد ازل: سیہ جہاں کی رفات کہہ دی سوزِ بد شائقِ سرائی
۱۰۰۰) کہہ دے سبھی جلد ہی سے بھی چند سال بعد ۲۰۰۰ء (۱۴۰۰ھ) سے متعلقہ ادب
کے مزاج و میدان کا بھی، جو اپنا پلاسٹک سے لے کر نرگس و انارکلی کے یاد سے میرا منہ کے طرز
احساس کا بھی، اس وقت، اس عظیم اور اس وقت کے سے ان کی دلچسپی کی بھی اور خیر
الطریق میں اسے بعض متاثرین اور جہز سے مرعہ بھی کا بھی، ایک بڑے نقصان سے متعلق
نہ ہو گیا۔ اور اسے بڑے نقصان سے متعلقہ قلم بھی ہیں اور ایک انتہائی ایک دم سے
نکاتِ عالم سے علیٰ مراحات ہیں۔ ان خط طریقیں مابعد کی 'بہت کتب' کے اس سے بھی کئی
آراء و نظریات ہیں اور ایک آواز و روشنی کے یاد سے میرا منہ کے طرز و شعور کا بھی۔
میں نے یہ کہہ کر کسی عظمیٰ کی داوری ہے کہ کہیں نہیں ان کی مشاعرے کے مدنی و لکھنے
ہے۔ کہیں = خود دہشتہ بھی کہہ کر کہیں کی قیود کی طرف بگڑتے تھے اور ان کے کتبہ اس سے
روح اچھے اور ہرگز نہ تھے اور ان کی شخصیت کا بول کا ہے۔ اور کہیں کی داس کے اندر کہ ہے
ہیں کہ ان کے ایک طبع سے ہر لفظ طبع کے خراج کا جو طبع ہے، کہیں ان کے کتبہ پر لکھ
کہا بد یا ہتہ کہیں "یہ ہمارے" تو بتائیے کہنے والے ان کے کو "معلوم" کہہ دیا۔ ہاں ہے۔
کہیں ان کی نصیحت کی حد کا ہے کہ وہ نہ تھے۔ سے بڑے تیز دہی ان کی ذرا دہ اجاستہ :
ایں کہ میں ان کا منشا ہے اور ہتہ کہیں ان کی "صورت" پر خود ایک جہد میں ہر تہ
جوئے کا شمع کرتے ہوئے تھے۔ سے ہیں "کوئی" یہاں جو کتا کہہ دیتے کی بجا تھے آپ
پھر غصہ نہ تھے کہ قسم کا تھے میں لکھتا اور فلسفہ کا تھکا تھکا رہتا تھا جس طرح غصہ نہ تھے
وہیں کہتے۔ اس کتاب کے "قسم" نہ تھے "انہوں" کی سبب ان کے "شرف" نہ تھے وہیں
کی تہیہ تو کر سکتے ہوں مگر مغربی تہیہ لاف کی تہیہ میرے ہر سے باہر ہے۔ اسی کے بڑے
ایک فسطی کے نظم کی مراد ہے۔ کہ "اسی بجا" سے "انہوں" کی تہیہ لکھ دیتے تھے

7. HANNA HOFFMANN'S *A History of Modern Philosophy*
8. FRANK LEE'S *Equation*
9. N. T. S. *Mathematics*
10. DUNCAN'S *Life & Letters of H. Spencer*

۱۱۔ رسائل نذاری

۱۲۔ الکلام و طبعی

۱۳۔ تحریروء فلسفہ لایہ: نیچر، راز و رموز، سید عید شہ آفندی

نیز یوں ایسے چند مقامات کا مفاداری کی حیثیت سے جو مفاد پر بنا ہوا ہے کہ اس کے

بنت میں

۱۔ اوپر کی فطرت و حقیقت کی تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اور اگر یہ کہ اس میں جو

کہ جہت و تہذیب کی تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اس میں تہذیب و تمدن کی بنیاد پر

یہ تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اس میں تہذیب و تمدن کی بنیاد پر

مذاہب و تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اس میں تہذیب و تمدن کی بنیاد پر

۱۴۔ اقبالیہ و فلسفہ

"The thing was not so tender, that any dinner beyond a mere soup was unbearable. Instead of the jewelry and the dainty dishes which we should probably associate with the name Epicurus we had a bowl of pea soup and water with half a pint of light wine occasionally added. "Send me", says Epicurus in one of his letters, "and be more cheerful in life, so that when I am I may feel surprisedly. The life of the Epicurean is not so much to indicate plain living, not as duty, but as a pleasure."

۱۵۔ "در کتب و تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اس میں تہذیب و تمدن کی بنیاد پر

۱۶۔ "تہذیب و تمدن کی بنیاد پر اس میں تہذیب و تمدن کی بنیاد پر

۱۷۔ "Epicureanism" ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔

نارنجی عالم میں پیشگوئی تھی۔ اختتامِ غمی کہ ایک مکان میں پہنچے تو قوی و برف سے کچھ
 انتشار اجلیں ہو چکے تھے کہ دفعتاً بھست سے ایک ٹھوڑا ٹھوڑا گرا۔ یہ تو گرنے لگا کہ ایک بڑے
 دونوں کے نصیب پر موقوفہ کچھ کر بیٹھ سارے ہی پر ہوا دھندلے میں ایک لادہ سے لڑ پٹا قیہ
 پا کر باہم دست و گریب ہو گئے۔ قلعہ کا عظیم الشان عیست کا نہ اندازہ کئے کہ یہ پورا
 آبی سے ٹیکر لیکھ مرقع پر بھی اگر تمام حکم میں کرنی گئی وہ عیست کا غفران لڑ پٹا کچھ ہر گز نہ توڑا
 نہ ٹیکر دس دس ہو گئے و تھا کہ جانتے غمی۔ ان لوگوں کے پاس ہر گز نہ رہا نہ رہا نہ رہا
 کو دس دس ہی تھے جو یہ صورت کے نہ تھے باہم تقسیم کر دیتے۔
 مندرجہ بالا تمنا ہو جو دیکھیں کہ وہ ایک کے قبضے میں سے ہی قیست ہے۔

"A diabolical fair was at the end was the consequence, the
 necessities of life began to sell. A barrel of salt sold for
 twenty shillings, and for a week of weeks people were willing
 to pay more than ten pounds in one hour for a fether and two
 were still to be readily disposed of. A dead man was let
 from the roof, and the two scorching stars were hanging up and
 fought over the tin; prey. The water and the burning
 managed to be sold on both, sold out in equal number in
 each member of the household."

پچھلے بعض مسلمانوں میں بوجھند ہونا تھا کہ "ہمیں ایک فلسفہ صحیح ہے جس میں عقائد مذکور
 رہا سندھ کہ ہے۔ ایک کے ایک عقیدوں کے تحت قبلہ میں اس کی کتاب کا ٹکڑی قرآن
 دیکھ لکھیے۔

۱۔ "آخر لا ایک عقیدہ عقیدت مذہبی جس میں عقیدہ مذہبی میں نہا ہوتا تھا کہ ایک ہر سویت
 قرار اس کے کہ اس سے ہر ایک جمع تقبیہ ہو جیسے کہ ہندو عقیدہ کہ دیا۔ اس عقیدہ کہ نہا ہوتا
 کہ ہر عقیدہ ان کے ایک ہر سو سے کسی قسم کی راہ و سر نہ کہنے کی نفسی حماقت ہو گئی وہ
 میں پچھلے عقیدہ کہ اعلیٰ میں رہنے تھے یا وہ بھی جو نہ کہنے کی سزا یا اس کے کہنے میں
 رہے۔" عقیدہ عقیدت میں۔ ۱۰۷۸ء

۲۔ "The same thing was the same thing."

معلمت میں کوئی حد نہ تھی۔ ازل میں ماسطاریوں کے بارے میں ان کی ماسند دیکھیے کہ
پھر اسی جن میں ایک گریزی ابتدا ہے

”علم ہر جہت سے ہم سے یکے سے زیادہ آگے کا ہے۔ جو کسی سے جو کچھ سمجھتا ہے وہ
امتیاز کا تغیر و تبدل ہے۔ پس اگر کوئی شے قدیم، واجب الوجود و قائم بالذات ہے تو کسی
کا علم میں آتا ہے۔ لہذا ہم نے نہیں جانتا۔ پھر کہہ دیں علم کے پچھلے میں پہلی قوت عقل و فکر
پر انہوں نے کیا ہے۔ ہر جہت سے علم کے تغیرات کو خود ہی سرسبز دہکات سے خود
جو علم ہی اس پچھلے علم پر قائم ہے۔ ہر طرح ہمارے دماغ میں سیر کر رہی ہے۔ ہر طرح ہمارے عقل میں
نہ سیر نہ تو تھا۔ اور ہے۔ اس کے علاوہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اندک تر م تر میں ہر علم و عقل
ہر شخص کے دماغ میں، اور ہر جہت سے ان کے ہر شخص کے دماغ میں ہے۔ ہم علم و اندک ایک عقل
عقل پر مشیت رکھتے ہیں اور ہر شخص کا اور ہم ہر شخص کے پچھلے علم و عقل
دیکھ سکتے ہیں۔“

”In order to justify their concentration on practical matters, and their rejection of abstruse or theoretical speculation, some of the sophists developed a very original and skeptical theory of knowledge. This theory is summed up in Protagoras' remark that 'man is the measure of all things', and the statement of his fellow sophist, Gorgias, that 'nothing exists, and if it did, nobody could know it, and if they knew it, they could not communicate this knowledge'. Protagoras and Gorgias were interpreted as saying that men are not capable of knowing what is really going on in the world, and that all that they can know is what appears to each of them to be the case. Each man is the measure of what seems to him to be true.“

یہ کہ فلسفہ کا کردار میں بعض مصلحت ہے۔ لیکن میں جن سے اس کا تسلسل کر رہا ہوں
سورجی ہوا۔ جس کا ہر جہت سے میں ہوا۔ ہر جہت سے ہم نے تفصیل اور سیر کے ہر جہت سے

میں ”تفصیل و مصلحت“ میں ۱۰۱-۱۰۲

میں ”تفصیل و مصلحت“ میں ۱۰۱-۱۰۲

”عقلمند، فطرتیک پر کھیتے دھندلے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی فطرت، رسوم و رواج و
دیور و توحس، شہر و دیہات سے استفادہ کیلئے مگر تمام درجہ تحقیق و جستجو کے باوجود
انسانی فطرت عقلمند کی وجہ سے بحث نہیں کی جاسکتی۔ بعض مغربی فلسفہ نگاروں مثلاً
ڈیوئی، سٹینس و غیرہ تصدیق نہیں کرتے ہیں کہ ایسی روح یا مت خالصہ یا مطلقہ ہے۔
سٹینس کا یہ دعوایہ کہ اگرچہ ایک مادہ پرست تصدیق کیا کہ مادیاتی قیصر کشف الحقیقت کا
مسئلہ، مگر بعض جگہ اس مادہ پرست ہوتے کی اتریں قسمیں ہیں۔ مثلاً اس کے خیال میں

"Education makes its appearance slowly, but not always, when the spiritual forces of a race are in decay. When its spiritual and intellectual impulses are spent, the spirit flag grows weary, loses confidence, begins to doubt its power of finding truth, and the despair of truth is experienced." 25

[illegible]

اس کے بعد ابدانکے ہجرت کا سفری مشیت سے جانزور پھٹنے میں خدا تبارک و تعالیٰ نے
 مکمل باخدا کفایت دے دی ہے۔ جس سے کوئی "خات" یا "خاتون" قسمت سے نہیں کیا جاتا
 سزا کے فی حدیث ورت جس کے ہی کوئی ثبوت ہے۔ نوازہ سے نوازہ سر ہو گئے تھے ہیں کہ
 جہر سے علم میں آئے ہے اگرچہ میں ہمارے مشاہد میں الجہر ہی موت آیا یا جسے لیکن کی پرکھ کر جانے
 کہ ہر کچھ ہر علم، ہذا اقرہ، ہذا مشاہد ہے میں دیکھ کر ہے۔ کیا خاصے مشاہد اسے
 مسلسل مشاہدات میں ہر اہل علم ان نہیں واقع ہوتا رہتی ہیں؟ لیکن ان کے جہر سے بڑھ کر یہی
 مشاہد کہ تعجب ہے کہ ان کی زبان کے گرد گھبراہ بات ہے اور ہر اہل علم پر سنا کہ جسے ان کی
 "خاتون" لغت اور دوسرے کتب پر لکھتے رہے، اب کہ ہر قسم کے ذوق لغت اور اب انھوں نے
 جس بلکہ نہیں کی گزرت ہے۔۔۔ چرواہی سہی کہ میں شہ "خات" کہہ دیا، بظاہر کہ دوسرے
 جو یہ مستحق فی الواقع ہوتا لیکن اس ہر کچھ نہیں کہ دوسری ایک لغت یا ان کی حقیقی لغت ہے
 اور اس کے مختلف و مختلف لغت ہر لغت سے تہہ بردہ ہیں۔ نیز کہ کوئی لغت مختلف لغت
 کے مختلف مختلف مواقع پر بدلتی نہیں رہتی ہے، اگر "خات" ہمیشہ جتنا ہے اسے ایک یا ایک لغت
 ٹکرت ہے تو کیا اس میں نہیں کہ یہ بھی ایک لغت ٹکرت ہے جو کہ سب کوئی لغت یا مشیت کے ساتھ
 بزرگ اپنی لغت لڑاؤ سے کچھ جہر تو اس کی یہ لغت ٹکرت ہے یا نہ۔ کیا ان دوسرے لغت
 کے میں سے کوئی بھی اس کو کوئی بھی ٹکرت نہیں، کوئی بھی اختلاف ہے؟

منازل کے کتب میں جو ہم دیکھتے ہیں ان کو ان کے ہر کچھ۔ ہر کچھ لغت اور
 جہر ہی مثال ہے "خات"۔ یہ ہم دیکھتے تھے کہ ہر کچھ ان کا نہیں نہیں کیا تو ان کے
 ساتھ ساتھ۔ ان خبر جو ان کے ساتھ کوئی "خات" سہی ہر کچھ۔ ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم
 ان سے پہلے کہ ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے، ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم
 ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم
 نام "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم

اس کے "خات" اور "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم

اس کے "خات" اور "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے ہر کچھ "خات" ہے، یہ ہم

تو انہی ختم ہو گئے کہ وہ دلوں کا تزیین برقعہ تھا کہ جسے ایک دلوں، اسی جھنڈا ہے اسٹو
 آگے کہ جسے بدورت اکان کے نیچے سا اٹنے نہ کوئی رجم نہیں کہ نہ خ اس کا کہ اس کے شکر اور
 اس کا دھندلہ اسی غریبہ سر کی وہ چیز ہے جسے شہزادہ نہیں، ان کا، تیزی کا خاصہ اور جیتے
 تھے وہ نہ کہ وہ فیقت یہ غیر ہادی اصلوں پر بھی نہیں اس طرح ایک اور ایک جیتے (پیشہ) ایک
 یہاں ہوا جسے ہم فریخ کہ جیتے جیسی چیز آتی معلوم نہ کہ جیسی ہادی جیتے سے اور سات
 جیسی غیر ہادی معلوم ان جیسی ہادی جیتے سے۔ اس پر سوال نہ پیدا ہو کہ وہ اس کے
 طریقے سے نہ کہ یہ نہ کہ جیتے، اس کا دھندلہ جو اب ان کو دلی ختم ہو گیا کہ وہ یہ جیتے
 جگہ و خوات جگہ کی گزاردہ عدد دلوں ہے مدد کی گزاردہ جیتے کو پہن نہ کہ جیتے، جیتے

۲۔ طرانی: جبہ و مسلم برہنہ کا عرق بنو گویا ستقل مستی نہیں رکھتے بلکہ اپنے
 ۲۔ جو کہ کچھ تمام تر یکہ صوبہ کوٹھے لائے تو ہر ایک تہہ میں تو لب مرال سے جھکا کر طرانی
 کو محذرت کر دیتے تھے یہ وہ آدم کا اللہ کی کسی چیز پر رو جانا کہ ہے وہ عام طرانی یہ جسے کہ
 طرانی کے مرال جو کہ کچھ لیا سوک ڈالنے کا وقت تھے کہ دھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو دھو
 ہی کہ مرال طرانی کے لئے قرار دے نہ جانتے تھے۔ جس صحت میں کسی ویرانہ میں کچھ نہیں
 کہتے کہ عادت جس درجن: ۱۰

تخلیہ فرمادی یہ وجہ کا طریق کار، اسٹالان چھوڑ کر نکلنے اور سمنہ سے مسئلہ پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ شلہ ذیل کا تجویز دیکھیے:

۴۔ "مصر میں سوال کر مٹا دیا کہ یہ ہے تا جب کہ کیا قصص ہے۔ اگر
قصہ اول کی تفسیر عام کروں ہاں تب بھی یہ قصہ حاصل ہو سکتا ہے لیکن یہ بیان
دینا پیش کر کے کہ جو مطرقت یفرین کہہ تو لیجئے سے ناوائف ہوگا، اول و ثانیہ اول کی
تفسیر کی احتیاج نہ ہے کہ کسی کہہ نہیں کہ باسط لیکن اسی عملی دشواری کے لیے قصہ نفع عام
نہایت فراوان ہے تو میں سلیع پر جوتے ہیں اس کے نذر سے ان میں یہ نہ جیتے ہی کہ
جرتی ہے کہ وہ کسی قصص کو اختیار یا ترک اس کے بھی ممکن و قویٰ کیا پر کریں نہ بنا
شع "تفسیر مصنفین" ۱۳۳۳ھ ۲۵۱۳ھ ۱۹۹۵ھ

محرک فعلی تا غرض منطقی یا تئوری ہیئت لای کو رنجیں اور پھر غرضی طور پر غناء و خود پرستانہ نوع کے
 تفصیلات کسی طرح اس کے آئین فیشن کو بھی دیکھیں۔ قلمی و لکھی شکل ویرا جس منطقی اپنے
 اندر وہ دیر مست قوتوں کے اثر سے نہ سکتے ہیں جو عالمی و طبی اظہار کا حصہ ہے۔ شک
 ایسے کا سبب اگر یہ خاطر یہ ہے کہ بعض نفسیاتی مضامین میں انھوں نے غناء
 ہی ڈالنے انداز مت کا کتبے کی بنا ہے۔ لیکن اگر قیادت ایسی ہے نفسیاتی نہ ہاں سیر پر ہی طرح
 مرکوز ہو جاتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ فلسفہ کو کسی قدر ایسی قسم کا ۱۹۱۱ء آملی نہیں تھا
 احمدیہ جانی ہے۔ "ہم دیکھ اس" "اسی" "سورہ کی بہترین نمونگی" "کا" "مکالمات پر دیکھ"
 "مختصر ہے یا" "انہی انداز" "و" "مختصر ہے یا" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 مطالعہ اسلوب کے اور دیکھ ہو سکتے ہیں مختصر و مفید اور ہیئت لای کو رنجیں اور پھر
 نشان کے "نفسیاتی مضامین" "پر درجہ لای" "ماں کے قہر کی طبی" "ہم دیکھ" "دوست کسی
 نہ اس کے" "ایک ہی" "فلسفہ کا خاصہ" "و" "دیکھ" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 قلم مختصر ہے "نہ" "آندہ" "وال" "طریقہ" "مختصر ہے" "نفسیاتی" "اور" "اسی" "قسم کے" "دوسرے" "مختصر ہے"
 دوست کسی کی لای "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"

"مولانا جید لای" "دوست کسی کی" "دوست کسی کی" "دوست کسی کی" "دوست کسی کی" "دوست کسی کی"
 "و" "نظر گوی" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"
 "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے" "مختصر ہے"

"ان مضامین کی عبارت میں رنگینی پائی جاتی ہے ہر ملوای اسلوب کا خاصہ طور تھا۔
 سائنس کی ایک خاصہ خصوصیت بھی پائی جاتی ہے یعنی سندہ اور ہم شرم اخذ کی جگہ پر
 عمری لذات کا استغناء۔ ہر ایک میں یہ نیا انصاف و تعاطف و ہر عمری، بغاوت جذباتی

کہ جائے کہ نطفہ سے بھی زیادہ فانی نفسیت سے شغف تھا، شاید میں سبب ہوں کہ
 غریبوں کے سوا کسی اور شخص کے امداد کا نام نہ لیتا۔ ایک سلف کا دیتا ہے، جس کے ان کی
 نفسیات پر تحریریں ان کے کسی قدر عبادات اور ان کے عبادت پر بھی بہت گہرا اثر ہے۔
 کہ اس نے میں نے سلف کے عبادت کے طریقہ ان کی نفسیت سے بہت گہرا اثر ہے۔ ان کی نفسیت کے
 پانچاں کے لئے، لیکن اجد کے بعد یہ نفسیت کے نفسی باہر کے خالی گئی ہے۔ جس کے طور پر
 بلکہ میں نے سلف کے اور شخصیت سے بہت گہرا اثر ہے۔ اس نے سلف کے نفسیات کے نفسی سلف
 کے ساتھ ساتھ اس کے عملی پہلوؤں سے بھی بہت گہرا اثر ہے۔ جس کے نفسی اور اس کے عملی
 نمونہ سے انہیں خصوصیت شغف تھا اور اس کے خدائے خداوند کے جس طرح کے پڑا
 اس نے بھی بہت گہرا اثر ہے۔ یہ نفسیت کے گہرا اثر ہے کہ ایک عرصہ بعد انہیں سلف کے
 سائیکالوجی پر ایک شعبہ، ہم آپ (۱۹۸۶ء) میں لکھی۔

لیکن اس سے قبل کہ ہم اہلکار ذکرہ یا اس کے حوالہ سے سلف کے نفسیات کے
 کا ماحول میں بہت گہرا اثر ہے۔ جو اگر ان کی نفسیات کے گہرا اثر ہے کہ یہ سلف کے
 براہ راست نفسیات پر اثر ہے لیکن نفسیات کے ان کا تعلق بہت گہرا ہے۔ ان
 میں بہت گہرا اثر ہے کہ ان کے "نفسیات" (۱۹۸۶ء) ہے اور اس کے "نفسیات والین"
 (۱۹۸۶ء) میں سلف کے اہلکار نے سلف کے "نفسیات" کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 نفسیاتی گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 نفسیات کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 موضوع کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 ان کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 ان کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 ان کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے

نفسیات کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 "نفسیات" کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے
 ان کے گہرا اثر ہے کہ ان کے "علم الہدوی" (۱۹۸۶ء) ہے۔ اس کے گہرا اثر ہے کہ ان کے

میں چوتھوں میں بچہ سے شروع کیا۔ ہم ہر شخص پر نظر نہ کر رہے تھے۔ یہاں اسقاط سے
استعمال کیا گیا۔ یہاں اسقاط ۳۰ روز پر ۸۷۸ سے ۲۰۰۰ تک مختلف میٹرو
میں شروع ہوئی۔

”قدتہ سنن“ اگرچہ جتنی کتابیات (Dictionaries) کا ترجمہ دیا ہے لیکن
تاکید ہے کہ یہ نسخہ کا جہن ایک ضروری شعبہ ہے کہ نہ لفظ انسان کے یہاں: وہ غل
اور افلاک قوی اگر وہ شکر کرے جسے دارا اس کی پکار کر دیا میں مٹی مشہور ہے کہ ”انسان ابھی کہ
پر تلبہ جو کہ وہ کہہ رہا ہے“

دبہ میں ماہیتہ بنیاتی لفظی (Vocabulary) اور کوشش طور پر لفظی کتب کو
تکثیف کرنے کے لیے میں نہ پھر فزائے سرورہ بر قطری اصولوں کی مدد سے میں بڑی دلچسپ اور
جسیرت افزا نمٹ گئی جسے ہر شخص اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اپنا اقتباس جو شخصہ کے
یہاں ٹھیک: استعمال کے طور پر نظر آتے ہیں۔ ۱۰۰۰ لفظی کو مزید قوی بنانے کے لیے
مٹی پر تلبہ، علم الہیاتی سے بھی شروع ہر طرح استعمال کرتے ہیں۔ مشہور ادبیاتی اور
مٹی کی پل سے بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر شخص انسان کی نظریاتی
ہے اور اپنے جسم اور اعضا کے ہر حصہ کے واسطے سے انسان کی سائنس ایسی ہے کہ
فکر و فقاہت میں ہر پل ہر گشت میں کسی کی محنت کو سونپنا نہ کہہ سکتے ہیں۔ اس ضمن میں
ماہیتہ نہ صرف بہتری خوردگی کی مدد سے فزائے چاک کیا ہے بلکہ یہ وہ طور ہے کہ ہر
استعمال کی بھی ضمنی کمزوری ہے۔ ان کے واسطے طویل و اسلوب کا اعجاز کر کے دینے
اور انتہائیت کے نقطہ پر بھی مٹی کی وسعت علم انسانی کے متفرع کا اعجاز بھی
ہر ہے ۲

۱. ہر حصہ خالصتہً کہ شہد فرما دیں کہ کمال ہر حصہ میں دینا اور شہدائے اعقاب کے
اعصاب سے لڑا کہ جس میں لیکن اگر یہ نقطہ ثابت ہم کو بعض ذریعہ جو بات کے بھلے ہیں
تجہ ایسے میں ”East & West“ ۱۰۷ اکتوبر ۲۰۰۸ میں جن کو شائع ہر حصہ ہر
”A Psycho-Ethical Aspect of Rabbinical“ بھی قابل ملاحظہ ہے۔

سے نکلی ہے لیکن "فلسفہ ہندو مت" کو جو دوری نفسیت سے پر جھلا ہوا ہے اس کی نسبت زیادہ سے زیادہ
 تصانیف ناواقفیت کا ثبوت دیا جتے چنانچہ "فلسفہ ہندو مت" (صفحہ ۱۱۱) کے "تیسرے" میں لکھتا ہے
 کسی مسئلہ کے سمجھنے کے لیے سب سے پہلے غور و فکر کیا تو سب سے بڑا وقت و مشق و محنت
 ہوتا ہے۔ لیکن یہ حق ہے کہ نفسیات کے مسائل میں کوئی اور چیز ایسا کرے کہ اس کے لیے اس قدر محنت و مشق
 کی ضرورت ہو۔ اگر تندرست و جوان ہو تو اس میں کوئی اور چیز ایسا کرے کہ اس کے لیے اس قدر محنت و مشق
 کی ضرورت ہو۔ لیکن یہ مشکل ہے کہ کسی شخص کو اس قدر غور و فکر کرنے سے پہلے بھی ہنسی
 نہ آئے۔" (صفحہ ۱۱۱)

اس کی جگہ کے حوالے سے یہ جملہ اچھے کسی شخصیت فراہم کر کے ہے جس سے میں نے نفسیات
 پر اور ایسے مسائل کی تفہیم کی کہ حق جو ان کے کام سے بہت پہلے اس کی جگہ پر لکھتے ہیں
 جو چکے تھے۔ میں نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 میں نے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 کی شکل میں موجود ہے۔ یہ کتاب اس کی اندام کی تالیف ہے جو کہ اس کی تالیف
 فلسفہ کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 شاعرانہ نظر آتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 موضوع پر اس کی تالیف ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 یہ ان کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 سے بعض اصطلاحات میں وہی ہے جس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 اگر اس کی تالیف ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 تو اس کی تالیف ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 "فلسفہ ہندو مت" اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 میں اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ
 پر اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ساتھ

یہ ہے عیسائیت نہ اختیار کیا ہے نہ کھنکھاتا ہے۔

"I, therefore, in presenting this book to the public, ask for indulgence and hope that my critics will bear in mind that it is my first attempt of the kind that the subject is specially difficult to understand and to express plainly in a new language, that I am full of technical terms, that I had no example to follow, there being no book in Urdu from which I could derive help in translating the substance of Hamilton's Lectures." 209

سوال نمبر ۱: حضرت علیؓ کا تعلق ہے، روایت موصوفت میں لکھا تھا۔

"A glossary of difficult and technical terms, with their English equivalents has also been appended for easy reference, and with the hope that those who, having passed the University Examinations, intend to deliberate with the Panch Vidyamany in the praiseworthy attempt to diffuse Western sciences through the medium of the Vernaculars, will not be disappointed in their task by finding themselves altogether unhelped ground."

اسی سکہ اید مرتضیٰ نے پڑیا ہے کہ اس سکہ سے "اعاد" دینی اصطلاحات کا استفادہ کیا جاتا ہے اور اس سکہ پر کوئی نئی اصطلاح صرف بھی لکھی جاتی ہو گی اور اس سکہ سے قلم سرائے کا بھی استفادہ کیا جائے گی۔ اس سکہ سے جو نئی اصطلاحات سرائے میں لکھی جائیں گی وہ سب اس سکہ کے استعمال سے ہی ہوں گی۔

[illegible]

لغة مهمي انعام حق: رسالة علم النفس والحكماء، ص ۱۱

٤٠٠ ٤٠١ ٤٠٢

قطبہ لائق ہے ہاں اہم، اور وہ مافی الامر و تدبیر میں اتنا حق کو سبب اس بات پر اور میں اس کا مسئلہ اور مسئلہ ایسا خاص ہے کہ نفرت کا مسئلہ اور مسئلہ کی بارشیں نفسی سے ہیں یا حقیقی
 امور پر ہیں یہاں فرقہ گنہگار کی ہے اور عزم ہے کہ رہا ہو غلط ہے نفسیات سے جو عزم ہے یہ
 پھر ساتھ ساتھ ان کا اثر ہے اور ان میں اللہ کے ساتھ ہے۔ اور بعض عقوبتوں سے انسانیات سے انھوں
 کے اختلاف ہیں کیا ہے۔ مثلاً اس میں کہ بعض ہیں، جس کے نزدیک جسم ترین گناہ ہے کہ
 قربت انسانی یعنی خلقت میں ہم نام جو مساوات کے چاہا اور اللہ کو جو تو ہے یعنی انسان اپنے
 مقصد کے لئے ہے۔ اسے اپنی عقل کو اختیار کر لیتے ہیں جس سے انھیں براہ راست اس واسطے حاصل
 درستی ہے یا حصول فی سادہ کی تو یہ رہتی ہے۔ طوہر یا ایسا طرز بحال ہو یا نہیں وہ ایسا ہے
 ہے کہ اس سے دلچسپی انھیں اور انسانی افعال سے احتیاج کر لیتے ہیں اس کے لئے جو جب
 اختیار میں ہے جس میں نظریہ نفسی کا ایک عالمگیر قانون ہے جس سے انسان کا کوئی نفسی
 اور ان مسئلہ نہیں۔ یہ کہ عقل میں بعض لائقہ نفسیات کو اس گناہ کی ہر گز نہیں سے
 کہ جس سے عقلی گناہ، فی سادہ میں جیسے دینی اعتقاد میں کو بھی۔ بعد اسی طور پر عقلی گناہ جس کا
 ایک نتیجہ ہے اور یہ کہ عقل ہی جس میں جس کے بعض افعال عادی کا ان کو کیا ہے عقلی گناہ سے
 بننا اور اختلاف کر کے جو رہتے ہوئے طرز پر رہتے ہیں۔ لیکن گناہ عقلی ہے کہ یہ حکمت اور
 انسانی عادی ہونا ہے اور اس سے کی حکم اس کا یہ کہ یہ کہ ان افعال اعتقاد میں ہیں جو عقل سے
 اور ہم سے ہونا ہے جو عقل سے ہیں مثلاً کلام میں عقلی و الہی کا فرق عقلی و عقلی کے
 و عقلی و الہی ایک گناہ ہے۔ پھر یہ بھی واضح رہے کہ حکمت و افعال عقلی و افعال
 و جو وہ ہی نہیں جو رہتے ہیں کہ افعال سے آئندہ و گذشتہ کے تعلقات میں ہو رہے ہیں۔ مثلاً
 ماہد کے شاعر میں یہ ہے کہ اس میں نفسیات کے بعض عقوبتوں کی شرح قرآنی کو بھی
 کہہ کر کیا ہے ان سے یہ کہ انھیں یہ اختلافات کے ہیں مثلاً مرید کا فرقہ مثلاً قرطبی کو
 تو ایسا ہی ہے کہ ایسے مسئلہ ان کے لئے رہتا ہے جو نہ وہیت لیز ہند بہ حال پسند کی کلام
 ان جہات میں کہتا ہے جو نہ موت کے لئے کوئی انفرادی طبیعت نہیں رکھتے سو اس کے شاعر کی
 ۱۶۱ "تسلط جہاد" (طبع انکوائری)۔ ۱۶۱ (طبع)

ہم انہیں مایہ دیکھا نہ کہ میں جو بر گزیر تہذیب انہی کی اس کی مقرر معلوم فن کی اور تحریر پر ہوا
 ہمیں "فلسفہ مہذبات" (طبع سوم) میں ہے۔ اس قدر کہ "اجمع کر لے کے" بچے "مختصہ مہذبات"
 (طبع ثلث) اور "فلسفہ مہذبات" (طبع سوم) سے چند شاہد برہنہ کی جا سکتی ہیں۔ "طبع سوم" میں
 ماہد کا بیان وہاں ہے جہاں نظر آتا ہے جب کہ اس کتاب کو پہلا ڈیٹیشن لکھنے والے نے مطلوب
 حاصل ہے۔ ہم یہاں "فلسفہ مہذبات" (اجمع ثلث) میں "طبع سوم" میں ایک بن موشہدہ میں ملحق
 کی غرض سے اس کے ضمن میں "آخر تب" اور "انہیں" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 کہ "مختصہ مہذبات" (طبع سوم) اور "مختصہ مہذبات" (اجمع ثلث) میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ۱۔ "اسی سلسلہ میں اس مشہور و معروف ہندو کی مایہ تب "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 جسے عشق سے سرمہ کیا جاتا ہے۔ عشق کی لوگوں نے عجیبہ عجیبہ تہذیبات کی ہیں لیکن
 طور پر بقری کے علاوہ سے معلوم ہو گا ہے کہ عشق جذبہ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 کام ہے۔ عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ہی مختلف معلوم ہو گا ہے۔ ہندو کیوں تخلیل و تجزیہ کے بعد معلوم ہو گا کہ اس مہذبت "فلسفہ مہذبات"
 پر آ کر مقرر ہے۔

۲۔ "مہذبت جس کے ذیل میں جذبہ عشق کے اثر کا ملحق ہے۔ عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات"
 یا عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 اور عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ہوتا ہے۔ اس میں کہ "مہذبت" کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ہیں۔

۳۔ "مہذبت جس کے ذیل میں جذبہ عشق کے اثر کا ملحق ہے۔ عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات"
 یا عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 اور عشق کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ہوتا ہے۔ اس میں کہ "مہذبت" کے ہر قدر واقعات و نظائر کے ساتھ "فلسفہ مہذبات" میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ
 ہیں۔

۴۔ "فلسفہ مہذبات" (طبع ثلث) اور "مختصہ مہذبات" (طبع سوم) میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ

۵۔ "فلسفہ مہذبات" (طبع سوم) اور "مختصہ مہذبات" (طبع ثلث) میں ملحق ہیں۔ تاہم یہی نزد افکار کے ساتھ

"I would say that while James' Theory is fundamentally correct, his argument of it is in involving a more drastic dependence of our mental process upon bodily changes than is actually the case. Further, he ignores the cognitive factor, the part of impulse in emotion, considered either as a phase of experience or as a phase of behaviour. He ignores the fact that an impulsive striving toward a goal is the essence of every emotional reaction" (۱۹۵۵)۔

جیمز پہلے تک میز-چشم نظریہ نظریات کے ان پر چھیننے پر مگر بعد ازاں ہارن
پچھے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے "James-Lange" کے مصنفین لڈگرن "Lidgren" اور
ڈن ایلمن جی کہتے ہیں اس سے اعلیٰ درجہ کی سکت ہے کہ جذبات کے حرکات کے باب
پر تحقیقات کے تصور میں گئی ہیں۔

"The James-Lange theory dominated psychological thinking for more than forty years, until it was challenged by Walter B. Cannon (1927), using experimental evidence that had accumulated in the intervening years. Cannon made a strong case that the thalamus rather than the viscera was the prime determinant of emotion. He cited research indicating that emotional behaviour is possible even when the viscera have been separated from the central nervous system. Subsequent studies have demonstrated that the thalamus is not essential to emotion either (Grossman, 1957) but CANNON'S principal point that the viscera are not indispensable for emotion, seems to be valid" (۱۹۵۵)۔

"نفسانہ جذبات میں بعض کیفیات ہیں جس سے بغیر دماغی فعل بھی جلد ہاں آسکتا
ہوتا ہے کہ جب میں ایک دھڑکنے والی گھٹکھٹک اند محسوس کرتا ہوں تو میرے اندر
احساسات ہیں یہ ہے انسانی گردن کے سرخ ہونے اور تھکائی کی اور مست اور سیرجہ کہ ہنگامی
کا انکو بر جاتا ہے۔ لیکن احساسات کا وہ لحاظ نہ کر سکتے تھے جس سے انکا مشورہ سیرجہ کا وہ
درجہ کیے ہیں لیکن مایستہ امی پہلو کو اپنی کتاب میں چھو ایک نہیں کہتے کہ باہر
نفسانہ "The Unfolding of Psychology" (۱۹۵۵)۔

نفسانہ "Psychology" (۱۹۵۵) کے مؤلف ہر کتاب کے صفحہ ۱۱۹-۱۲۰

میں ملوایں انعام تو مجھے لڑنا لے تھیں لیکن پتا: آ رہا تھا کہ استخراج کرنے پر مجھے ضرر ہو گا اس لئے اس پر
مروارہ طرز سے مستحق تھی۔ تو جی میں، ہم چند ایسی اصطلاحات درج کرتے ہیں جو سب سے
پیشہ اور میں علم النفس کے موضوع کے احاطہ میں درلویں اہم اہل نسبت پائیں گی ان میں سے
میں سے دس۔ مابقی سے ہر تار اگرچہ مجھ کو پہلی مقام میں ہے۔ سب سے زیادہ میں یہاں پہلے
کا علم نہیں تھا مگر اس سے محض کہ وہ دیکھا جاسکتا ہے۔ ۱۔

تصور (Concept) ۱۔ (Ego) ۲۔ (Objective) ۳۔ مشاہدہ
(Observation) ۴۔ (Perception) ۵۔ (Personal) ۶۔ (Subjective)
(Hypothesis) ۷۔

جسے علم کے گراں گراں پر چند میں اصطلاحات بھی درج کر دی جائیں جو بعد میں درلویں نہ ہو
کی دلیل گراں ہیں اور میں کہ قابل سے بعد کے بہت سے درلویں درمیان میں ہے۔
گہری اصطلاحات اس کی یہ تھی کہ پھر سوچنا فہم الہی اور بعد کی منتہا کر دے۔
پہلیں اصطلاحات ۱۔ سوچنا ۲۔ (Hypothesis) ۳۔ (Perception) ۴۔ (Objective) ۵۔ (Subjective) ۶۔ (Personal) ۷۔ (Observation)

۱۔ (Perception)	تصور	استدلال - تجربہ
Cognition	علم	دور
Consciousness	تعلیل	فہم
Discrimination	تفریق	انتہا
Feeling	تأثر	احساس
Imagination	وہم	تخیل و خیال
Mind	فہم و علم	نفس و ذہن
Object	موضوع علم	مذہب
Personhood	شخص	شخص
Pleasure	خوشی	نہ نہ یہاں نہ

۱۔ (Perception) کی کئی اصطلاحات کے قابل سے گزریں ان کا یہ بھی جاسکتا ہے کہ سوچ

شربت تو ترستہ ہوا قلفہ اصرار میں جانی۔

۱۸۔ اگر جلاوت پہنچا غارِ دلی طرک کے لئے تو سچہ نہایت درجہ شگفتہ ہے ہر آن کی یہی نہیں
بہرِ حزن پہنچے گھر بیٹے آسمان پر تونے والی صدی قلعہ گھر اور عینِ شہر کوئی حصہ نہ تھا
فصل کے دھندے ہیں۔

۱۹۔ تہ بہ تہ غصہ نفسی، حسرتِ شصتِ سنہ۔

۲۰۔ زحمیوں کے انجام سچے زہا پہنچنے تک لیکن اگر پہنچی نہ ہو تو وہ بھی ہو جاتی ہے۔

۲۱۔ بڑا تہ زہر کے گھر، ان کو بھی زلزلہ ہے۔

بعد ازاں احادیث کے متعدد میں اتنی شے ہے جو ماہرینِ تعلیمات اور آفرین
ہر نہ ساقی سچا سنا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہر سست لہال کا نام پیدا کرنا سیرِ حق کا نام
منطق و ہیکل ہے، ہر سیر کے ذریعہ قابلِ ذکر ہے، اچھا اس زمانہ میں یورپ کے ایک اہل فکر و فکر
سے مرعوب تھا، ان کا تہہ در طریقِ حقیقی متذہب بحث اور اصولِ مستند کا سنجہ
تھا، وہ نامور تھے کہ ان کی تعمیرِ نئے جسے ارادہ کی کیا بول ہی کو کسی نیشہ کا سبب ہے
انہی نے فرما دیا ہے، جسے تھے پھر حضورِ اکرمؐ کو نہیں دیکھو، اس صنفِ برحق کے لئے انہی نے نام
بر میں ایک چنانچہ ایسا ثابت کر دیا ہے جسے ہر عرب کے ہر ایک جگہ بات سنا کر
نئے سے حقِ فصاحت کے ذہن پر ان کا پتا سمجھنے کے لئے، ذیل میں چند ایسے اقتباسات
درج ہوئے ہیں کہ ہر شخصیت کے ساتھ ان کے فقر و فقر کی طرف سے ان کے
کلامِ شاد و طرب اور ان کے "غیر مبالغہ وار" حقیقت کے نظریہ کے درمیان میں کسی طرح
الذمیں یہ چیز نفسی ذہب، اسیرِ اسامیہ، بانہ اس کے ذہب کی طرف سے ناظرین پر مرعوب
قریباً چھٹا کر دیا ہے۔

۱۔ "غیر ایسا ہی سے یہ کہتے ہیں کہ ہے" "بہرِ وقت" "لاح کو سودا باری و اصل ہوتا
ہے۔ وہ اگر تہہ ہو سکتا ہے تو اس طرح کے جسے کہہ کہ "سرخ کے ہر قسم کی دیکھو
آنکھ کے ذریعہ، یہی نہیں ہے، کھانے کے ہے اور اس کے ۱: ۱۰، ۱: ۱۰، ۱: ۱۰، ۱: ۱۰
تو تہہ ہوتا ہے، یہ صفت کے لئے ہر وقت اس صورتِ غلام کو رہنے کے لئے ہے۔

میں ایک ایک بار سیدھے کھانے کے لئے گئے تھے۔ خدا کی کرپہ راسی کعبہ میں گھر لگا ہے!
 "پندرہ مئی کو محمد غلطیوں اور غلطیوں سے بھرپور میں میں نے نصیر احمد کو دیکھا۔
 ۱۔ "نذرانہ" سے متعلق ہے۔ جسے مسعودی نے اپنی کتاب کے عنوان میں لکھا ہے کہ ہم نے
 نہیں دیکھا ہے۔ حضور انور کو جو میرے علم میں حضرت دینی کے خدا جیسا ہے۔ پھر وہی
 ہر ایک کی طرف سے۔ ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے۔

۲۔ "پندرہ" سے "اسلامی انقلابات" کے نام سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 لئے ایک ایک بار سیدھے کھانے کے لئے گئے تھے۔

۳۔ "مختصر پرکھی کرہ" کے نام سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 مولوی احمد صاحب کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 مختصر پرکھی کرہ کے نام سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 بہترین میں ہیں۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 خدا کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے

۴۔ "پندرہ" سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 تیار ہر ایک میں ہیں۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 بعد ہر ایک کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 ۵۔ "پندرہ" سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 ہر ایک میں ہیں۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے

۶۔ "پندرہ" سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے
 کے لئے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے

۷۔ "پندرہ" سے لکھا گیا ہے۔ جو اس کے بعد ہر ایک کے

میرزا علی محمد و علی قزوینی مولیٰ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر میں لکھتے ہیں کہ: "جب شیخ ابوالفتح صاحب کی تلمیذان
میں سے جن کا واضح سبب کہہ کر دیکھنا میں چاہتا تھا، اہل کربلا کی مشابہت کی طرح وادی نجفی میں
کا ذکر اچھا لکھتا تھا۔"

ہر دل ایک قبیلہ ہے، ہر شخص سے۔ انسانوں کی تعلیم کی آپ نے کس طرح اہمیت کی۔ ہم سے یہ فطری ادا ہے کہ ہم نے تو جی ہی کو رہنے کرنا ہے۔ تاکہ

ہم نے محفل مذہب کا انگریزی نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔ ہمدیکہ جو
 ہمیں ہمدیکہ ذخیرہ فراہم کرتا ہے۔ ہمدیکہ کے نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔
 انگریزی "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔ ہمدیکہ کے نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔
 "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔ ہمدیکہ کے نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔
 ہمدیکہ کے نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔ ہمدیکہ کے نام "ہمدیکہ" نام عہدہ ریاست میں لے لیا اور وہ خطہ صبح کر دیا۔

Dear Sir,

I have been away down at Humber Bay but did not forget your interesting little book. I am afraid, I have not time (you now to enter into a detailed appreciation of it, but as I hope to spend a week or two at Lucknow this autumn, I shall look to making your acquaintance and having a talk with you about the "Psychology of Leadership".

5. I believe that the ultimate success of any leader depends upon readiness of mind which underlies his leadership. However, goals and mechanisms of immediate purpose and methods may vary. So also with the crowd, whose feelings are generally sound, though liable to be seriously led astray -- for a time -- by wrong leaders and even deliberately malicious appeals.

YORKE RAY,
Valentine Child

زمرہ قدیم میں جو مقرر غلہ دہانہ کسی گرجہ بلوان بن سکے اور ارض کی تقسیم (انٹوین) کا آج کی
 تقسیمات سے کوئی تعلق نہیں رہی۔ یا اصل اصول اس وقت بھی بنیادی تھا کہ بیعت اور
 سہارے کا اصل تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ اب بعد سے اس باب میں غلطوں اور سطر اور
 جملہ امور و چیزوں کے ساتھ غلطیوں کا بڑا ذکر کیا کہ بعد میں باوجود ان غلطیوں کا اثر
 کیا ہے اور کچھ ہے کہ یہ اصطلاحات موجہ فلسفہ ہدایت کی وفاق ہیں جو مسخرہ بڑے اہل اداری
 سے اس ادارہ اختیار کیا۔ سب پر غلطیوں کی۔ جو سب سے زیادہ اس میں رہنمائی
 اہل نفس اور سب سے زیادہ ہر بات کے مسئلہ و ایک پر غور و توجہ اور ایک
 ہر ایک میں نفسیات کی بنیادی تائیدیں جو صحیح طور پر اس امر میں ہیں کہ سب سے زیادہ
 تفسیر کیا اور باطنی اور دھرم کے اسما کا اہل ذکر ہمارا۔

بجراہ میں اب بعد کے نفسیات کو تفسیر اور اردو کار و غور۔ وقت اور ادارہ
 شعور کی پیچیدگی کی کیفیت جس سے اس کے نفس اور ذات نفس، اندام نفس، خلق
 انسانی نہ تو اور اس کی قسم المات اور بوجہ سے کا۔ غرض یہ ہے اور ذرا کی کیفیت
 نفس و کیفیت متبہ بنی اور آثار جسمانی کے زمین کے تکرار کا سنگ، قیور غلط کی تین متبادل
 یعنی شعور اور استغناء اور استغناء اور توجہ اداری کے، غرض یہی ہدایات اور تکرار
 اہل اور تکرار کی متعلقہ اور تکرار۔ غرض یہی ہے کہ یہ نفس اور تکرار کا سب سے تعلق
 اس سبب اختیار کی انہی حیثیات یعنی انتظام و عبادت، سنیں و شہادت و عبادت اور تکرار
 مع شعور و تکرار و شعور خلی، مسلمان عالموں کو بنی حاکمان اور مسلمان عوام
 کا قلبی توجہ اور تکرار کا باہمی اثر، اہل تکرار کے تکرار کا۔ اس میں ہر چیز اور اثر اور
 کہ تکرار میں اصل اور اصول و واقعہ اور حقیقت جیسے ہر لغو بات پر تکرار کی تکرار سے
 اب دل میں کتاب میں کہیں کہیں آپ کی تکرار میں ہوتے ہیں۔ یہ کہ تکرار میں تکرار
 جس میں تکرار ہر سبب کی تکرار ہے۔ اور تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار
 تکرار۔ ہم آپ کی تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار میں تکرار ہے۔

تکرار دیکھیے۔ ہم آپ کی تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار میں تکرار ہے۔ یہ تکرار میں تکرار ہے۔

جسم تکلیف جو نہ ہو، ہم آپ کو نہایت درپیشہ اور قابل ملاحظہ بنادیا ہے۔ ترجیح کی کشتی
جسٹ کہ نمایاں کرتے کہ یہ صلہ کا مثال کدنی کا ایک منہ دیکھیے وہ میں واضح دیکھ کر نہ
ایک انکوائری میں شامل کامل تھا۔

”میں حال میں ہمارے توں سے خدا کی عین غفلت کا ہے۔ سرور میں دشواری، مگر یہی
ہو نہ رکھتے، راحت ملے گی۔ ہمارے غم کے لیے کمر باندھ دو، شروع شروع میں مسکن پہنچے گی
طبیعت پر مثال گزرتا ہے لیکن گہب کا شوق، جنت اندیشی کی غفلت کی غفلت سے
سب سے بڑھ کر اپنے معبود و مالک کی رحمت کا خیال رفتہ رفتہ ان غفلتوں کو مٹا دے گا۔ میں قبل
کہ آپ سے عہد عادت میں نہ ہوں کہ بعد غم و مشقت کی چیز عبادت نہیں بلکہ ایک عبادت
وہ ہائی ہے۔“

”ہم آپ کی غفلت پر بصیرت افزائی کے مشق سے متعلق ہیں۔ بعض ایک آہاں
وہ مجھے بوجھ کا اسلوب کی سادگی و سہولت کا تصور ملا ہے۔ یہ بھی عہد نو ذہن اداں
کی حکمت و بصیرت کا بھی ایک ثبوت۔“ ”تاکہ آپ کو جماعت و عظیم انعام بخشنے ہے۔“
”فرد کی اس سیاست کو مانتے نہیں کہ کوئی گناہی نہ کرے اور اس سے پہلے یہ بوجھ ہمارے لیے
کا اظہار ہے۔ بغیر اس تمام کا پوچھنے کے یہ تصور کر لیا کہ سوسائٹی اپنے غم کو کوئی چیز ہے
نہ اس کا نام فرد ہیں وہ وہاں خود پرست رکھ دینے ہے۔“

”ہم آپ کی یہ شہرہ روزنامہ کے ساتھ فصلان کی کتاب سے دیکھیں یہ اس میں
پہلی، کمسن جرم (Juvenile Delinquency) کے موضوع پر اس میں اس کی
بعض اسباب کی نشاندہی نہیں کی۔ یہ کہہ کہ آخر میں مصطلحات و غلبہات کے الفاظ
کا کتاب کی افہامیت پر مدد گئی ہے۔ جو دانا مادہ کی جملہ غفلت پر فردوں کے مطالعے سے
ہو، یہی بصیرت میں اضافہ، جو کتاب میں چند مضامین کے ساتھ متناظر ہے کہ اس میں
مطلوبہ کی کمی میں یہ اضافہ بعض مضامین کو چھپا بھی نہیں ہے۔ یہ غصہ ہر ایک کی غفلت
اور بعض کو ہر ایک کی غفلت ہے۔ مثلاً لکھنؤ میں مابین غم و دلچسپی۔“

نہر منکذا، قرآن کا روح اور قیاس اور تفسیر میں جو فرق ہے۔ اور اس کا

”اممیں کو سب سے پہلے ہی قرآنی تفسیر اور سب سے پہلے قرآن کا تفسیر اور
 اور صحیح تفسیر اور ان کے معنی کی فکر میں عرب کے مفسرین کی مشابہت اور
 تفسیر کے لیے عرب کے قدما کی روش میں ایک کام کیا ہوتا ہے لیکن اس کے بعد قرآن کی تفسیر
 عربیوں کی خاموش رہنا تھا۔ اس سے قرآن کی گہرائی کے لیے عرب کے مفسرین کی خاموشی
 اس کے معنی کا بیان کرتے ہیں میں نہیں جانتا اس سے کیا تفسیر ہے۔ مثلاً

قرآن مجید کی تفسیر کی حدالسام میں ایک قسم تفسیر اور اس کا تفسیر اور اس کی
 تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 متقاضی ہے وہ صرف اس حدیث ابوہریرہؓ اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 پر مبنی ہے کہ اصل تفسیر جو اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 اس باب میں صاحبہ میں ہیں یہی تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 حدیث ہدیہ اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے

”میں ایک تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 سے روایت ہے کہ ان کی تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 کے لیے بطور ایک سند ہے جو اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 سے حدیث اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 کی تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے
 حدیث کی سند اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے

بعض صحابہ پروردگار سے یا ان مسلمانوں سے تفسیر ہے جو پہلے ہوئی اور اس کے تفسیر اور اس کے
 کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے

”میں سے حدیث اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے

”میں سے حدیث اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے تفسیر اور اس کے

مفسر ترجمہ کرتے بھی اسی قسم میں ٹوکتے رکھتے ہیں: چنانچہ ترجمہ فیض کو "روح نوح و نبی" یا
 "خاتمہ عربیہ کے ساتھ" یا "ترجمہ" لکھتے ہیں۔ "لا مفسر" دوسرے کو "Crescent" یا

پتہ ۱

"In order to contrive the world in the 9 Palace were," that
 is the day of cheating". I could so elaborate further," i.e. both
 the righteous and wicked will disappoint each other by
 reversing their positions, the wicked being punished while the
 righteous are in bliss. But it is perfectly well known from the
 Qur'an the righteous and wicked are never going in "reverse
 positions" and the righteous going to be disappointed on
 the Day of Judgement. Actually the Arabic word "al-laghabat"
 does not mean cheating or making each other to
 judgement and living each other "تکلیف"

جس میں سب تک عربی زبان کا نقل غلط اور لغو ترجمہ بہت زیادہ نظر تحقیقات سے
 لکھ دیتے ہیں۔ یہ تو ان کا کام ہے کہ ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 فراہم کر دیں۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 ماحین پر دیکھ کر ہی سہ اسان کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 ترجمہ لکھ کر ہی سہ اسان کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ

"Comparing any translation with the original Arabic is like
 comparing a thumbnail sketch with the aerial view of a
 intended landscape rich in color, light and shade, and
 wonderful in melody" لکھتے ہیں۔

ان تمام ترجمہ سسٹم میں سے بعض تو لکھنے سے تحقیقات سے ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 ختم کر رکھتے ہیں۔ یہ تو ان کا کام ہے کہ ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 قیادت سے لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ
 ہی سے لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ

ترجمہ لکھ کر ہی نہیں، اگرے تمام ترجمہ

[illegible]

یوں تو امید مند مسلمانوں کی نسبت یہ کہنا صحیح ہے کہ ان کی جگہ پر کسی اور کی جگہ پر نہیں آسکتا۔
 قطعاً، روح الحیوانیہ اور حاکم عالم کی نسبت یہ کہنا صحیح ہے کہ ان کی جگہ پر کسی اور کی جگہ پر نہیں آسکتا۔
 تمام ان کی نسبت یہ کہنا صحیح ہے کہ ان کی جگہ پر کسی اور کی جگہ پر نہیں آسکتا۔
 چنانچہ یہی حقیقت ہے کہ تمام ان کی جگہ پر کسی اور کی جگہ پر نہیں آسکتا۔
 پھر تمام ان کی نسبت یہ کہنا صحیح ہے کہ ان کی جگہ پر کسی اور کی جگہ پر نہیں آسکتا۔

١. قهوا انجعل فيها... الخ ٢٠٥

"Not by way of protest or complaint but out of excess of loyalty and devotion, as the most devoted bandmen who could hardly bear their beloved Master employ a new service besides those, for any of his services." (C)

٦. أسرار النظامية - ٥٧٠٤

"Thus, the chiefs of the Polykhaits, with concerned
suspense from the lower class of their people, whom they
shall have caused to err." ¹³⁷

٣٠. الامن سيقايد القول : لا ، ٣٠

۳۶ "حکیم بلا تشدد و نفرت" (آزارت) میں مبتلا ہو گیا۔ اور جسے تفسیر پر کہنے کا اعتقاد نہ تھا کہ
کہہ دیتا کہ ایک جگہ کہتے ہیں: کہہ دیکھ تفسیری مطالبہ کیا بشرطہ تجلیں کہہ دیکھ اہل حق میں
پر حیا: ہرگز: دیکھ: افسوس! کہ کتاب نہ کہہ: یا ہر دہا

تفسير القرآن الكريم (جلد اول) ۱۳۶
تفسير القرآن الكريم (جلد دوم) ۱۳۷
تفسير القرآن الكريم (جلد سوم) ۱۳۸
تفسير القرآن الكريم (جلد چہارم) ۱۳۹

الطرف — جانن : ۱۰۰ کی ماریٹے میں قصیر کوٹھے پرستہ کھینے پر د

"Christian writers look aghast, and almost in horror, at passages like this and quite rationally. For in the system of Christian morality sex is conceived as something inherently evil, at best only to be tolerated. This morbid attitude to life has appeared only with the advent of the black Christian era. Islam has reversed this distorted outlook. It holds freely and frankly, with the modern scientific knowledge that sexual life is the source of the highest joy for which there is no substitute. It is the supreme and incomparable physiological happiness, which should be secured and treasured, and not perverted... sex life is not at all a privileged and difficult to secure, but a great blessing without which life is incomplete. The sexual element in human existence must be valued and treasured." (Narinder, op. 200-201) ﷺ

پیشے میں اتنی؟ مال نمٹوں کا ذکر کرتے ہوئے مایوسہ اپنی آواز میں کہہ رہے ہیں۔
 "بعض مہاجرین کو لکھو یہ بڑا بڑا کام ہے کہ اس کے ذریعہ کم کم کچھ بچاؤ ہو جائے۔
 اس میں کوئی شے افکار کر دیا... لیکن اگر جنت کا ذکر کرتے ہو تو پھر وہاں کی کسی لذت، کسی
 نعمت، کسی راحت، خاصا فکر کہ کوئی نعمت نہ ملے گی کہ محال ہے۔ صبر میں رہنے کے اعتبار
 سے۔ جنت کے تو نعمت ہی بہ ہیں کہ وہ موتی اور ہونے پر قسم کی ہزاروں، ہزاروں اداہوں کا
 خزانہ ہے۔"

یہ کہ ایک مفسر صاحب علم پر جس قدر گہری فہمی اس کا اندازہ ان کی تفصیلات سے ہوتا ہے
 جیسے۔ مستشرقین میں سے بعض فرماں اہل مہاجرین کے حقوق میں توجہ دے کر ان کے بعض
 مشرک اور مخالفین کے دین کو یکساں کرنا مقصود ہے۔ انسانی کی بنیاد پر یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ جو کچھ
 خدا عیسوی یا دین الہیہ کے دین کے اصول سے کشیدہ نہیں ہے کہ قصص الہیہ میں کوئی فرق ہے
 میں انسان کے لیے ہیں کہ قرآن کا بیشتر مواد، خود ہے۔ ان کی نگاہ اس پر نہ ہو کہ کسی کو متنبہ ہوا
 اور قرآن میں اکثر کتب، ضامین اور جملے جیسے کہ اس کا سبب سے کتب، مہاجرین کا مشرک کہ

اسے تفسیر القرآن، ڈاکٹر یزید، کشادہ دار، عمان، ۱۴۰۹ھ، شیعہ نمبر ۴۴

۱۴۰۹ھ، شیعہ نمبر ۴۴، جلد اول، باب دوم، ص ۴۴

اور قرآن کے متعلق ایک چھوٹی سی نسل منظر پر یہ کیا کیفیت دیکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر اس کو بڑی قدر ہے۔ اور یہی تعبیر ہے متاثرہ عربی مسلمانوں کو تشدد کیجئے۔ یہ دعویٰ ہے کہ اسلام کا عربی مشق پر کائنات پر ہے۔

۱۔ اسی کو میں مولانا کا فقہ و نظریہ کہہ کر قرآن کریم کا ایسا حصہ قرار دے چکا گیا
ہماتہ جو ہندو مسیحیوں کی ان فسطوح کو بھیمن، فیلین، بے شکہ بر سہیل عوام کے زیر اثر ذہن
انداز کے مختلف تہ کوڑا پک جودہ زائر، نظریہ و نگاہ ہے ہیں۔ مولانا کا ترجمہ ایسے
تفسیر یافتہ تو جو قبل کو نیز عوام سے مذہب کے سکتا ہیں غلطی کے نیچے ہستہ آئندہ انسانی
عمر کا زمانہ

۴۔ کتبہ ہندوستان میں کوئی ایسا نہیں جو دہا کا جگہ ہو کہ کتبہ دھرم کا علوم میں سرچشمہ
العلوم و فیض و تفسیر ہو گیا ہو۔ کتبہ ہندوستان کے علوم کا کتبہ ساری مسندوں کو تھپ کی غنیمت
ہو۔ دھرم میں فرخو، بلکہ ایسی تفسیر تھی آپ کو ملتا کہ وہی ہے جس نے تھپ پر یہ حقیقت
سکشف کر دی ہے کہ کوئی ہم شکل نہیں ہے جو قرآن کی حدت کی نصیحت کر رہا ہو۔
معاذ اللہ و معاذ اللہ قرآن کا تفسیر میں ملنا گناہی مغرب کی نسبت کو پیش نظر
دیکھنے سے اور کتبہ ہندوستان کا ہندوستان کا اکثر نام بھی ہے۔

۳۔ مقررہ علوم و فنون کے ساتھ شرعی و اسلامی معارف کے متعلق مولانا کا خیال
 کا مفہوم اس قدر واضح کر چکا ہے۔۔۔۔۔ قرآن مجید کا اگرگزشتہ ترجمہ لکھنؤ
 کے ساتھ ہی مسطور ہے تو اس کے علم کا ایک جسا غیر معمولی کارنامہ ہے جس سے دینی حلقہ
 انشاء اللہ تعالیٰ لوگ استفادہ کرتے رہیں گے۔۔۔۔۔ مولانا میرزا محمد علی صاحب
 میرزا خیال سے پہلے جو تکلم قرآن کے پہلے ملام ہیں جنہوں نے انگریزی زبان سے
 لکھنے والوں کو اسی مدح اور اسی شکل کے ساتھ قرآن سے روشناس کرانے کا کام کیا
 ہے جو مسلمانوں کے نزدیک قرآن کی حقیقی روح و معنی کا بیان ہے۔ مولانا کا یہ

[illegible]

جوشن کا تھا۔ علامہ انور سائیکس نے حقیقی فہرہ فقہ کی نکتہ چسپی کر دی تھی جس کا ایک ہزار قبل از ہجری
 راجد تھا البتہ، ایک نئے مختصر کی شائع ہوتے والے تھے جس سے یہ بدلہ بجا کی جس حد تک کی تعریف
 کی جا سکتی ہے: یہ ترجمہ کے ساتھ ہی ایک جہت سے فی "آرٹیکل" کی زبان "کوسٹہ ہدیہ" کی طرف سے لکھے
 شدہ اسناد سے مستراکب کی تقریر یا ایسا ہے، پہلا اقتباس ملاحظہ ہو:

1. "The outstanding feature of this translation is that it abounds in comprehensive explanatory notes in regard to lexicographical, grammatical, historical, geographical, exegetical comment; and even insights on comparative religion. The reviewer has an hesitation in saying that no translation of the Quran hitherto published is so correct, complete, concise and illuminative with explanatory footnotes as the one under review is" ^۱
2. "Several editions of the Quran have been made but the one peculiarity of this is that it is from a man, who understands both the letter and spirit of the Quran. Moreover, the book contains the explanatory notes by the writer, which, inter alia, give an insight into the genius of different thoughts expressed by various exponents and the comparative standard position of Islam. The translation is excellent and the explanatory notes very useful if a bit lengthy at places" ^۲
3. "Mustafa Abdul Majid Daryabadi has now joined the great phalanx of translators of the Quran and opened new route avenue for the seeker after the truth"

"The Message of Allah is for all and it has to be carried in every, simple, and understandable language to the majority. The language of the Bible may be classic but it has become archaic for the average Englishman himself. We have to wait for a "Quran Made Easy" ^۳

قرآن مجید: ترجمہ از انجمن ترجمہ قرآن

۱۔ "اسٹار" (Star) (۱۹۴۸ء) ۲۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء)

۳۔ "اسٹار" (Star) (۱۹۴۸ء) ۴۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۵۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۶۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۷۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۸۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۹۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء) ۱۰۔ "انجمن ترجمہ قرآن" (۱۹۴۸ء)

جسے: ذی الخیرین منہم لیسوا لحقوہ ۱۲۰۳

۱۔ تفسیر تھاقوی: "معلوم وہ جو ایسا ہے: اگر اس میں سے کچھ بھی لے لیا کر سہولت
 لایا (جو)۔ منہم: مکران میں سے ہونے والے ہیں۔ لیکن ہتھوڑاں میں شامل نہیں ہونے
 والے۔ لیکن اس کے بعد کہ وہ ہیں لیکن اسلام نہیں لائے یا جو اس کے بعد بھی پیدا ہی نہیں
 ہوئے۔ اس میں تمام ائمہ کی نیت کا کہ فرما دھیں سب آگئے اور ان کے منہم: اجنب
 منہم کہلایا: یہ تو کہ منہم سب حق میں گمراہ: ذی الخیرین: ۱۲۰۳

ب۔ تفسیر بہدنی: "آخرین سے مراد ۱۱۵۰ تک ہیں جو قرآن کے وقت ہو رہے
 تھے آگے کے ہیں اگر کسی نے نہ ہیں۔ یعنی نہ سنت اول میں شامل ہونے کے بعد۔ نہ نہ سنت
 جو نیت کے بعد اس میں ہیں۔ اصل میں کہ سب آخرین کے تھے۔ یہی آگئے: ۱۲۰۳
 ائمہ: ان کے، دوسری مثال میں تھا ذاتی منہم: ایک نیت: ائمہ کے بعد پیدا
 کیے۔ منہم نہیں: یہاں سے کہیں نہیں آیا: ۱۲۰۳۔ فرین میں صرف وہی رنگ نہیں کہہ رہے
 کہ اس میں ہیں تو میں ماضی ہوں گے جیسا کہ تھاقوی اور ابن کے تتبع میں دیکھنا کہ ہے
 کہ ہلکا۔ تھاقوی وہ رنگ بھی ہو جو ہیں جو سب نہیں لائے۔

تفسیر بہدنی میں: ایسے صفات بھی ہو جو ہیں جیسا کہ عند بان سے معلوم ہو گا جو ازاجد
 تھاقوی بیان: مکران سے استقامت تو کیا لیکن منہم نہیں آیا: ایسے صفات تو کھڑے
 ہیں۔ منہم: صفات کے ساتھ جو نہ ہیں: اور ہے۔ مکران میں مثال کے طور پر کہ ان کے حکم
 کے ساتھ ہیں: اس سے کیا کہ میں جہاں کہہ رہی ہوں۔ لیکن نہیں: منہم: مکران تھاقوی کا
 کہنا: ان کو نہ تھا، لیکن نہیں: یا ائمہ اس کے آگے ہے۔ لیکن بعض وقت کو ایک ہی نسخے
 پر ۱۲۰۳ مکران میں، بعض چیز ایسے متفقہ سے متفقہ متفقہ سے کہہ دیتے ہیں جو
 تھاقوی منہم: لیکن بصیرت پر شاہد عادل ہیں

۱۔ "مکران تھاقوی منہم: یہاں کہ غصہ: جو ائمہ کے ساتھ ہیں جو وہ

۱۲۰۳ بیان: آخرین: ۱۲۰۳۔ مکران

۱۲۰۳ تفسیر بہدنی: ان کے: ۱۲۰۳۔ مکران: ۱۲۰۳۔ مکران

• طلق مغنت سے ترجمہ: قول میں غنا نہیں • ۱۱۱

• ۱۰ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۲

• ۱۱ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۳

• ۱۲ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۴

• ۱۳ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۵

• ۱۴ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۶

• ۱۵ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۷

• ۱۶ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۸

• ۱۷ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۱۹

• ۱۸ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۲۰

• ۱۹ • ہندو میں اس کا نام سہیو ہے جو اس کی خاصیت میں نکل تھا اور سہیو ہی کا تعلق و
 شجرت کا ہے جو پہلے جہاں سے سہیو تھا وہاں سے اس کا نام سہیو ہے • ۱۲۱

[illegible]

اور عقیدہ کا عظیم اثبات خرقی نظر میں نہ رہا۔ بلکہ اس عقیدہ کی اخصیصیت جمیع عربوں و عجمیہ ہے۔
 کہ کہ کسی نفسی یا اثری یا اعتباری سے مود آیت میں ذکر کیا گیا نہ اس نفس کی اخصیصیت کا ہے۔ یہ
 کوئی نظریہ یا اجتہادی مسئلہ نہیں۔ ایک مسلم نامور بنی عقیدت ہے کہ ہر انسان دنیا سے
 تہذیب و طبع و طبع کی تعمیر کا ذریعہ ہے۔ یہی وہ جہت تھی، سو تہذیب و علم ہیں۔ یہی وہ نفسی ہے
 ایک طرف تو اس کا علم جس کی جہت تھی۔ ہر ایک نفسی میں سے بھی کسی کسی کے ذہن
 کے اسلی میں عقیدت ہوگی۔ جو اس کے لئے اور اس کے لئے ہوگی۔ یہی وہ نفسی ہے جس کی اخصیصیت
 اس میں ہے۔ یہی وہ نفسی ہے جس کی اخصیصیت تھی۔ بعد ازاں اس میں اس کے لئے اس کے لئے
 خاصہ اخصیصیت و اخصیصیت (قرطبی) ۱۰۸

تفسیر القرآن و اخصیصیت علی المؤمنین و عیسیٰ و آلہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ہے کہ
 تمام دنیا کی قوموں میں ایک ہی امر اس کی قوم میں ہے۔ اس میں کسی کے لئے اس کا ایمان
 عقائد ہیں۔ ان میں عالم کا اہم اور ہوتا ہے یا گیا تھا۔ کہ وہ زندگی دیکھ رہے ہیں۔ یہ سب
 قوموں کو بلکہ اس کے لئے ہے۔ ۱۰۸

تہذیب و طبع و طبع کی تعمیر کا ذریعہ ہے۔ یہی وہ جہت تھی، سو تہذیب و علم ہیں۔ یہی وہ نفسی ہے
 جس کی اخصیصیت تھی۔ ہر ایک نفسی میں سے بھی کسی کسی کے ذہن
 کے اسلی میں عقیدت ہوگی۔ جو اس کے لئے اور اس کے لئے ہوگی۔ یہی وہ نفسی ہے جس کی اخصیصیت
 اس میں ہے۔ یہی وہ نفسی ہے جس کی اخصیصیت تھی۔ بعد ازاں اس میں اس کے لئے اس کے لئے
 خاصہ اخصیصیت و اخصیصیت (قرطبی) ۱۰۸

۱۰۸ تفسیر القرآن (جلد اول) ص ۱۰۸

۱۰۸ تفسیر القرآن (جلد اول) ص ۱۰۸

مذہب القرآن، اصل پر یہی قرآن و فرائض اور نماز و زکوٰۃ و صلوٰۃ و کھانا
 اور روزے اور حج کے پہلو۔ پہلو تجدیدی کے تقاضوں کے تحت ان بدعتوں کے ترمیم بھی
 جو اہل کتاب یا مغربین نے شریعت الہی میں دھن کر دی تھیں اور ان کے سبب پوری شریعت
 یا تو صبح ہو کر رہ گئی تھی یا صبح و شام کا طواف اور روزہ کا طواف اور حج گئی تھی۔ یہ ساری ترمیمیں
 کے تقاضے کے تحت اصل حکام کے بدلے ان کے بعد اس طرح اٹھائے گئے ہیں کہ بدعتوں کو
 کافرین و مشرکین اور مغربین کی طرف سے نہ لیں گے۔ ان میں جو کچھ اصل ہے وہ اصل اور
 انہی میں جن کی شریعت تھیں تعلیم دینا ہے۔۔۔ مسئلہ

مندرجہ بالا مسئلہ میں از قبل البتہ اصل حق و واجب نہ ایک نہ آیت نہ خبر (۱۰۰)
 کہ تو جمع ہے ص ۱۱۸ دیکھو آل ابراہیم بتا رہا ہے کہ اس آیت میں اشارہ ہے کہ جمع کے کیا نسب
 ہے جو بیت المقدس کے پاس ہے تھا۔ "نہا" یعنی نہ وہی طہر پر اسی کی مشرقی سمت کہ غنیمت
 کیا تھا یہاں ہے اس کی وجہ یہ کہ وہ حضرت محمدؐ کی طرف سے احکامات فرماتے تھے
 اسی سمت میں تھا۔ اس میں یہود نے اس کی مغربی سمت کو اختیار کیا جو کہ اصل طہر
 اقدس یا بیت المقدس کی تقسیم اور انہی کو مستقل مغرب و مشرق کی تقسیم بن گئی ہوگی۔
 مذہب القرآن، ان آیات میں ایک نام نہ تھا اس بحث کو ختم کر دیا گیا
 ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ تم اپنے تمام عقائد میں جو حق میں تھے اور جو حق میں
 انصاف کا نسب مغرب کی طرف ہوو مشرکین کی طرف انہی سے مطلق ہوا ہے اور ان میں
 تم نے جو حق سمجھے وہ بت کو دین کا عقیدہ بنالیا اور ساری بحثیں اسی میں دائر ہو گئیں اور
 شریعت کا اندر کوئی حکم ہی نہیں رہتا۔۔۔ مسئلہ

مندرجہ بالا نقیسات کا نظریہ یہ جائزہ پسند ہے جو ان پکا چلتا ہے کہ حق و حقیقت
 اور تاریخ قدر ہے نہ کہ جس قدر دلچسپی تھی مگر ہر حال میں اس میں کسی کو بھی
 وہ جہ میں نہیں تھا۔ یہاں تک کہ اصل و حقیقت میں نہ تھا کہ اصل تو
 مذہب قرآن و عہد اقل ۱۰ ص ۱۰۰

مسئلہ ۱۰۰ ص ۱۰۰

۲۔ یہ معاملہ استدلال آج میں نفاذ شدہ ہے، یعنی یہ پہلا ہے، اور شریعت کی یہ ہر امر۔
 صرف اہل باطن ہی نہیں بلکہ اہل سنی و جمہور سے مسلمان بھی اس کی اصول و مفہوم فرمادہ
 لافہ سب کو اس کی مثالیں پیش کر کے پھر پھر اس کے مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں کہ اس کی قرآن
 و مجملہ میں کیا ہے؟ اس کے احکامات و فلسفہ، بند و ثروت، نیکوۃ ان کی اقبالیہ سنی پر نظر کر دو
 اور تم اگر اپنی مثال خود دیکھو، پھر اس کے طریقہ اختیار کرو، اس کی روش پر چلو اور
 عربی کو عربی، قرآن یا قرآن، اقبال اللہ تعالیٰ کی گزری ہیں۔۔۔۔۔ یہ ظاہری مسلمان، یہ
 زور و برق ہمارے تہذیب و تمدن، بنی آدم کی عقائدت و عقوبت، مسلمانوں کے ہوتا تو آخر ہر
 بڑا کلمہ شوکت و عظمت، دین و شریعت، ان قرآن کو میں کیوں قدرت جو میں، باوجود کلامیہ کا
 تمدن کیا ہو گیا، ویزم مصروفی و علم کیوں زمین کے پر ہر جو گلیں، یہ ان کے علم کا کردار
 کیا جو، یہ ان کی تعلیم کا رسم، علم کی بنیاد، یہ تہذیب و تمدن کیوں کے معنی و فلسفہ کیوں کے معنی
 اور ان کے فلسفہ کے ساتھ دیکھتے دیکھتے زبردستی کی حکومت، یہ ان کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 یہ علم و دین اور اس کے ساتھ ان کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 یہ فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ

۳۔ خدا کے تعہد و تعزیرات، بنی آدم کے اصول و فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 اور ان کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 کلمہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 تعزیرات و تعزیرات کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 کا دین کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 دائرہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ

۴۔ سوال مشرق کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 کو جو خود ہی تعزیرات کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 کے لیے بند و ثروت کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ
 فلسفہ تعزیرات کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ کیوں کے فلسفہ

فرشتے تو گت بنی کر ہی نہیں سکتے۔ یا قی قریشونہ۔ کافیل نام تو میں ہے۔ (ارشاد کا
 قرآن قدیم تو توہم نہاد متدعی، اظہار و غنادی اندیشوں جوں جوں کا قیور تھا؛ لفظ
 یہ بات غلط ہے کہ مستوی پہنچا۔ سے لڑائی جنگم ایک افسانہ، مرتب صحیح ہے اور انسانی
 اظہار سے انما الیقین، اس نسبت سے قدس و عثمان دشواری ساسی کچھ کوئی مفسر
 قرآن بھی نہیں دے سکتے۔ کافیت درستان نہیں کر سکتے۔ معطلہ ہی ہے کہ تھک تھک
 کچھ ہر دم پر دہلے دے گئے۔ پھر یہ بھی ٹیڑھی تفسیر ہونا چاہیے کہ قرآن مجسم سب سے بڑے
 کتابیہ پرستی ہے اور بعد میں کہہ لے۔ اس کی کھاس کے خواہی کہ نہ ہو، ہر مذہب کچھ کچھ
 بعض زبانوں میں برتا ہوا اہل زبان ہونا کافی نہیں بلکہ اس کچھ کچھ فیہ دی طور پر ثابت و نگر
 نظر اور بڑی بڑھ چلائے کہ ایمان کی منہ سے ہے۔ الیہ سب اور اہل جمل سے تیار ہر سان
 عرب کا مزاجی اور کون تھا لیکن قلب و فکر کی تہہ سے و جڑ سے غلط نہیں رہا قرآن
 کتب در ساقی ماسن کرنا کو ایک طرف دیکھیں کہ ایک ہی جگہ کچھ ایک جگہ سے بھی بدلتا ہے۔
 جبکہ کو فیضی ایڑی ایک مذہب کی سوا یہ بھی کہ بعد از ایمان کا وہ کتب کی قسم ماسی کچھ
 انیسویں اس کی قدر بھی نہیں ہوا ایمان کی جاتی میں نہایت و نہ قرآنی حکم سے پہنچنے کی سہار و
 اہمیت بھی نصیب ہوئی تھی لیکن جیسا کہ پہلے طرز پر کیا ہا میں کچھ قرآن فیہ اور قرآن
 اذیہ عقلی بھی ہوا ہونا پڑے تفسیر نگاری میں یہاں یہاں سے تحقیق و تدقیق کی کہ وہ عقل
 قائم کو جو ہر مان سے بعض تسامح بھی جیسے قرآن میں ہر مان سے چنے کی لٹندی کی کہ نہائی
 ہے۔

اہر تہ قرآن مجسم کی سواہ بعض کی ایک آیت تھیں قل للذین حق علیہم القول
 ہا بنا کہ لا الہ الا انہما ۱۲۷۱۲۸۱۲۹۱۳۰ کا توڑ کی ہے۔ ۱۲۷۱۲۸۱۲۹۱۳۰ کیسے کہ جن پر اللہ
 کا فرورہ کا بیت جو چکا ہوگا، اسے ہم سے پروردگار میں وہ لکھیں جسے جن میں سے
 خدا نے قتلہ و کفر و لا الذین اخذنا کا صحیح تو ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم
 نے نکال دیا ہے۔ مگر یہاں یہ ہے ہاں تو لکھ کر پڑا ہے کہ قرآن کا فیضی کہی سکتا ہے۔

جسے تفسیر وادی (ادب و ادب) میں جا لکھتے ہوا سامانی ۱۰ ص ۹۳

نہیں دیکھ رہے ہیں جس پر کسی سے ۱۰۰ سال کا عقیدہ تفسیر ^{۱۹۹} ہے اور لکھا گیا ہے کہ یہ عقیدہ
 لیکن کوئی نئی چیز جو علم کی ترقی کے لیے مانگے۔ کم بنی بنی سے ایک اہل علم سے کہنا
 تھا کہ ایسی چیزوں کی تلاش نہ کریں جو بہت پیچیدگی کی باتیں کہیں کہیں غلط فہمی سے
 نہایت گہرائی سے سمجھ نہ پائیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا اسے تفسیر کے نام سے لکھنے کا نتیجہ کہا جاتا ہے جو محبت کا جواب
 دینا ہے۔ اگر محبت کا تقاضا کرتا ہے تو یہ نہیں۔

اسے تفسیر نگاری کا جھنڈا نہ کیجئے کہ اس کے نتیجے میں ماہر کے قلم سے چند کچھ لکھا جائے
 کہ سند ہے۔ مسلمانوں کی مخصوص (۱۹۳۲ء)۔ مواصلات قرآن (۱۹۵۶ء) اور فی القرآن (۱۹۵۷ء)
 علوم القرآن (۱۹۵۹ء) اور بشریت انبیاء (۱۹۵۹ء) در شکلات القرآن (۱۹۵۹ء) وغیرہ
 لکھے ہیں جو سب کی ایسی تحقیقات کا ثمر ہیں جو تفسیر نگاری کے دوران ایسی قرآنی احادیث سے
 قرآن میں مذکور سے ذات قرآن (۱۹۵۹ء) اور احادیث قرآن کے بعض شکلات کے نتیجے میں لکھے گئے
 ایسے سو سو لکھ کی تفصیل و تفصیل جو ایسی کی صورت میں لکھے گئے ہیں کہ ان کی گہرائی اور تفصیل میں
 موجود ہیں اور انہی کو مزید اضافہ کے ساتھ جہاں لکھا گیا ہے وہاں لکھا گیا ہے۔ یہی ہم سب
 کہہ سکتے ہیں کہ اجماع و اجماع تو اس کے ساتھ ساتھ لکھے گئے ہیں جو تفسیر کے نتیجے میں لکھے گئے
 ہیں۔

مسلمانوں کی مخصوص قرآن مجسم کے چند اہم مباحث کے علاوہ لکھے گئے ہیں جو بہت
 بعض دیگر اہم مباحث کے ساتھ قرآنی کے حوالے کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ شکلات القرآن (۱۹۵۹ء)
 مطالعہ ایسویں صدی میں لکھے گئے ہیں۔ ان میں کام لکھے گئے۔ اصل میں یہ سب سب مباحث ہیں جو
 تفسیر نگاری کا سیر میں چھٹی چھٹی ہیں۔ اسی لیے ہر کوئی مباحث کی لائنوں کا مطالعہ
 کر چکے ہیں۔ ان میں ان کے لیے یہ نئی باتیں لکھی گئی ہیں کہ وہ تفسیر میں لکھے گئے ہیں۔ تو یہ بات
 جو قرآن (۱۹۵۹ء) اور اجماع (۱۹۵۹ء) اور اجماع (۱۹۵۹ء) اور اجماع (۱۹۵۹ء) اور اجماع (۱۹۵۹ء)
 تفسیر کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

۱۹۵۹ء تا ۱۹۵۹ء کے تمام لکھے گئے ہیں۔

اور حیثیت کی خفہ سے متاثر نہ ہو سکے۔ یہی فیضانِ آفاقی جو کہ ہر کتاب و سجادہ کو بھی میریت و تھلک سے نکال کر
 جلدی سے نکال دیتا ہے لیکن وہ اس سنگ میل پر نہ پہنچتا کہ منزلِ کعبہ کو نہ کہ طبعی رنگ و صلیب سے آگے بڑھ کر
 پہنچ سکے گا۔ آئندہ اس منزل پر سفرِ کعبہ پہنچ سکے جس کے بارے میں بائبل نے کہا ہے:

سے شہادۂ موتِ معلومہ ذرا مت بچو۔ تم جیسا راہِ یمن میں نورِ ذمہ سے جی

ماہِ سہ ماہی کی سیرِ باغ میں گراں بھریں۔ وہ بدعات کا دہرا دہرا ہے جس میں رہا ہے ۔
 مگر ہر فرد پر خدایاں سفر کا آغاز تو یہ ہے کہ خالص فطرت سے ہے۔ ہر ایک کی رات و دن اس کے
 خود و خدائے سرجم پر ہے۔ چھٹے گئے اور مشرق کا ذوق کھینچا اس کی فکر کے دل کو دنیا میں دیر
 بہلے بھی اور جس کی یہ مذہب کی پرورش ہے اور پرورش جوئی خصوصیت بھی نہ ہو کر دیر
 ماہِ سہ ماہی کی سیر کا یہ طبعی اور معقول پرست۔ اور گناہوں کا قاتل ہے ۔
 دینِ سہ ماہی کے سبب عالم کی سیرِ ترین انداز کی تھی جسکی میں فطرت کی انداز کی خالص فطرت
 میں مگر وہ دین کے ایک بڑے حصے پر ایک ذرا تھک چکا رہا ۔ اس دین کی فطرت سے
 اندازِ فطرت سے ہیں جن پر اس کے سبب سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 سے اس کے سبب سے ہیں جن پر اس کے سبب سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 دنیا کی اصل فطرت کی یہ سبب ہیں جو سبب سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 اگرچہ یہ بھی کہ فطرت سے ہیں سبب سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 لہذا ان کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 خفہ سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 جو سبب سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے

آپسویں صدی کے بعد سبب سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 کعبہ اور فطرت سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 سائنس و ایملہ کے فطرت سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے
 فطرت سے اس کے فطرت سے اس کے فطرت کی فطرت میں گناہوں کے

طریقہ قرب گردان پر عمل میں اس بزرگ نے محمد اسحاق علی خاں کو فرزند اس کی ملازمین سے منع فرمایا کہ وہ

[illegible]

زیر نظر رسالے میں مایہ ناز مصنفہ کا فنکارانہ کوشش ملی کہ خود کو ہر قدم پر ان کے
موقف کا تاثر دے اور رگ و خوسا بھی شریک کیے ہیں۔ مولیٰ یا کتابِ حروف نہ کہ کو برحقیت کے انحراف
پر موقوف نہیں رہتی۔ بلکہ ایک طرح سے تشویشِ امنی کی، انزلِ تاریخ بھی ان کی جانتی ہے۔
پس کسی کی سب سے بڑی غلطی ہے۔ ذیل میں کہہ کر سے واقف کیے اند میں افسوس ہے
کہ مصنفہ نے اس درج کا اندر پر متعلق نہیں کیا ہے۔

یابِ حقیقہ میں نابینا دیکھ مشورہ شکر میں
 سے محض ہمارے ایوان سنائی دے چہرہ یہ نا ز چہرے انوار و عطر، احرار، کونڈوں کا
 طعرت بٹایا ہے۔ یہ بعض نر، جد سے نہیں جوں۔ ہر ماں جبر و محنت کی آواز ہے، بت ہو چکے ہیں
 کوئی دیکھو وہی کا نہیں مان گے، چہرے پہلا، آئین دہلے ہوئے۔

اس کتاب کی تصدیق ہے: یہ کتاب میں "صاحب" کے علاوہ کسی شخص کی تصدیق کا قیام نہیں ہے۔
 محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے بارے میں جو تحقیق کے مطابق ہے، اسے ابو ہریرہؓ کا کہنا ہے کہ "خیر فیہ"
 (یعنی) "بہترین احادیث" میں سے ہے۔

۴۴۰ اَلْحَمْدُ ۴۴۱

ہیں، دیکھئے: اکثر عمرہ واپس لوگ کہتے ہیں:

جے "نعت الاسلام" دسمبر ۳۹

سہ بیرون تیر لایف کو راست چری نئی ایمان آکر بکھو بکری اللہ کر صحت حاصل
 قلمیہ کے بھی نظریہ و عملوں کا لا تا تجربہ کرنا چاہیے جس میں دینی تحریریں ہیں اگر ان سے سنت
 کے ساتھ فلسفہ کی وضاحت دیکھتے ہیں تو ان کے اسلامی تعلیمات کا نہایت اہم رکن ان کے
 تمام مسطورہ پر غور کرتے۔ ان کی "پہلی باتیں" دینی، تہذیبی، فکری، سماجی اور اخلاقی موضوعات
 کی جامع برقی تفسیر اور فکر و تخیل پر مبنی ہے جو کہ ایسے گہرے فہم و فکر کے حامل ہیں کہ ہند
 پاکستان کے بیشتر اخبارات و برائے غیر فہم نکلے گئے تھے۔ وہ قرآن مجید، سیرت نبوی، مسود
 صحابہ اور سیرت حدیث سے اکثر ایسے عقائد پر مبنی تھے جسے عربی زبان کے عربی مفسرین کے مسطور
 اور مسلم شیعہ سب کی بہ مثال کا فرقہ و اپنی پہچان ملے۔ "سیرت نبوی سے متعلق کوئی کسی کتاب
 و تفسیر ایسے لکھی کہ اصل لکھنے والے سے پہلے کہ وہ سیرت خدا کی نہ تھی بلکہ ان کی تفسیر تھی۔ سب
 سے زیادہ حنیف احمد کو ان کی سیرت تھی یہ سب سے زیادہ محبوب و مشہور تھی۔ لایف احمد
 کے ہر عہد پر صرف ایک شیعہ آپ کو تسلیم کیا جاتا تھا یعنی "عبد اللہ بن علی"۔ تاہم وہ دین کی کئی ناکام فلاح
 آپ کے پیوستہ تھے۔۔۔ جو بچتے گئے۔ دوسرے آپ کا نام تھا کہ تھے تھے حدیث و سیرت
 و سیرت پر آپ بڑا وقت لکھتے آئے و مستند رہتے تھے۔ یہ دوسرا آپ کی بڑی شہرت آپ کے کئی شیعہ حنیف
 تھے۔ ان کے پیوستہ تھے۔ سونہ جہانگیر، چلتے چلتے اور اس طرح کی چھٹی بڑی نام
 بقری حنیف کو کہ فرما دے، آخر اس آپ کے کئی شیعہ و دیگر اہل حق کو اہتمام کرتے تھے۔ سیرت
 ضعیف پر آپ کس دور میں تھے ان کا نام تھا اسے آپ کس بڑی رنگ لکھا تھا تو سب سے
 تھے۔ نہایت درشت و سیرت پر آپ کس بھی اہل حق تھے۔ یہ تمام خصوصیات آپ کو سیرت
 ان کے ہیں جو بڑی سیرت میں نمایاں نظر آتی تھیں؟

"وہ تھا کہ آپ کی زندگی دنیا خلافت یا نکل کر خلافت نشینی کی طرف آپ کے ہر آہ و
 کام رہتے تھے کہ سیرت تھے۔ سیرت کے اہل باہمی شخص کے پاس بھی اس سے زائد کہ نہیں ہو سکتا
 کہ چاہے کہ سیرت حضرت و خلافت کے تمام شخصیات اسلامی خصوصیتوں کو لکھ دے
 کہ اس میں کئی محنت و دقت و اہمیت تھی۔"

"اس کے بعد آپ اپنی زندگی پر غور کیا ہے وہ آپ کی دلچسپی و شہرت کے تھے؟

ہر فرد میں جیسے کئے ہیں ادیب ہرگز کوئی بھی حکیم نہ رہتا۔ ہر فرد میں تو علم کی جڑیں
اس لیے جن کی تعلیم میں جانا انقلاب ممکن ہو۔

عہد جدید میں مغربی تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنوں میں کثرتِ سوال پیدا ہو چکا ہے۔ کیا اسلام
دنیا کے ہر شعبہ پر شہ قضا علیا یعنی "ترقی" کا باعث بن سکتا ہے، جتنا ایک ایسے
ہی سائنس کے بوج میں کھڑا تھا، اس امر سے میں ڈرتا ہوں کہ معاشرے موجود ہیں کہ کائنات کی
ترقی پذیری کے ساتھ عذابِ مذہب و انقلاب کو بھی ترقی پذیر ہونا چاہیے۔ اول تو ہر مسئلہ
تغیرِ ترقی کے مراد ہے جس میں مشابہہ ہو یہ کہ "ایسا کائنات کی تغیر پذیری ہے نہ
ترقی پذیری"۔ مغربی نہیں کہ یہ تغیر ترقی ہی ہو۔ جدت سے تغیرات، ہستیا کی تغیرات کی
تغیر کے ہوتے ہیں اور اس سے میں یہ کہتا ہوں کہ جو کچھ مشابہہ ہو وہی آیت اور عالم کی طرف
مغربی تغیر پذیری ہے۔ ہر جہتی، مغربی، ہر جہتی تغیر پذیری کی ترقی و تبدیلی نہیں نہ عقل
نہ تجرول، نہ بدعت کی صورتیں، شکلوں، اقلین (Fascism) میں تغیر کے شک و شبہ و
پر میں سرزد ہوتے ہیں لیکن اس سے ہرگز نہیں کہ "ایسا" یا "وہی" تغیر ہی بدعت۔ بدعت میں
تغیر متعلق کے برائت و تقصیرات تو برابر بدعت و بدعت ہیں اور بدعت ہی بدعت ہیں اور بدعت
ہی بدعت کہ کہ نہیں ہیں نا مشکل مرگ ہے۔ قرآن مجید میں اتنی سب مرآتیں ہوتے
سے تغیر بدایات ہو رہی ہیں اور ان میں کائنات کی صورتیں بدعتیں ہیں ان فطرت کے تحت اور
بھی قرآن مجید ایک ہی اعز نہیں ہے! ہلک جہن میں ہوا کہ جو بدعت میں ہوا کہ ہر بدعت
میں ہی تغیر یا تبدیلی نہیں ہے۔... قطعی پرنازہ کہنے کی کیا صورت ہو گی بدعت کے خلاف
دیاں کیہ کر سکتیں۔ بدعت ہے۔ سوالیہ جانتی ہو بدعت اور اوقات بدعت کے کہ جو کچھ
بدعت اور عام معاملات فی مابین ہی صورت میں بدعت ہو جائے گی یا بدعت ہی ہیں۔... ان کے احکام
کیا ہو گئے۔... قرآن... حسب کے ہر امانت کتاب و شہادت کی روشنی میں ہر بدعت
و بدعت میں بدعت ہے۔

تغیر "تغیر بدعت" - یکم جون ۱۹۹۹ء

تغیر ایضا ۲۲ فروری ۱۹۹۹ء ص ۵-۶

۱۔ اسلامی فقہ میں ایک جامع بحث صمد کیستہ۔ بعض ذہانوں میں خیال بعض اسلامی
مفتیان کو رہنمائی قرار دیتے ہیں مثلاً "ذکاں سزاگہ" ایک دینی اور گاہکے ایک محکم کے
ایک ایسے ہی سول ہیں جسے ایک تفصیلی حصر میں ذکاں سزاگہ میں مذکور ہی طرح ثابت
کیا جاتا ہے اور میں حق میں حیدر نے یقیناً سے دینے بنی نہ افلاس ہوا نہ نہ فقہ ہے۔ ہر
ادائیگی کے لئے قسطنطنیہ سنوئیٹ پر ڈالا گیا گھنٹہ گھنٹہ بعد یہ بھی کھبستہ کے لئے قسطنطنیہ
کی طرح کن کے لئے قسطنطنیہ پر ڈالا گیا گھنٹہ گھنٹہ بعد یہ بھی کھبستہ کے لئے قسطنطنیہ

اسلام کے مقلد ہیں۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کسی طرح نظری میں صمد کے مذہبی پینا پڑ
جہاں وہ ایک مسلم فقہ کی پر اپنے پینا کے گاہکے رکھتے تھے، اور میں اسلامی مذہب اور
اس کا تحفظ کے تقاضوں سے جو پڑی غریب و غریب تھے، اسلامی مذہب کے اس میں ان کا
موقف تھا کہ وہ کسی گاہکے مقامی اثرات میں صمد ہی قبول کر سکتے تھے جبکہ
اس کے لئے کہ مقلد ذکاں تھے۔ مسلم پھر میں محمود کا سبب ان کے نزدیک خدا کی
عسری تھا کہ وہ بے غیری تھے۔ رہا سوال اسلامی فقہ کی تحویل یا یہ کہ اس میں یوں کہ
قبال یہ تھا کہ وہ سبب بظہر بصیرت تھے کہ اسلام کا کر تھیں وہ بہرہ اور وہی حقیقت
کا پورا جائزہ لے کر متعجب نہ تھے کہ اس میں ایک عسری دین میں مذہب بغیر تھیں۔ مگر وہ ایک مقلد
اس میں کہ امرا کو یہ تھے۔

بعد میں فقہ کے اسلام میں صمد تھے کہ ان کی مذہبی اتھارٹی میں ایک ایک کو بعض
یہ مقلد تھے۔ ان میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
میں آتی تھیں۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے

صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے
صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے۔ صمد ایسے ذکاں ہیں کہ ان کے اس میں صمد تھے

اور اس کی نیت کی نیکاپٹھ ایک خط بہتر ۱۹ - ۱۰ - ۱۹ میں اس ضمن میں لکھا:

"کرنا دانا داری اپنی ہمت کی قسط یا کسی قسط نہیں کی، بیچ پر لے یا بیچ کی دوسری برکت کو سوار و گمراہ نہیں سمجھتے تھے مگر بعد میں ان کو اس کے بدلے میں کسی قدر نا اہلیوں کی لاف میں لگا کر توڑ کر رکھنے لگے تھے۔"

برہانہ ایمائیت کے ذریعے میں اپنے "صومرنک" رخت، نہ تھے نضر، بحیثیت ایک ظاہر و پراہن، ایک ایسا مقام پر کہتے تھے کہ یہ تعارض نہ دنی لفظ "ظفر" و "شک" باقرین کے قیام میں انھیں بطور مشائے روش کیسے ممکن ہے،

"نقاد و ظاہرین یا ضمنی نہیں ہوا بعد میں مجاہد کی تھے ان کے ہوتے ہی کا، حروف نے من لفظوں میں لکھا ہے۔"

"ایک طرف سربراہیہ پر مشرعی نضر تھی تو دوسری طرف صومرنک صومرنک ہے جس کی طرف نضر یا صومرنک تھے، پھر سب سے بڑی غلطی یہ کہ آپ نے صومرنک صومرنک سے کہا صومرنک کی مدد سے کی، سبب اس کی کہ یہ ان کو صومرنک و تیش نہیں بتایا، پس اگر پروردگار صومرنک اور صومرنک سے تفریق معلوم نہ ہو کر گیا۔" (۱)

جو ارف میں لگا " عزیزوں کہ فقدان " جیسی کتاب لکھ لایا " فخر الحق جو نے کہ مستند جو یا ایضاً
 " دیگر جن لکھ خلاف لفظ آدلی کا " پناز کہ فلاں صفت ہندی کہ معاملہ جو یا تاجا ہند
 دہلوی کو " تمامت نامہ " کو وہ باہر شائع کر نے سے یہ نہ دیکھے کا " اہد حقہ برجیہ دہلی
 عربیہ استعمال کیا ہے جسے مہولت کہ یہ ہم " خدا کون سے " جبر کر سکتے ہیں " ان تمام
 سہولت اور بادلوں میں " ابہ کی کاپیائی کا سہبہ " لکھ تھا کو وہ " ان مسائل پر کسی تفصیل سے
 مدد نہ دے " بلکہ کسی شدت سے لکھتے تھے کہ " ہاتھ نہ مسئلہ عوامی بن جاتا تھا " اور یہ ہے
 کہ اسی صیغہ کو وہ کن آسوں نہیں جوتا ۔

۱۔ یہ کہ حلقہٴ اجماع ایک نہ ملے، صرف قاضی و مسیح نما الودھیا کے قریب ہوتا ہے، اس حلقے میں وہ سنتوں بعد ملنے والوں کے اپنے اپنے درجہ تکھے۔ خواہ وہ مسلمان یا کافر کے جتنے لکھے اور سنت شیطانی کا جہت مایہ کے حصہ میں اور ختم، اس سے جو ملتا ہے لیکن مایہ کی تعلیمت کا بہت قوی قدر مطلوب ہے کہ انھوں نے وسیع مصالح ملت کے حوالہ نظر ذاتی دوستوں یا شخصی مصلحتوں کو شہابی اُٹھنے سے منع کیا۔ اس کا جہت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ عیب انہی میں غلطی نے قدر علی جوہر کو سزا دی ہو۔ کئے نام سے یاد کہ اگر ایسے پہلے میں تواتر سے ان کے مختلف لکھنا شروع کیا تو ہر اپنی تمام تر وہ سنتی کے باوجود ایک صحیح ملت کی یہ تو ہیں، بڑا شوق کرینگے کہ ہر وہ جسے کی قدر لکھنا کا تو کسی مع مل کے مصلحت میں لین شروع کیا اور لکھا کہ غریب صاحب ان دونوں تواتر میں بہت سے کسی قدر غور ہو کر گئے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی لکھ رہے، استدلال اور تحقیق کے ساتھ ان میناات کا قدر بھی کیا کہ سب وہ وہ ہر وہ اپنی طبعی حالت میں نہ رہا بلکہ ایک تو وہ اپنی ایسی تقریروں پر نہ تھک جاتا تھے۔ لکھتے ہیں، اور ہر وہ مینوں سے کہ ان تمام کس وقت ہکا بولا ہے، یہ عزیمت خدا معلوم کہتے حلف نامے شافی کر رہے ہیں کہ ان کی کائنات وہ عزیمت ایک ہر حلف لکھا لکھنے کہ قدر ملکی مخالفت میں کہ ان تمام میں بہت سے ان کے لکھنا شائع، فراموشی میں غور رکھتے، اس سے خدا ان کے تہذیب مصلحتی سے اور جو یہی وہ وہ ہر وہ کو نہیں ملے گا جانتے ہیں انہیں ہر وہی طریقہ سے ان کے ہر وہ حصہ کو جس سے

حقیر - مسند علی علیہ السلام
۳۴ قادی - ۱۰

ہم نے انکے اس کے خلاف : صرف سچ - میرے لئے "حقیقت" : جبراً ہی نہیں تھا کہ سے
کھا جکر ساتھ ہی تو قادی رندوں کے مٹوان کے خلاف میں لکھا تھا "جنہما خ" "میت" : یہا
میں انکے ساتھ کی عبارت میں ایک مٹوان کے خلاف : "جبراً ہی نہیں تھا کہ سے
میں ایک ہٹکے کے کی کیفیت پیدا کر دی : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
مردوں کے بعد ان کے بعد یہاں ہی فرم کر کہ اس کے خلاف انکے سے میں لکھے : "میں تو کوئی
و ملک کی جاتی اند : "یاقہ" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

تھانکے "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
: "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"
"مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۱۰ قادی - ۱۰ : "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب" "مستحب"

۷۔ درمہال کا احساپ ہر ہنگ معلوم ہوا ہے لیکن اپنے گھر میں احساپ سے ۱۱
: بنیال کیجیے۔ احساپ جو فلس کو مساب پر قدم رکھیے۔

۸۔ بلوچر مسوق کی کسی کی دکاندار کی کیا صفتی، دل شکنی بھی گوارہ کیجیے۔ عزت کے بھی وعدہ
نام کر لیجیے ان کے قدم نہ رکھیے۔

۹۔ ملک کی اکثریت کا احکامات وقت کے قانون کا بعد نما کر لیجیے۔ مٹی کو مساب راہ
سلامت دہی کی اہمیت کیجیے لیکن حرارتیت اور ماساب کی کمزوری کی صحت پر مرکز نہ بنی جائیے
طبع و سادگی اور مٹی کی جڑ سے اور دلی انداز ٹھہر یا لعل اور مٹی۔

۱۰۔ ہنگ نفع دہی سے کیجیے۔ لیکن قیامت پر آئے آئے سے اپنے کو بڑے مگر مگر
پہاچے۔ کسی کے نسب پر اور وطن پر اختلاف صورت پر نظر کرنا مساب غایب۔ بی کی
فصلیں یک۔

۱۱۔ بنیال کر بیعت ہوتے رہے ہیں وقت کے حسب آپ کو سدا و فر آپ کے
ساتھ بروہہ آخری بعد حقیقی عدالت میں اس کے ایک ایک لفظ پر سوال جو رخ ہوا بلکہ

مساب جو ملک کی دولت کا ہمارا مایہ ہے ایک استعمار کے ہم صہ ہیں کیا تھا۔ یہ
فیصلت کے لئے کی فصلیں میں مگر ان کے علاوہ میں وہی کیے گئے ہیں۔ ان سے بلوچانہ

کیا ہوا مساب ہے کہ ہمارا ملک لگا ہوا ہے صاف ہے عبادت میں اور وہ کیجیے جو مساب ایک لفظ
اور عزت کے لئے اور کو مسوق کیجیے۔ پھر ان کے نزدیک صاف کو صاف بڑے

درست و دین کے لئے تھا۔ سب و صفت اور صفت پروردگار کے معلومات اس ایک مقصد سے تیار
تھے۔ چنانچہ صفت کے وہی مشاغل میں تفسیر کرتے تھے اور مساب سے ان کے جو مشاغل و معلومات

آج کل کے حل کر کے مساب سے لگا ہوا تھا یا تمی تقریباً مستقل مانتے تھے۔ اور کے
جاری و مساب تفسیر پر تفسیروں کے لئے ہمارا مستقل کالم "مٹی باقی" مرنے قبول

بروہہ اس کی کئی مثالیں ہیں جو صہ کی کہ اور مساب پر گم تھی، مٹی باقی کا آؤدہ مساب
عزیز کی سکا ہے۔ "کی" کے "اور" سے لیکر ماہ ایدہ کی جو لگا تھا، مساب کے مشاغل

۴۱) بن جابر کے لئے فرقہ وارانہ فتنہات کا سلسلہ بنی کہ جس کی گواہ کاغذی ہے جس سے
کے نیچے: کہ جنت ۳۰: ماہیت اہل جہنم اور اہل جنت کے عقائد: اذ جنت کھتے ہوئے
آفت علیہم برصہ مسلم برلیہ: سنی شیعہ دونوں سے ایک پروردگار تبارک و تعالیٰ جس کا مظهر ہے
قائم و ثبات ہے بغیر اندر فرقہ گویشی کرنے کا مقصد اسی گواہ سے نظر سوریٹ کو قائم کرنے ہے
اندلی گواہ کے فیہادی مقصد کو: اکل الفتنہ: یہ ہے جب تو غیر ایک بات بھی سنے تو سب سے
کے لئے اقرب وقت ان کو بدعت ہے: کھل کر کہہ دیتا ہے کہ اسے اس کے ہم عقائد سمجھا
کسی حال میں جو کسی صورت میں نہیں بدعت نہ کر سکتے ہیں۔۔۔ کسی شخص کا قبورہ یہ مذہب کی
بھلائی اور سیکرہ نام کے منال کیلئے اور گونگہ ہے: کہ بدعتوں کو یہ حق نہیں کہ ان کی بدعتی
بروہ عقائد تہذیب و آئینہ فہرست میں اور ان کے ان کے نام کا اور اب کی خلیفہ پر اور اور
دری: کی مسیحوں کو یہ حق مساوی اور میں حاصل میں: کیا کہتے کہ کاغذی کو کاغذی پر
مکرم ہے کہ وہ اپنے عقائد کو خلیفہ میں کر دیں: بدعتی کا حق و بدعت کا حق
اپنی بدعتی میں سوز میں پروردگار کا نام بھی تو انہیں کہتے تو ان میں حق ہے کہ ان کا کتا ہے
فہم کو جڑ سے کھڑا ہے تو لفظ مسلم کو ان دیتے کہ جس سے اسے بدعت بھی برکت نہ ہوتے
دیکھ: دیکھ

بجہرہاں لکھائی گئی۔ سب سے بڑی دولت نے مسلم پر پورے لاکھ فیس کی راہ کو غم نہایت
کو قہقہہ دیا تو ابر نے اپنے انگوٹھ جبریت قہقہہ میں رکھا، "خوشہ نصیر! ابر پر آؤ، مجھے
فیوض کی شکل میں قہقہہ پرینا دے سکتا ہوں، مجھے تعجب پہنچا کہ یہ ہے۔ لکھائی گئی سب سے بڑی دولت
کا فیوض دودھ بھی شہداء اہل حق میں بکھیر دیا، مسلم پر خود بھی مسلہ تھا کہ ان فیوض کو سب
ہند کی قہقہہ کی برائی ہے۔ لکھائی گئی نیکم و دست پر سب سے بڑی دولت مسلمانوں کو نہیں، بلکہ
خدا کو برا معلوم ہے۔"

”خواب: دیکھو یہاں سے تمہیں کہ ۱۹۵۱ء اور ۱۹۹۰ء کے ایکٹوں میں یہ شدید قصور ہے اور حق تلفیوں کی یہ فطریعت کہ جس قدر ہوئی ہیں ان کا دلائل میں جو کہ... انہوں نے

”سائنس کے تمام جوتے ایک جوتے میں“۔ ”اگر کھٹکھٹ پرنا ہو، انداز طریقہ ہے، تو ان کو
 کو ایک اور میں بدل دینا کر کے“۔ ”اگر حسین ڈاکٹر حسین کی زبان سے ہے۔“

یہ وہ لاپرواہی ہے جو محققہ خفاہت اور بے پرواہی سے بڑھ کر کسی اور میں نہیں
 میں نصف صدی کا تقصد ہے، چار برس کی بات نہیں، چھ یا تین کی صورت کے لئے، مجھے سے
 فکر قرآن کی، عکس و انکس، سرزد ہو رہا ہے، یہی ہے کہ کئی ہی نئی باتیں، نئی باتیں،

— — — — —

”پس تو سن سسلا کہ آج جو تو باپ اور چاچا کے اصول اپنی زندگی کو نیک میں تبدیل
 ہو سکتے تھے۔ وہ جس قدر اچھا گھر اچھا کر دے گا گھر باریک نہ ہے۔ یہ ہے۔ صبح
 ہے کہ جسے شکر کی گرا جو تیری محبوب تک سونے آج قسم پوری ہے۔ یہ گھر اس گھر سے
 ہوتا ہی ہے جیسے آگے کھیل کر اپنا گھر کھانا چھوٹ رہے ہیں وہ دروازہ دروازوں
 پر ہوا ہوتا ہے۔ پلہ پڑھی۔ آگے پر رہا ہے۔ وہ مکان یہاں گھر کی اتنی منزلیں گزرتی ہیں، اس
 سنس کر اس کھیل کھیل کر اچھا ہوتا ہے۔ وہ گھر دیکھا جیسے گزرتی ہیں چھوٹی ہے جائیوں کی
 دھوپ میں سب کو دل بار سجھا سنا دیا۔ اجلی بیش پیش کر بار اپنی گزرتی آگے گزرتی کہ
 رنگ اور یاد۔ پڑایا ہوا رہا ہے۔ وہ من جس میں حق و دوزی باکھیلی و گری۔۔۔ پہلے
 نکل رہے ہیں۔ وہ دامن جن میں ہمارے نہیں ہیں۔ دلی نہیں۔“

پس چار چار مشق تھی رحمت فعل جو کھیل سے آواز کیا یہ مسئلہ ہے کہ ہر مشق
 میں کوئی نہ گھر کہ گھر کس قدر خوب تھا۔ ان تین سات میں کسی توجہ کو اس کی ہر مشق
 پر دلی ہو کہ نہ گھر گھر گھر کے پختہ نہ ہونے کی تصویر کشی کر رہی ہے۔ وہ
 کہیں ”زیر عشق“ کی یہ تہ کی زہر خونی کے لیے کہ وہ تنگ رحمت کے ساتھ گزرتی
 ہے۔ کہیں گھر کی ہر ایک جگہ فاصلے کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کس طرح دامن کے ساتھ
 لے کر رہے تھے۔ کہیں ”خوش فانی“ کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے
 اور ساتھ ساتھ شریف کی یہ دلی کا منظر کھینچا گیا ہے۔ کہیں ”میر“ کے حوالے پر
 چلے گئے تھے۔ کہیں ”میر“ کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے
 رہے گھر کی نقشہ آگے لگتی ہے۔ کہیں ”میر“ کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے
 یعنی ”میر“ کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے
 ہیں کہ گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے
 سے ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے
 تھے۔ گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے

تھے۔ اس نام سے احمد نے اپنی شریف کی رحمت کی رحمت پر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے
 ہیں کہ گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے حوالے پر رہتے ہیں کہ ہر گھر کے

[illegible][illegible]

اگلی کا طبع کوئی بہت بُرا نہ ہو سکتا ہے، لیکن نوازاح فریڈ کے لاکھ لکھ تو ایسی امر کا
 ۱۲۰۰ء یلو بروج - ۱۹۰۶ء سے توجہ حاصل تھی اور وہ کران سن سے بعد تو حقین کے خیال سے 'ی
 گسٹرا کی ترکیب - ۱۹۰۶ء کی حق - پہلے کو این اور بعد کو دھپٹے کا اندہ قسم ہو سکتا
 ہے، یہ فریب فرما، بیکر منو سطر الخلل لوگوں کا بھی سمجھ سے نرہ وہ عہد سید اور رفیق،
 اور اندہ پیش ہوا سکتا ہے، تھا اندہ کتنی خوش گوہ یا فریبی جیسی ہے کہ اب تک کی عقل
 کے اس جہر نے ہے سکتا ہے، رہتا ہے، ایک نہ کی نہ گھٹا پہل سے جیسا بھیجی جاتی
 تھی، ایک آواز تھا، اتنی دل جان تھی کہ کئی کئی شخصوں میں تک ہا تھا، ایک ہیٹ عدم
 تک ایک آواز - اندہ کہ پر ہا گیا، تیوں، روبرو، اور جمل ایک کدیں، قز کہ مراد ہی ایک تھا
 میں، سچ کہ کراہ ایک کہ، غرض ہوا تھا، ماہیت، ایک آواز۔

برای ہم کثرت اور multiplicity صافی اور طریق سے وہ بانٹ دھوا ہوا ہوا ہے۔ انیس لفظ
شاید ان کے کان تک پہنچے ہیں۔ اس سب سے پہلے گروہ میں جو جوع ہیں۔

۱۰۰
 "ہماری ہمد" میں یادِ حبیبِ ہشتاد ایک سیرِ خُدا کے ساتھ بدل کے ایک ہسپتال میں
 جمعہ پر تو میری کوئی منگھڑی کا ذکر نہیں ہے شگفتہ اخلاقیین کو قصہ میں بندھنا نذریہ مسلم
 اُمت کا کرینچہ اور کچھ حسد سے چھیننے کے قہر میں۔ جد کے لہر میں قاربِ طغیانی کے نامور کم رو
 گئے تھے لیکن کبھی کبھی وہ مس دلی میں اُنھیں تو حسد ہی جو ناگ ان فلولِ جہل اسب بھی
 تر (تلاوت ہے) ایسا کندھیں جو ارجل میں الگ کیا کر پر قیسم کھستہ سدا سلی قبل کا
 ہے ۱

”نزدوق، اسپتال کی قریشی منظر پر کیا کیا کتا۔ نیچے دریا خلیج گنگا پر نہایت سکھ رہا۔
 میرا ٹریپ چڑھا ہوا اپنی چوہی دستوں کے ساتھ جو جڑن، میرا فخر تھ۔ وہی نفعہ۔
 اسپتال کی چھت پر سے دیکھیے تو دریا پر مسند کا لہجہ گزر رہا۔ فیر مٹا جی منظر تھے۔
 کسی ٹھیسپ کی غلغلہ سے دروازہ پر گزرتا ہے کبھی کسی شہ فیضہ گمانہ۔“

خون طبعی است برآوردی از طبع

۱۔ ہسپتال کن قرضے سرکاری سے متاثر ہو کر عیسائی نہیں جو یہی ہے تھوڈی کے بدل
 قرضے مستحق جدید ۲۰۴ دسمبر ۱۹۳۴ء کو ۱

سہ پہا، ادا ہے، تیر کی طرف اندر کیا ٹیم سپاگو + خدا ادا سے کرتے ہیں اٹھتے ہیں وہی مذہب و ... در عقد پر مجاہد ہے۔

جسے آجوندہ ہر خود دہ پر راندہ گویا یہ قہول، عوازل میں اسے سنا کر گیا
راوی کا پر نہ جسے کہ مولانا حبیب دلا سب سے صغر و پر مینچے آہم جو شدہ جوئے نہ مذہب کو اطمین
پراکتیک کی پہاڑ۔ جلسہ میں کعبہ کی گنجی "بعد چاند کو مولانا کی خوش فدا کی ہر ہر کہ
دکان پر : ۱۰۰

اسی معنوں میں عوام کا جہہ المیر قہر کا ذکر کہتے جہنم، یہ جہنم کعبہ ہے، مشورۃ ال
نکار جہہ المیر جہہ کو غازی کر کے کہانہ پر پڑا جو کلا۔ تفسیر طبر، ابن : ہر کہہ و تہر
کہ کہہ جہنم کی جہنم کی جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰

اداکار طبر کہہ ذکر میں طبر کی عزت سے چٹا امرہ لکارو کی ولایت اس نون سے
برقی ٹی بے دار، اس : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
وہ طبر : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
کہ انہیں ہی غازی جہہ اس متصل ہر متوازن انداز میں یہ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
ذہن کہ کسی جہنم کا اس نون کی گاہ ہے۔

ذہن کہ : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
الذہن : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
ہے : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
کہ حقایق : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
کہتے ہیں تو دیوبند میں طبری کو ترازو جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
تو سادہ نگار : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
اتحاد جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰
جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰

جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰

جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰ جہنم : ۱۰۰

ماہر قنداق نے مسعود کو دلچسپ اور قابلِ ذرا بے ادب فنکار بنانے کے لیے کئی فیضانِ جمیع کے لئے جو کوئی راہ نکالتا ہے۔ یہ اقتباسی فن کے اسی غلطی سے ماہر قنداق نے ان کا انداز بیان کو نکھرتا آدھ کے مرقع پر بطور طیر مرقع کی غلطی کے ۳۰ زمرہ ۹۵۲ کو بڑھا دیا۔

[illegible][illegible]

اے تو قرآن مجید کے کلمہ پند و پروردگار صلوٰۃ علیہ وسلم پڑھا کر کہیں آیت سہری

۲۴ "خبر رسد از کھنکاز بخت" سے "مطبوعہ مدنی مہرید" ۱۹۷۱ء، ص ۱۶۹

اس کے کتب خانہ، مسجد، مدرسہ

ہمیں یہاں پہنچنے کے لیے پہلے ایک دوستانہ وفد کے ذریعہ درخواست کی تھی۔ وفد نے
 تمام درجہ کی خطوں پر ذیلی قسماً کے سربراہان کو سب سے پہلے اطلاع دینے کا
 کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ آخر ہم دہلی پر "انٹیلیٹ" سے - نرالی "فیوچر انٹیلیٹ" کے سوا اور کوئی
 نہیں مل سکا۔ قرآن و حدیث، اشعار و ادب - فلسفہ، حرکت، مالی و روزگار، حکومت و تبدیلی
 کے سب سے پہلے جو کچھ بھی دینی حرم قرآن کا مہیا کرنے والی ہو، تو یہی موزوں اور بہتر ہے۔

ایمان اللہ کی نصرت - آمین

[illegible][illegible]

بدلتے ہیں اور اس میں لپٹنے والی گیر جو کا آغاز کر رہے تھے یہاں تک کہ اس میں دو اکابر
 اپنے اسلوب کا سکہ ثبت کیے تھے عام انکم شمار ہوتے تھے۔ مابعد کی شخصیت کی تعریفوں سے
 نئے ان دور میں رہتے تھے بالکل عام اور اقبل سے ان کی زندگی کی ایک نئی تصویر
 کھینچتے تھے۔ ان کے اسلوب پر ان کی اپنی متغیر، غلطی و ادب کی شخصیت ان کے پاس ہے
 وہ ہمیشہ اسلوب کے بانی بن رہے ہیں اور ان کے نام بھی تھے۔

مصادر و مشائخ

مولانا ماسجد کی تصنیفات کی مکمل اور جامع موضوعاتی فہرست

تقریبات

۱. تقریباتِ مجدد: قبلہ گاہی جسدِ بزرگ، اپریل ۱۹۷۹ء، ص ۵۰
 ۲. بیکر بکر: اکبر میری نگہیں، خود یک دن گھنٹہ، ۱۹۶۳ء، ص ۵۸۳
 ۳. اٹھائے جد (میلہ عام): نسیم یک دن گھنٹہ، ۱۹۷۱ء، ص ۱۶۰
 ۴. صفینِ مایہ: امداد اللہ مستور اور جسدِ بزرگ، ۱۹۴۲ء، ص ۲۵۶
 ۵. مناقبِ نبیہ: کاف آئینِ نبوی، ص ۱۰۰، ۱۲۳
 ۶. سلام: حضرت بلالؓ، اسی لایبرری، ص ۱۰۰، ۳۹۰
 ۷. شہزادِ دہلی: نسیم یک دن گھنٹہ، ۱۹۶۳ء، ص ۱۶۰
- جسدِ بزرگ

قرآنیات و متعلقات

۱. مدحِ حق تعالیٰ و اہل بیت علیہ السلام: صدرِ مجدد یک دن گھنٹہ، ۱۹۵۵ء، ص ۱۰۰
۲. سلامِ مہربانی: سلام، ۱۹۵۶ء، ص ۲۰۰
۳. الحیراتِ الہیہ: خدائے معبودِ بزرگ، ۱۹۵۵ء، ص ۱۴۰
۴. سلام: الکتابۃ البنوریہ، ۱۹۸۱ء، ص ۱۵۳
۵. سلام: بخیر، ۱۹۸۳ء، ص ۶۰۹

- ۲۱۔ مردان کی مسجداں اور مہاشاہتہ مسلمہ ۱۰۶۲۲ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۲۔ مشیخت افراسیاب خان اسلمک و مسبق نامہ پیشانی ۱۰۶۲۳ : ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۳۔ خدایہ نعتہ ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۴۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۵۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۶۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۷۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۸۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۲۹۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۰۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۱۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۲۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۳۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۴۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۵۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۶۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۷۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۸۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۳۹۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن
- ۴۰۔ توحید و توحید ۱۰۶۲۴ حر ۷۷۔
 حیدر آباد دکن

- [illegible]

- | | | |
|------|------------------------------|------|
| ۱۹۱۱ | مکمل یک تریه تمامه مختص هرگز | ۱۹۱۱ |
| ۱۹۱۲ | و تهمین ترقی حاصله | ۱۹۱۲ |
| ۱۹۱۳ | " | ۱۹۱۳ |
| ۱۹۱۴ | " | ۱۹۱۴ |
| ۱۹۱۵ | " | ۱۹۱۵ |
| ۱۹۱۶ | " | ۱۹۱۶ |
| ۱۹۱۷ | " | ۱۹۱۷ |
| ۱۹۱۸ | " | ۱۹۱۸ |
| ۱۹۱۹ | " | ۱۹۱۹ |
| ۱۹۲۰ | " | ۱۹۲۰ |
| ۱۹۲۱ | " | ۱۹۲۱ |
| ۱۹۲۲ | " | ۱۹۲۲ |
| ۱۹۲۳ | " | ۱۹۲۳ |
| ۱۹۲۴ | " | ۱۹۲۴ |
| ۱۹۲۵ | " | ۱۹۲۵ |
| ۱۹۲۶ | " | ۱۹۲۶ |
| ۱۹۲۷ | " | ۱۹۲۷ |
| ۱۹۲۸ | " | ۱۹۲۸ |
| ۱۹۲۹ | " | ۱۹۲۹ |
| ۱۹۳۰ | " | ۱۹۳۰ |
| ۱۹۳۱ | " | ۱۹۳۱ |
| ۱۹۳۲ | " | ۱۹۳۲ |
| ۱۹۳۳ | " | ۱۹۳۳ |
| ۱۹۳۴ | " | ۱۹۳۴ |
| ۱۹۳۵ | " | ۱۹۳۵ |
| ۱۹۳۶ | " | ۱۹۳۶ |
| ۱۹۳۷ | " | ۱۹۳۷ |
| ۱۹۳۸ | " | ۱۹۳۸ |
| ۱۹۳۹ | " | ۱۹۳۹ |
| ۱۹۴۰ | " | ۱۹۴۰ |
| ۱۹۴۱ | " | ۱۹۴۱ |
| ۱۹۴۲ | " | ۱۹۴۲ |
| ۱۹۴۳ | " | ۱۹۴۳ |
| ۱۹۴۴ | " | ۱۹۴۴ |
| ۱۹۴۵ | " | ۱۹۴۵ |
| ۱۹۴۶ | " | ۱۹۴۶ |
| ۱۹۴۷ | " | ۱۹۴۷ |
| ۱۹۴۸ | " | ۱۹۴۸ |
| ۱۹۴۹ | " | ۱۹۴۹ |
| ۱۹۵۰ | " | ۱۹۵۰ |
| ۱۹۵۱ | " | ۱۹۵۱ |
| ۱۹۵۲ | " | ۱۹۵۲ |
| ۱۹۵۳ | " | ۱۹۵۳ |
| ۱۹۵۴ | " | ۱۹۵۴ |
| ۱۹۵۵ | " | ۱۹۵۵ |
| ۱۹۵۶ | " | ۱۹۵۶ |
| ۱۹۵۷ | " | ۱۹۵۷ |
| ۱۹۵۸ | " | ۱۹۵۸ |
| ۱۹۵۹ | " | ۱۹۵۹ |
| ۱۹۶۰ | " | ۱۹۶۰ |
| ۱۹۶۱ | " | ۱۹۶۱ |
| ۱۹۶۲ | " | ۱۹۶۲ |
| ۱۹۶۳ | " | ۱۹۶۳ |
| ۱۹۶۴ | " | ۱۹۶۴ |
| ۱۹۶۵ | " | ۱۹۶۵ |
| ۱۹۶۶ | " | ۱۹۶۶ |
| ۱۹۶۷ | " | ۱۹۶۷ |
| ۱۹۶۸ | " | ۱۹۶۸ |
| ۱۹۶۹ | " | ۱۹۶۹ |
| ۱۹۷۰ | " | ۱۹۷۰ |
| ۱۹۷۱ | " | ۱۹۷۱ |
| ۱۹۷۲ | " | ۱۹۷۲ |
| ۱۹۷۳ | " | ۱۹۷۳ |
| ۱۹۷۴ | " | ۱۹۷۴ |
| ۱۹۷۵ | " | ۱۹۷۵ |
| ۱۹۷۶ | " | ۱۹۷۶ |
| ۱۹۷۷ | " | ۱۹۷۷ |
| ۱۹۷۸ | " | ۱۹۷۸ |
| ۱۹۷۹ | " | ۱۹۷۹ |
| ۱۹۸۰ | " | ۱۹۸۰ |
| ۱۹۸۱ | " | ۱۹۸۱ |
| ۱۹۸۲ | " | ۱۹۸۲ |
| ۱۹۸۳ | " | ۱۹۸۳ |
| ۱۹۸۴ | " | ۱۹۸۴ |
| ۱۹۸۵ | " | ۱۹۸۵ |
| ۱۹۸۶ | " | ۱۹۸۶ |
| ۱۹۸۷ | " | ۱۹۸۷ |
| ۱۹۸۸ | " | ۱۹۸۸ |
| ۱۹۸۹ | " | ۱۹۸۹ |
| ۱۹۹۰ | " | ۱۹۹۰ |
| ۱۹۹۱ | " | ۱۹۹۱ |
| ۱۹۹۲ | " | ۱۹۹۲ |
| ۱۹۹۳ | " | ۱۹۹۳ |
| ۱۹۹۴ | " | ۱۹۹۴ |
| ۱۹۹۵ | " | ۱۹۹۵ |
| ۱۹۹۶ | " | ۱۹۹۶ |
| ۱۹۹۷ | " | ۱۹۹۷ |
| ۱۹۹۸ | " | ۱۹۹۸ |
| ۱۹۹۹ | " | ۱۹۹۹ |
| ۲۰۰۰ | " | ۲۰۰۰ |
| ۲۰۰۱ | " | ۲۰۰۱ |
| ۲۰۰۲ | " | ۲۰۰۲ |
| ۲۰۰۳ | " | ۲۰۰۳ |
| ۲۰۰۴ | " | ۲۰۰۴ |
| ۲۰۰۵ | " | ۲۰۰۵ |
| ۲۰۰۶ | " | ۲۰۰۶ |
| ۲۰۰۷ | " | ۲۰۰۷ |
| ۲۰۰۸ | " | ۲۰۰۸ |
| ۲۰۰۹ | " | ۲۰۰۹ |
| ۲۰ | | |

۱۵۷۱	یوسف بن کبریا	بوش اکدی، کوزلی	۱۵۷۱
۱۵۷۲	عیادت بناد و زن و ده	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۲
۱۵۷۳	مهاجر بناد	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۳
۱۵۷۴	اعلام قرآن	نثریست، کاجور	۱۵۷۴

در کتب

۱۵۷۵	نارینه فطرت، هندی	عالمه نثریست، کاجور	۱۵۷۵
------	-------------------	---------------------	------

در کتب اول

۱۵۷۶	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۶
۱۵۷۷	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۷
۱۵۷۸	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۸

در کتب اول

۱۵۷۹	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۷۹
۱۵۸۰	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۰
۱۵۸۱	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۱
۱۵۸۲	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۲
۱۵۸۳	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۳
۱۵۸۴	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۴
۱۵۸۵	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۵
۱۵۸۶	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۶
۱۵۸۷	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۷
۱۵۸۸	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۸
۱۵۸۹	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۸۹
۱۵۹۰	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۰
۱۵۹۱	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۱
۱۵۹۲	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۲
۱۵۹۳	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۳
۱۵۹۴	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۴
۱۵۹۵	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۵
۱۵۹۶	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۶
۱۵۹۷	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۷
۱۵۹۸	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۸
۱۵۹۹	عزت بناد، کاجور	مجموعه نثریست، کاجور	۱۵۹۹

۱۱۹۶۴	سکاتیبہ علیہ السلام آزالہ محمدیہ کی شہادت گراہی	شاہ و سلطان پوری و امیر سلطان
۱۱۹۶۵	چل صدر خط	شاہ دل بخش
۱۱۹۶۶	شعر المصنوع و طبع محمدی علیہ السلام	سلطان قمران و امیر
۱۱۹۶۷	قرآن مجید کے لئے قرآن مجید، محمدیہ کی شہادت گراہی	سلطان امیر محمد و امیر
	تذکرہ کا تصدیق خط (۱۱۹۶۸)	
۱۱۹۶۹	محمد بن عمر بن (علی بن) ادارہ المصنفات، پوری	فیض و مروت، مہدی محمد
۱۱۹۷۰	محمد بن سلطان احمد کا محمد احمد بن محمد بن علی بن محمد	محمد بن محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۱	آفاقہ تہذیبیہ کی سرکاری	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۲	چریہ تعمیر	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۳	نہایت فصیح پوری	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۴	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۵	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۶	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۷	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۸	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۷۹	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۰	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۱	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۲	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۳	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۴	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۵	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۶	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۷	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۸	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۸۹	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد
۱۱۹۹۰	محمد بن محمد بن محمد بن محمد	محمد بن محمد بن محمد

اخبارات و رسائل

سنی ۱۴۵۷ھ	آج کل
ستمبر ۱۹۹۸ء	ارباب (جیل نمبر)
پتوری ۱۹۳۳ء	امرو
پرل ۱۹۳۲ء	
اکتوبر ۱۹۵۵ء	
خوار نمبر ۴	آصفہ (بین)
۲۸۵۷ھ	افکار
فروری۔ پرل ۱۹۵۷ء	اکاٹ
یکم جون ۱۹۵۷ء	السلام
دسمبر ۱۹۹۹ء	الہامی (کرامت)
سنی ۱۴۰۷ھ	الرحیم (میں یاد)
"القیاسیہ"	القادر
جون ۱۹۱۱ء	"المنہجہ"
پتوری ۱۹۵۷ء	
۱۵ پتوری ۱۹۳۳ء	نقلیہ
یکم پتوری ۱۹۵۵ء	المیر
۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء	"نیشن"
۱۹۲۸ء	جنگل
ستمبر ۱۹۳۳ء	برطان
سنی ۱۴۳۷ھ	

در بیان

۱۳۵۲

۱۳۵۳

۱۳۵۴

۱۳۵۵

۱۳۵۶

۱۳۵۷

۱۳۵۸

۱۳۵۹

۱۳۶۰

۱۳۶۱

۱۳۶۲

۱۳۶۳

۱۳۶۴

۱۳۶۵

۱۳۶۶

۱۳۶۷

۱۳۶۸

۱۳۶۹

۱۳۷۰

۱۳۷۱

۱۳۷۲

۱۳۷۳

۱۳۷۴

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

در بیان

۲۱۹۳۴	۶
۲۱۱۰۰	۷
۲۱۵۲۹	۸
۲۱۱۰۱	۹
۲۰۵۶۴	۱۰
۲۱۵۲۹	۱۱
۲۱۵۲۹	۱۲
۲۱۵۲۳	۱۳
۲۱۵۲۳	۱۴
۲۱۵۲۳	۱۵
۲۱۵۲۳	۱۶
۲۱۵۲۳	۱۷
۲۱۵۲۳	۱۸
۲۱۵۲۳	۱۹
۲۱۵۲۳	۲۰
۲۱۵۲۳	۲۱
۲۱۵۲۳	۲۲
۲۱۵۲۳	۲۳
۲۱۵۲۳	۲۴
۲۱۵۲۳	۲۵
۲۱۵۲۳	۲۶
۲۱۵۲۳	۲۷
۲۱۵۲۳	۲۸
۲۱۵۲۳	۲۹
۲۱۵۲۳	۳۰
۲۱۵۲۳	۳۱
۲۱۵۲۳	۳۲
۲۱۵۲۳	۳۳
۲۱۵۲۳	۳۴
۲۱۵۲۳	۳۵
۲۱۵۲۳	۳۶
۲۱۵۲۳	۳۷
۲۱۵۲۳	۳۸
۲۱۵۲۳	۳۹
۲۱۵۲۳	۴۰
۲۱۵۲۳	۴۱
۲۱۵۲۳	۴۲
۲۱۵۲۳	۴۳
۲۱۵۲۳	۴۴
۲۱۵۲۳	۴۵
۲۱۵۲۳	۴۶
۲۱۵۲۳	۴۷
۲۱۵۲۳	۴۸
۲۱۵۲۳	۴۹
۲۱۵۲۳	۵۰
۲۱۵۲۳	۵۱
۲۱۵۲۳	۵۲
۲۱۵۲۳	۵۳
۲۱۵۲۳	۵۴
۲۱۵۲۳	۵۵
۲۱۵۲۳	۵۶
۲۱۵۲۳	۵۷
۲۱۵۲۳	۵۸
۲۱۵۲۳	۵۹
۲۱۵۲۳	۶۰
۲۱۵۲۳	۶۱
۲۱۵۲۳	۶۲
۲۱۵۲۳	۶۳
۲۱۵۲۳	۶۴
۲۱۵۲۳	۶۵
۲۱۵۲۳	۶۶
۲۱۵۲۳	۶۷
۲۱۵۲۳	۶۸
۲۱۵۲۳	۶۹
۲۱۵۲۳	۷۰
۲۱۵۲۳	۷۱
۲۱۵۲۳	۷۲
۲۱۵۲۳	۷۳
۲۱۵۲۳	۷۴
۲۱۵۲۳	۷۵
۲۱۵۲۳	۷۶
۲۱۵۲۳	۷۷
۲۱۵۲۳	۷۸
۲۱۵۲۳	۷۹
۲۱۵۲۳	۸۰
۲۱۵۲۳	۸۱
۲۱۵۲۳	۸۲
۲۱۵۲۳	۸۳
۲۱۵۲۳	۸۴
۲۱۵۲۳	۸۵
۲۱۵۲۳	۸۶
۲۱۵۲۳	۸۷
۲۱۵۲۳	۸۸
۲۱۵۲۳	۸۹
۲۱۵۲۳	۹۰
۲۱۵۲۳	۹۱
۲۱۵۲۳	۹۲
۲۱۵۲۳	۹۳
۲۱۵۲۳	۹۴
۲۱۵۲۳	۹۵
۲۱۵۲۳	۹۶
۲۱۵۲۳	۹۷
۲۱۵۲۳	۹۸
۲۱۵۲۳	۹۹
۲۱۵۲۳	۱۰۰

سوره فاتحه

سوره

سوره

سوره

سوره

سوره

سوره

مصدق جدید

۲. ۱۳۹۹	۱
۳. ۱۳۹۹	۲
۴. ۱۳۹۹	۳
۵. ۱۳۹۹	۴
۶. ۱۳۹۹	۵
۷. ۱۳۹۹	۶
۸. ۱۳۹۹	۷
۹. ۱۳۹۹	۸
۱۰. ۱۳۹۹	۹
۱۱. ۱۳۹۹	۱۰
۱۲. ۱۳۹۹	۱۱
۱۳. ۱۳۹۹	۱۲
۱۴. ۱۳۹۹	۱۳
۱۵. ۱۳۹۹	۱۴
۱۶. ۱۳۹۹	۱۵
۱۷. ۱۳۹۹	۱۶
۱۸. ۱۳۹۹	۱۷
۱۹. ۱۳۹۹	۱۸
۲۰. ۱۳۹۹	۱۹
۲۱. ۱۳۹۹	۲۰
۲۲. ۱۳۹۹	۲۱
۲۳. ۱۳۹۹	۲۲
۲۴. ۱۳۹۹	۲۳
۲۵. ۱۳۹۹	۲۴
۲۶. ۱۳۹۹	۲۵
۲۷. ۱۳۹۹	۲۶
۲۸. ۱۳۹۹	۲۷
۲۹. ۱۳۹۹	۲۸
۳۰. ۱۳۹۹	۲۹
۳۱. ۱۳۹۹	۳۰
۳۲. ۱۳۹۹	۳۱
۳۳. ۱۳۹۹	۳۲
۳۴. ۱۳۹۹	۳۳
۳۵. ۱۳۹۹	۳۴
۳۶. ۱۳۹۹	۳۵
۳۷. ۱۳۹۹	۳۶
۳۸. ۱۳۹۹	۳۷
۳۹. ۱۳۹۹	۳۸
۴۰. ۱۳۹۹	۳۹
۴۱. ۱۳۹۹	۴۰
۴۲. ۱۳۹۹	۴۱
۴۳. ۱۳۹۹	۴۲
۴۴. ۱۳۹۹	۴۳
۴۵. ۱۳۹۹	۴۴
۴۶. ۱۳۹۹	۴۵
۴۷. ۱۳۹۹	۴۶
۴۸. ۱۳۹۹	۴۷
۴۹. ۱۳۹۹	۴۸
۵۰. ۱۳۹۹	۴۹
۵۱. ۱۳۹۹	۵۰
۵۲. ۱۳۹۹	۵۱
۵۳. ۱۳۹۹	۵۲
۵۴. ۱۳۹۹	۵۳
۵۵. ۱۳۹۹	۵۴
۵۶. ۱۳۹۹	۵۵
۵۷. ۱۳۹۹	۵۶
۵۸. ۱۳۹۹	۵۷
۵۹. ۱۳۹۹	۵۸
۶۰. ۱۳۹۹	۵۹
۶۱. ۱۳۹۹	۶۰
۶۲. ۱۳۹۹	۶۱
۶۳. ۱۳۹۹	۶۲
۶۴. ۱۳۹۹	۶۳
۶۵. ۱۳۹۹	۶۴
۶۶. ۱۳۹۹	۶۵
۶۷. ۱۳۹۹	۶۶
۶۸. ۱۳۹۹	۶۷
۶۹. ۱۳۹۹	۶۸
۷۰. ۱۳۹۹	۶۹
۷۱. ۱۳۹۹	۷۰
۷۲. ۱۳۹۹	۷۱
۷۳. ۱۳۹۹	۷۲
۷۴. ۱۳۹۹	۷۳
۷۵. ۱۳۹۹	۷۴
۷۶. ۱۳۹۹	۷۵
۷۷. ۱۳۹۹	۷۶
۷۸. ۱۳۹۹	۷۷
۷۹. ۱۳۹۹	۷۸
۸۰. ۱۳۹۹	۷۹
۸۱. ۱۳۹۹	۸۰
۸۲. ۱۳۹۹	۸۱
۸۳. ۱۳۹۹	۸۲
۸۴. ۱۳۹۹	۸۳
۸۵. ۱۳۹۹	۸۴
۸۶. ۱۳۹۹	۸۵
۸۷. ۱۳۹۹	۸۶
۸۸. ۱۳۹۹	۸۷
۸۹. ۱۳۹۹	۸۸
۹۰. ۱۳۹۹	۸۹
۹۱. ۱۳۹۹	۹۰
۹۲. ۱۳۹۹	۹۱
۹۳. ۱۳۹۹	۹۲
۹۴. ۱۳۹۹	۹۳
۹۵. ۱۳۹۹	۹۴
۹۶. ۱۳۹۹	۹۵
۹۷. ۱۳۹۹	۹۶
۹۸. ۱۳۹۹	۹۷
۹۹. ۱۳۹۹	۹۸
۱۰۰. ۱۳۹۹	۹۹

فنون	تہذیبی بیچ نمبر	جلد ۱۹۶۳
•	تہذیب	۱۹۶۶
•	تہذیبات نمبر	۲۹۱
•	تہذیب نمبر	۲۹۱
•	دوسرا نمبر	جلد ۱۱
نظم	سٹی	۱۹۶۵
•	جولائی	۱۹۶۵
•	اکتوبر	۱۹۶۵
تکونہ پاکستان	استغیاب نمبر	۲۹۶۶
•	جولائی	۱۹۶۵
نیامند و کھنڈ	جدید الماحد دریا ہادی نمبر	
	اپریل	۱۹۶۵
۱۶۱۱	جولائی نمبر	۱۹۶۵
۱۶۱۱	۱۶ جولائی	۱۹۶۵

ENGLISH BOOKS

- Abul Hasan, S. The Destiny of Indian Muslims, Lahore, Qadiri Book Traders, 1913.
- Abul Iqbal Life and Work of Rumi, Lahore, Institute of Islamic Culture, 1971.
The Life and Times of Muhammad Ali, Lahore, Institute of Islamic Culture, 1974.
- Allah Buxh Yusufi Life of Mirza Asadullah Khan Ali Nadwi, Karachi, Muhammad Ali Educational Society, 1972.
- Albery, A. J. The Koran Interpreted (Vol. 1) 1933.
- Rashid-ul-Din, Mirza Ahmadiyya in the True Islam, Qadian, 1924.
- Maritz, Henry Thomas History of Civilization in England, London, Longman Green and Co. 1930.
- Randall, Tim An Introduction to the Sufi Doctrine, Lahore, Sahel Academy, 1983.
- Islam, Will The Story of Philosophy, New York, Pocket Books, 1953.
- FarrGerald, Edward Rubairat Omar Khayyam London, George G Harring Ltd. 1933.
- Gibb, H. A. R. Modernism.
- Greg, J. Y. T. The Psychology of Laughter & Comedy, London, George Allen and Unwin 1923.
- Gwynn, Robt Critic of the Modern World, Lahore, Sahel Academy, 1983.

- Hini, Philip K. Islam and the West, Princeton, D. Van Nostrand Company, 1962.
- Hollings, Harold A History of Modern Philosophy (Vol. I) Dover Publications, 1935
- Iqbal, Allama Muhammad The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Lahore, Ashraf Press, 1968.
- Khalifa, Muhammad The Sublime Quran and Oratoricalism, New York and London, Longmans, 1967.
- Kinberg, Otto Social Psychology, New York, Henry Holt and Co. 1947.
- Lacey, W. G. H. History of European Morals (Vol. I and II) London, Longmans Green and Co. 1923.
- Lings, Martin What is Sufism. Lahore. School Academy, 1983.
- Maudsley, Dr Pathology of Mind: London, Macmillan and Co. 1895.
- Modigliani, William The Outline of Psychology, London, Methuen and Co. 1961.
- As an Introduction to Social Psychology. London, Methuen and Co. 1963.
- MM. John Stuart Essays on Politics and Culture, New York, Doubleday and Co. 1962.
- Oliver, J. Thatcher A General History of Europe: London, John Murray, 1965
- Oliver Lodge Powers of Science, New York, Macmillan and Co. 1904.
- Pickthall, M. M. Meaning of Glorious Quran, Lahore, Taj Company. 1970.

- Sorell, Avrum and Popkin, Richard H. *Introduction to Philo-sophy*: New York, Holt, Rinehart and Winston, 1972.
- *Introductory Readings in Philosophy*: New York, Holt, Rinehart and Winston, 1972.
- Ray, P.K. *A Text Book of Deductive Logic*: London, Macmillan and Co. 1912.
- Richard, Paul *To the Nations: Madras*, Madras Ganesh and Co. 1919.
- Simpson, George *Concise Cambridge History of English Literature*. Cambridge, 1963.
- Sharif, M.M. *Islamic Thought, Its Origin and Achievements*: Lahore, Institute of Islamic Culture, 1939.
- Sharvani, Lutf Ahmad (ed) *Speeches, Writings and Statements of Iqbal*: Lahore, Iqbal Academy, 1972.
- Sison, W.T. *A Critical History of Greek Philosophy*: Islamabad, National Book Foundation, 1972.
- Tjmaa, L.G. *Berkeley—the Philosophy of Idealism*: London, Methuen and Co. 1974.
- Trilling, Lionel ed. *Library Criticism*: New York, Holt, Rinehart and Winston, 1970.
- Valid, S.A. (ed.) *Thought and Reflection of Iqbal*: Lahore, Dr. Muhammad Ashraf, 1964.
- Wallace, William *Epistemology*: London, Society for Promotion of Christian Knowledge, 1972.
- Wicks, George *The Library Critic*: London, Penguin Books, 1966.

Zafar Ali Qureshi

Proprietary Multinational and High
Wage Labor: Evidence, 1985.

Gangotri (Her Life and Work);
Bombay, Kirtanik Publishing
House, 1944.

PHENOLICALS

Norman Chavakis

12th March 1944.

Draw

4th Nov. 1944

Ebel and Wegn

Oct. 1912.

— ■ ■

On 1913

The Kinkadee

14th April 1964.

The Atlantic Quarterly

Oct. 1954, Oct. 1956

Leadoff

10 June 1941.

Modern Science Law

Sep 1919

P. S. S.

Dec. 14/20.

• • •

May 1922.

• • •

Oct. 1926.

Running News

22 June 1943

Downloaded

12th June 1943

Times of India

13th Aug. 1943

(صحیفہ نامہ)

صفحہ	نمبر	فصل	صفحہ
۲۶	۵	غیر گری	مصرعہ
۴۲	مترجم	جملہ نامہ و ہادی	جملہ نامہ و ہادی
۱۲۳	۱۲	مستند ادب	مستند ادب
۲۲۶	۱۸	مستند ادب	مستند ادب
۳۶۹	۵	مستند ادب	مستند ادب
۳۳۵	۴	مستند ادب	مستند ادب
۳۵۶	۹	مستند ادب	مستند ادب
۵۰۵	۷	مستند ادب	مستند ادب
۵۳۴	۹	مستند ادب	مستند ادب
۵۸۵	۱	مستند ادب	مستند ادب
۵۸۹	۱۰	مستند ادب	مستند ادب
۵۹۲	۲۳	مستند ادب	مستند ادب
۶۰۳	۱۵	مستند ادب	مستند ادب
۶۴۹	۳	مستند ادب	مستند ادب
۶۴۶	۱۸	مستند ادب	مستند ادب
۶۶۲	۹	مستند ادب	مستند ادب
۶۶۵	۱۷	مستند ادب	مستند ادب
۷۰۶	۵	مستند ادب	مستند ادب
۷۱۹	۵	مستند ادب	مستند ادب

1-02

2



1